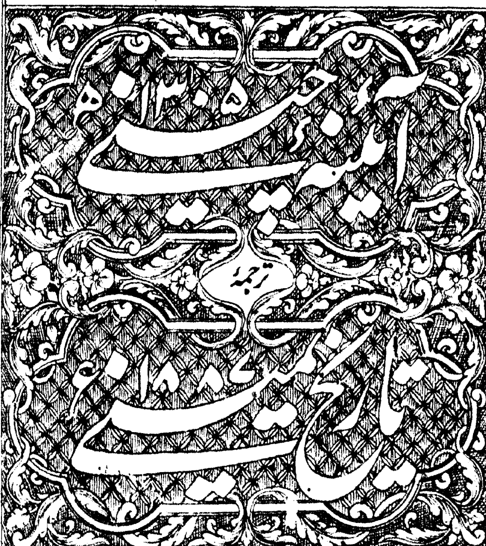
وَمَن یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَهُوَ حَسْبُهٗ

الحمد للہ کہ از عمدۂ افادات فاضل نامی و مورخ گرامی جناب مولوی وکیل احمد صاحب سکندر پوری تصنیف



آئینہ حقیقت نما ۱۳۰۵ھ

ترجمہ

تاریخ حقیقت نما ۱۸۸۸ء

حسب فرمایش جناب مخدومی مولوی محمد خادم حسین صاحب باہتمام محمد عبد الواحد عفا عنہ الواحد

در مطبع مصطفائی محمد مصطفیٰ خان ۱۳۰۵ طبع گردید

فہرست

تمت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شکر خدا کو جسنے بنی نوع انسانی سے کسی کو نبی کسی کو بادشاہ بنایا انکے ہاتھون سے دین و دنیا کے سلسلہ
نظام کو مستحکم فرمایا درود حضرت محمد مصطفیٰ پر جنکی امت کے خلفا و سلاطین نے چار دانگ عالم مین فتح و نصرت
کا ڈنکا بجایا اپنی حسن تدابیر سے شیر اور بکری کو ایک گھاٹ پانی پلایا اما بعد کہتا ہے فقیر حقیر
وکیل احمد سکندرپوری عفی عنہ کہ ہزارون سال سے روی زمین پر مختلف اقوام مختلف اقطاع مین
آباد ہین جنکے رسوم و عادات مختلف ہین اونکے پیشے اور حرفے بھی جدا جدا ہین انکی
زبانون مین ایسا اختلاف ہے کہ ایک دوسرے کی بات نہین سمجھتا یہ لوگ اشخاص و انساب مین بھی باہم
مختلف ہین انکے تمدن کا طور علیحدہ ہے انکے مذہب و ملت مین بھی فرق ہے انکی ہدایت کیلیے مختلف
انبیاء اللہ علیہم الصلوۃ والسلام مبعوث ہوے جنکے احکام جداگانہ تھے اور مختلف سلاطین ہوئے ان کی
حکومت ہوئی جنکی حکومت کا نرالا ڈھنگ تھا پھر ایسا شریف علم جس سے ازوات و احوال مختلفہ
سابقین معلوم ہو علم تاریخ ہے اس علم مین صرف معرفت احوال اشخاص ماضیہ سے بحث کیجاتی ہے
عام اسکے کہ انبیا ہون یا علما یا اولیا یا ملوک یا امرا تاکہ آدمی ان حالون کو دریافت کرکے عبرت
حاصل کرے اور زمانے کے تغیرات پر غور کرکے اوسکو ایسا تجربہ حاصل ہو جس سے وہ ایسے اوصاف
رذیلہ سے بچتا رہے جنمین امم سابقہ مبتلا تھین یا جنسے اونکا استیصال ہوا اور آپکو ایسے اوصاف

حسنہ سے متصف کرے جنکی بدولت اگلے لوگون کو صلاح و فلاح و رشد حاصل ہوا اس فن مین
ہر زمانے کے حکماء اسلامیین و علماء ربانیین نے کتابین لکھین مگر چونکہ اکثر کتب تواریخ عربی زبان
مین ہین عام اہل ہند اونسے متمتع نہین ہوسکتے یہی وجہ ہے کہ انکو خاص ہندوستان کے عبرت انگیز واقعات
پر بھی پوری اطلاع نہین اس لیے جی مین آیا کہ تاریخ یمینی کا ترجمہ سلیس اردو زبان مین شائع کرنا چاہیے تاکہ
مسلمانونکی اولی العزمی ظاہر ہو اور یہ خیال کیا جائے کہ سلاطین نے جنکی اولو العزمی کا قائم مقام
اب صرف اونکا نام رہ گیا ہے کس عالی ہمتی سے ایشیا کے طاقتور حصّوں مین سلطنت کو جمایا اور تھوڑی
ہی مدت مین کیسی لیاقت و خوبصورتی سے اپنے ممالک مفتوحہ و مقبوضہ مین امن و امان پھیلایا
یہ تاریخ یمین الدولہ محمود بن سبکتگین کی ہے جسے ابو النصر محمد بن محمد الشہیر بالجباری نے عربی مین
لکھا ہے اس نامی شاعر نے اپنا دردناک واقعہ یون لکھا ہے کہ پہلے مین امیر ناصر الدین سبکتگین کی خدمت مین
آیا پھر شمس الکفاۃ وزیر کی خدمت مین مجکو ایک تقرب خاص ہو گیا اور یہ کتاب مین نے مرتب
کر کے پیش کی تو اوسنے چاہا کہ مجکو گنج رستاق بڑا کا داروغہ کرے وہان فرعون بن ابو الغوی
حاکم تھا اور یہ شخص بہت [illegible] تھا مین جو وہان گیا تو اپنے کام پر مصروف رہا اوسنے چاہا کہ مین بھی خیانت
کرون مین نے جو انکار کیا اور میری وضع سے ناامید ہوا تو چاہا کہ کسی آفت یا بلا مین مجکو پھنساوے
اور فرزندان سلطان کو میری برائی پر بہکایا جب یہان کچھ کام نہ چلا تو وزیر شمس الکفاۃ کو بہکانا
شروع کیا اور کہا کہ جو لوگ تمسے مخالفت رکھتے ہین یہ اونسے موافقت رکھتا ہے یہ امر وزیر کے
ذہن نشین ہو گیا اور مجکو موقوف کر دیا آخر میری کاراستہ ہوئی پھر دوسرے دشمن بہت غمازی کرتے
رہے مگر کچھ کارگر نہوئی اس تاریخ کی عربیت و دقائق غریبہ و لطائف ادبیہ کا کیا کہنا ہے جو ادیب ہے
وہ اسکی قدر جانتا ہے یہ تاریخ جامع ہے تواریخ فاضل شیخ مجد الدین کرمانی و تاریخ فاضل قاسم بن حسین
اصفہانی کو علامہ تاج الدین عیسی نے اسکا انتخاب کیا اور اوسکا نام بستان الفضلا و ریاحین العقلا
رکھا علامہ ابی الفضل بیہقی نے موٹی موٹی چھ جلدون مین ایک تاریخ لکھی جسے تاریخ یمینی کی شرح
کہہ سکتے ہین بعضے نامی علما نے یمینی کا ترجمہ بھی کیا لیکن ہمارے ترجمے کا کچھ اور ہی رنگ ہے اسکا
عجیب سمان ہے نرالا ڈھنگ ہے ناظرین جب ملاحظہ فرمائین گے لطف اوٹھائین گے
اس ترجمے مین چند امور کا لحاظ کیا گیا پہلا امر۔ جو جملے کہ صرف بنظر رعایت

قافیہ اور عبارت آرائی کے لانے گئے ہین وہ ترک کیے گئے اس لیے کہ مطلب جملۂ اول سے حاصل ہو چکا ہی
دوسرا امر - اشعار جو صرف مدائح یا ذمائم مین ہین اور اونمین سوای مبالغۂ شاعرانہ کے اور کچھ مقصود
نہین ہی ترک کیے گئے مگر اول شعر کا ترجمہ کیا گیا ہی اور اسیطرح عبارت نثر جو صرف مدائح مین بہت
دراز لکھی گئی ہی ترک کی گئی تیسرا امر - جو امر کہ صرف دین اور مذہب سے متعلق تھے مجمل یا مفصل سب وہ
ترک کیے گئے اور اسی بنا پر جو لفظ اور جملہ بنسبت اہل ہند اور اہل چین کے خلاف اخلاق لکھا ہوا تھا
اوسکو ترک کیا یا دوسری لفظ سے بدلا اور ان سب مین یہ ضرور لحاظ ہوا کہ حالات تاریخی فوت نہووین
چوتھا امر - لفظی ترجمہ کیا گیا بلکہ رعایت محاورہ ملحوظ رہی پانچوان امر - صرف برعایت
محاورہ غلام کا غلام ترجمہ کیا گیا اگرچہ عربی مین غلام اوس لڑکے کو کہتے ہین کہ قریب جوانی کے ہو
چھٹا امر - اگرچہ اختلاف عبارت اکثر نسخون مین ہوتا ہی لیکن مینے ایک نسخے کو جو نہایت
پرانا و معتمد علیہ ہی اصل قرار کیا اور اوسی کے موافق ترجمہ کیا ساتوان امر - سال عیسوی بمقابلہ
سال ہجری کے حاشیے پر لکھا گیا اور چونکہ جنتری مفصل میرے پاس نہین ہی اس لیے تاریخ اور روز اور
مہینے کی تطبیق نہو سکی آٹھوان امر - نظم کا نظم ترجمہ ہی نوان امر - اس کتاب مین
صرف سنہ ۴۰۹ ہجری تک کا ذکر ہی اوس سے زیادہ حال محمود غزنوی کا اسمین نہین ہی اور ہندستان پر
صرف نو حملون کا ذکر ہی اس ترجمے سے جسطرح تاریخی حال معلوم ہوتے ہین اوسیطرح اصل تاریخ یمینی کے مطالعے پر
آدمی قادر ہوتا ہی بشرطیکہ زبان عربی سے اوسکو کچھ مناسبت اور لگاؤ ہو چونکہ اس زمانے مین عالیجناب
مستطاب بندگان عالی متعالی حضور پر نور نواب میر محبوب علیخان بہادر رستم دوران
فتح جنگ نظام الدولہ نظام الملک آصف جاہ خلد اللہ ملکہ و دولتہ
فرمانروای ملک دکن کو اشاعت علم کیطرف ایک خاص توجہ ہی مجھے امید ہی کہ یہ ناچیز ترجمہ جسکا نام
آئینۂ حبیبی ترجمۂ تاریخ یمینی ہی منظور نظر قبول ہو - ترجمۂ کتاب - دین اور پادشاہ
دونون ہمزاد ہین دین بنیاد ہی اور پادشاہ نگہبان جس چیز کا کوئی نگہبان نہووے وہ برباد ہوگی اور جو چیز
کہ بے بنیاد ہوگی خراب ہوگی پادشاہ زمین پر خدا کا سایہ ہی اور اوسکی مخلوقات پر اوسکا قایم مقام ہی اور
اوسکی طرف سے اوسکے حق کی رعایت کیلیے ایک معتمد ہی کہ اوس سے انتظام کامل ہوتا ہی اور خاص و عام
سب کے کام درست ہوتے ہین اور سب آفتین اور فتنے اوسکی دہشت سے زائل ہوتے ہین اور سب ڈر

اور مختین جاتی رہتی ہین اور پادشاہ نہوتا تو انتظام نرہتا اور سب خاص و عام برابر ہوجاتے اور
فتنہ او فساد خوب پھیل جاتا اور اضطراب اور شور بہت ہوتا اور لوگ موافق اپنی اپنی طبیعت کے
سرکشی اور مخالفت کرتے یہانتک کہ اصلاح معاش اور اصلاح عاقبت سے بالکل بے بہرہ ہوجاتے
اور اس کلام کے بھی یہی معنی ہین کہ سلطان جتنا روکتا ہی قرآن اتنا نہین روکتا ہی کیونکہ
بہت لوگ بخوف سیاست اور انتظام ظاہری اور بخوف سزا اور گرفتاری فساد سے باز رہتے
ہین اور ایسا پادشاہ کون ہی کہ قرآن کی آیتون مین فکر کرے اور غور او تامل سے اونکو دیکھے او
اونکو بھلائی پر رہنما ہون اور برائی سے باز رکھین کہ ایسا پادشاہ خوب آراستہ و پیراستہ ہوگا
اور اس کلام کا بھی یہی مطلب ہی بیشک تمہارا ڈر زیادہ ہی اونکے دلمین اللہ کے ڈر سے اس لیے
کہ یہ لوگ سمجھتے نہین سو تا ڈر عام کے لیے ہی یہ دونو امر اور نہی مین مشترک ہین پر عوام تو تلوار سے
ڈرتے ہین اور خواص حق ہی کی متابعت کرتے ہین ان دونو مین بہت فرق ہی یعنی عوام عمر کے
تابعدار ہین اور خواص تابع پروردگار ہین اور مجکو اس کلام کا بھی خیال آیا کہ ہمنے اپنے رسولونکو علامتین دیکر بھیجا
اور اونکے ساتھ کتاب اور ترازو اوتاری کہ لوگ انصاف پر قایم ہین اور ہمنے لوہا اوتارا کہ اوسمین سختی او
منفعت بہت ہی کہ اس سے بہت کام نکلتے ہین اور یہ معنی اس لیے خیال مین آئے کہ کتاب اور
ترازو اور تلوار مین کچھ مناسبت نہین نہ ہم صورت نہ ہمجنس پھر اونکو اس کلام مین کیون جمع کیا ہی
اور بہت مفسرین اور علماسے مین نے اسکا سبب پوچھا پر اونکے جواب سے تو میری کچھ تشفی
نہوئی اور مین نے خود ہی سوچا تو معلوم ہوا کہ قرآن قانون شریعت ہی اور احکام دین کا دستور العمل ہی
جسمین راہ راست کا بیان ہی اور فرائض مجمل کی تفصیل ہی اور تن اور جانکی مصلحت ہی کہ زیادتی
اور ستمگاری اور سرکشی اور خصومت سے باز رکھتا ہی اور آسمان سے جو بارش ہوتی ہی تاکہ زمین پھٹ کر
رزق پیدا ہووے تو حکم ہی کہ وہ بقدر استحقاق اور کسب کے تقسیم ہووے تاکہ کوئی تغلب نکرے اور
کوئی محروم نرہے تو اس انصاف اور برابری کے لیے ایک آلہ کی ضرورت پڑی سو اللہ تعالی
نے دلمین خیال ڈالا کہ ترازو بناوین اور اپنے لینے دینے مین استعمال کرین کہ آپس مین ظلم نہووے اور
نعمتین تباہ ہونگے اور عیش جاتا رہیگا اور اسکی دلیل یہ کلام ہی کہ اللہ تعالی نے آسمان بلندکیا اور میزان
مقرر کی کہ تم تولنے مین زیادتی نکرو اور وزن انصاف سے کرو کہ کم نہو اور برابری بے ترازو کے

سکی نہین اسی لیے اللہ تعالی نے اوسکو مقرر کیا اور دو دفعہ اوسکا ذکر کیا اور یہ معلوم ہو کہ قرآن مین جو احکام
خداوندی درج ہین اور یہ ترازو انصاف اور برابری کے لیے بنائی گئی ہو اور ان دونون کا اتباع اور
ان کے احکام کا التزام صرف تلوار سے ہو اور ظاہر ہوا کہ سلطان اللہ کا خلیفہ ہو اور اوسکا امانت دار
ہو اور سب جہان کو نہین بہتر وہ ہو کہ شریف دعزت دار ہو اللہ تعالی کے نزدیک بزرگ و جاہت دار
ہو اور اوسکی توجہ خاطر مددگاری اور حمایت رعیت پر ہو اور سب مردمان دیہات اور قصبات
اور ساکنان شہر او صحرا نے خوب جان لیا ہو کہ جب سے صبح نے اپنے بازو پھیلائے اور پھر اونکو
بند کیا کہ افق مغرب مین گرے ایسا کوئی پادشاہ نہین ہوا کہ علم اور حلم اور صفائی اور وفا عہد اور سخاوت
اور شجاعت اور حمایت اور رغبت اور دہشت مین اور شوکت اور جاہ و جلال مین اور وسعت
سلطنت اور دولت و اقبال مین امیر سردار پادشاہ یمین الدولہ امین الملۃ ابی القاسم
محمود ابن ناصر الدین ابی منصور سبکتگین سے بہتر ہووے کہ ممالک شرقیہ اور اوسکے دونون
طرف کا درمیانہ عالم اور اوسکی دونون جانب یعنی اقلیم چہارم کا مع اوسقدر اقلیم ثالث اور
خامس کے جو اوس سے متصل ہو مالک اور پادشاہ ہوا اور ان اقالیم کے امرا اور صاحبان لقب
پادشاہی کی رجوع اوسکی حمایت مین ہوئے اور اوسکو خراج دینے لگے اور سب لوگ
اسکے سایہ ولایت مین پناہ لینے لگے اور ایسا عزت دار ہو کہ دور دور کے پادشاہ اسکے تابعدار
ہین اور اوسکی ہیبت سے ڈرتے ہین اور اگرچہ بہت دور ہین اور کوہستان او غار حائل ہین
لیکن اوسکے یکایک دوڑ لیجانے سے سب پناہ مانگتے ہین اور اگر اوسکا ذکر ہووے تو ہند اور
روم اپنا مونہہ چھپا لیتے ہین اور اگر اوسکی سرزمین کی ہوا اون تک پہنچے تو اونکے رونگٹے
کھڑے ہوتے ہین اور جب سے اوسکو ہوش آیا اور زبان سے لکنت دور ہوتی تو صرف ذکر خدا اور
تلاوت قرآن مین شاغل و تلوار اور تیر کی درستی پر مائل ہوا اور صرف مہمات امور اور سیاست پر
متوجہ ہوا اپنے ہم عمرون مین بیہودہ کھیل نہ کھیلتا تھا بلکہ وقیع اور دشوار کھیل کھیلتا تھا اور جو امر کہ
اوسکو معلوم نہ ہوتا یا دشوار ہوتا تو ایسی محنت کرتا کہ اوسکو بزور طبیعت اور بتوجہ عقل دریافت کر لیتا
اور نہایت سہل کر دیتا اور امیر مرحوم یعنی ناصر الدین سبکتگین انار اللہ برہانہ دنیا کو اوسی کی آنکھ سے
دیکھتا تھا اور اوسی کے کان سے بات سنتا تھا اور اوسکی زبان سے کلام کرتا تھا یعنی اپنی زندگی کی

حلاوت اوسی سے جانتا تھا اور اوسکی ہوا سے خوشبو لیتا تھا اور اوسکے برکت سے کار دشوار آسان
جانتا تھا اور جبتک کہ محمود سن تمیز کو پونہچا اپنے باپ کے پینے سے جدا نہوا اور درجہ بدرجہ ترقی مراتب
اوسکو ہوتی گئی یہانتک کہ خراسان کا سپہ سالار ہوگیا اور یہ وہ رتبہ ہے کہ اوسکے لیے بہت سے امیرزادون
نے اور پہلوان بہادرون نے اپنی جان دی مگر سوای چند لوگونکے کہ جنکا ذکر ندکور او زبان زد
ہے اور کسیکو یہ رتبہ نہ ملا اوسنے باوجود نوجوانی اور نوعمری کے پندرہ برس کی عمر مین لشکر اپنے
تابع کر لیے اور اوسکے ہم عمر ایسے شغلو نمین رہے کہ وہ اونکو لے بیٹھے اور اسکو ہمت پادشاہی اور
قوت بہادری نے اتنا بڑھایا کہ بڑھتے بڑھتے تمام خراسان اور آخر ملک زاولستان اور تمام
بلاد نیمروز اور غور کے پہاڑون کا کہ اونکے قلعے نہایت مضبوط تھے مالک ہوگیا اور سندھ
اور ملتان پر غالب آیا اور اونکی خوب بیخ کنی کی اور ہندوستان مین بار بار آیا اور اوسکا زخم ہر بار
تازہ کیا اوسکے بڑے نازونعمت والونکو تابع کیا اور اوسکے مکانات اور منازل کو تلاش
کیا اور گڑھ اور قلعون کو فتح کیا یہانتک کہ لڑکونکو بھی اونکے طفل مین اوسکے آنے سے
دھمکاتے تھے اور اوسکے تیرون اور جھنڈون سے ڈرلاتے تھے سو راجہ جیپال اور
اوسکے پہلوانون اور بہادرون کا حال موافق شعر اشجع سلمی کے ہوگیا شعر

ترے دشمنون کا یہ اب حال ہے	کہ اونپر ہے شام و سحر
اگر جاگتے ہین ڈراتا ہے تو	جو سوتے ہین آتی ہے دہشت نظر

اور اوسکے نام اور صورت مین ہیبت تھی اور ایسی لڑائیونمین اوسکو فتح ہوئی کہ اونکے سبب کم سن کا
او زمین ہلنے لگتے ہے اور اوسکو علم اور حلم مین دسترس کامل تھی ایسی فتوحات اوسکو ہوئین کہ کسی
اور کو کبھی میسر نہوئین پر صرف کہانیونمین سنتے تھے کہ اونمین اظہار کسی امر واقعی کا نہین ہوتا ہے کہ
جسپر مشاہدہ یا برہان موجود ہو صرف قصہ خوانی مراد ہوتی ہے اگر اسلام کے سب پادشاہونکا
حال اور تاریخ ظاہر کیجاوے تو بیشک اوسکی سلطنت سب سلطنتونکی زینت ہووے ایسی
عادتین اور اتنی فخر کی باتین جو کہ اوسنے بذات خود اور اوسکے باپنے حاصل کین اورکو حاصل نہین ہوئین
اور اوسکی سیاست اور سلطنت ایسی تھی کہ آردشیر اور منصور پر غالب ہوگیا اور اوسکی ہیبت اور عدل
ایسا تھا کہ آگ اور پانی بہم ہوگئے اور بھیڑیون اور بکریون مین الفت ہوگئی اور درندونکے ذات

اور سینگ والون کے سینگ بیکار ہو گئے اور درس تدریس سے فارغ ہو کر صرف سیاست مین
مشغول ہوا اللہ نے اوسکو اولاد بھی ایسی دی کہ مثل ستارون کے روشن ہین اور مانند شیرون کے
زور آور ہین بزرگی اور جلال اور خوبی اور جمال مین اور سعادت اور اقبال مین اور علم و ادب مین اور
لکھنے پڑھنے مین اور یاد داشت اور حساب مین اور سختی اور نرمی مین اور قطعًا کارروائی مین اور شجاعت
اور غیرت مین اور سرداری اور بلندی مرتبت مین اور نجابت اور ریاست مین اور بزرگی اور نفاست
مین اور دلیری اور سیاست مین اور خوبی اور نگہبانی اور دانائی اور گھوڑے پر سوار ہونے مین انکے
برابر کوئی نہین دیکھا محمود نے اونکو نہایت شفقت سے پالا اور خوب تربیت کیا اور بہت ادب
سکھایا اور ایسے ہو گئے کہ اپنے زمانے کے آفتاب ہین اور اندھیرے کے ماہتاب ہین گفتگو و کلام
مین دلیر ہین اور میدان کے شیر ہین اور لڑیون کے موتی ہین اور اپنے زمانے کے جواہر ہین خلقت
اونکی امیدوار رہنے لگی دوات اور قلم کو بھی انسے فخر ہونے لگا اور تمام اسباب سعادت و سامان
سرداری اوسکے یہان جمع ہو گیا چنانچہ شیخ جلیل شمس الکفاة ابی القاسم احمد بن الحسین کو اوسکی وزارت
اور تدبیر مملکت کے لیے اللہ تعالی نے بچا رکھا تھا کہ اب وہ اوسکا وزیر ہوا یہ شخص ایسا صاحب سخاوت
ہے کہ دنیا کو منجملہ اون ذرون کے کہ روشندان ہوا سے دھوپ مین منتشر دکھائی دیتے ہین ایک
ذرہ جانتا ہے بلکہ ایک نقطہ منجملہ نقاط موہومہ دائرہ کے سمجھتا ہے اور اوسکی دہلیز فضل اور اہل فضل کا اور
ادب اور اہل ادب کا ٹھکانا ہے سرمایہ نظم و نثر ہر طرف سے وہان چلا آتا ہے اور بہت اہل ادب اور منشیون
نے بہت کتابین اس زمانے کے ذکر مین موافق اپنی قوت بیان اور تقریر اور طاقت بلاغت اور
تحریر کے لکھی ہین چنانچہ ابو اسحاق ابراہیم ابن ہلال نے جو کتاب تاجی دیلم کے بیان مین
لکھی ہے بہت خوب ہے اور بسبب کمال بلاغت اور جمال فصاحت کے نہایت مرغوب ہے اور اگر کوئی
سلطنت ایسی ہے کہ اوسکی خوبیان ہمیشہ کے لیے لکھنی چاہییں اور اوسکے احوال دوام کے لیے ضبط
کرنے چاہییں تو وہ یہی سلطنت ہے کہ ہر منشی پر اوسکی خوبیونکا لکھنا واجب ہے کہ اپنے کلام کو اوسکے
ذکر سے زینت دے اور اپنے قلم کو عزت دے اور اگر اگلے مصنف اس سلطنت کو دیکھتے تو آرزو کرتے
کہ کلام اونکا کاش اور سلطنت کے ذکر مین نہوتا اور صرف اسی سلطنت کی خوبیونکا ذکر کرتے
اور بیشک اپنے دلمین ایسا عذر کرتے کہ جیسا ابو نواس نے عذر کیا تھا اور مین جانچتا ہون

که ایک خوبی اس سلطنت کی یه هی که جو کوئی کچھ بھی قدرت تحریر کی رکھتا هی اور بلاغت اور فصاحت اوسکی
تقریر مین هی وه اسی سلطنت کے احوال و اخبار اوس وقت سے لکھنے شروع کرتا هی که امیر مرحوم حاکم هوا
اور ابوعلی محمد ابن محمد ابن ابراهیم ابن سیمجور کو خراسان سے شکست دیکر نکال دیا اور پھر اوسکو اپنے یهان
قید رکھا اور خراسان کا والی هوا مع اوس فخر کے که اوس نے اپنے ایام سلطنت مین امیر رضی ابی القاسم
نوح ابن منصور کی فریادرسی کی اور اوسکے دشمن کو اوسکی مملکت سے نکالا اور ترک جو مال چھوڑ گئے تھے اوسکے هاتھ لگا
اور کچھ دھمکی اور کچھ رغبت دیکر اونکو روکا اور نوح کا جو کچھ که مال و دولت تھا وه اوسکو واپس کر دیا که اوسکے
بزرگون کے حقوق بهت هین که وه حرمت والونکی قدر اور عزت والونکی عزت کی حفاظت اور اهل حاجت
کی ادای حاجت کرتے تھے اور پھر پادشاه **یمین الدوله امین الملة** اوسکا وارث هوا اور وه هی ترتیب
اور تدبیر اور وه هی محبت اور الفت اپنے بھائیون اور اقارب سے کی اور اوسی طرح مال و دولت خرچ کیا
که اب مستقل سردار هو گیا اور امرا اطراف نے جھٹ پٹ اوس سے بیعت کی اور اوسکی تعریف مین شاعرون نے
ایسے عمده قصیدے کہے هین که جس سے دیباچه فخر کی اور صنعت خسروی اور دقیقے سب گرد هو گئے اور
مجکو قسم هی اپنی عمر کی که یه اشعار بهت خوب هین مگر اس هی دیار خراسان مین مشهور اور معروف هین اور
یهان سے باهر جانا اونکو ناپسند هی پس حق خدمت قدیم اس خاندان کا مجھ پر هی اور وه حق و احسان جو امیر
مرحوم نے مجھ پر کیا اور وه حق نعمت جو امیر ابواحمد ابن یمین الدوله امین الملة نے میرے لیے مقرر کیا
اسکا باعث هوا که ایک کتاب اس باب مین بزبان عربی لکھون که اهل عراق اوسکو اپنی بیداری مین
قصه بناوین اور اپنے ساتھ حضر اور سفر مین رکھین اور اوسکے شروع مین حال امیر مرحوم کا هی جب سے
که پودا اوسکا لگا اور باغ اوسکا پھیلا اور جبتک که امیر مرحوم سے ابوالقاسم نوح ابن منصور نے اپنی
سلطنت کے استحکام مین اور ابی علی ابن سیمجور سے انتقام لینے مین مدد لی که ابی علی اور اون ترکون کو
که ابوعلی کے ساتھ بطمع یا بسفارش متفق هو کر نوح کے ملک مین گھسے تھے دفع کرے اور سوای
اوسکے اور فتوحات بھی جو امیر مرحوم نے کین اور اوسکے بعد احوال سلطان اجل یمین الدوله امین الملة
کے جو هندوستان اور ترک اور خلج مین گزرے مع اوسکے فتوحات کے مذکور هونگے اور جو کچھ که اسکے
اور اسکے سرداران اطراف کے حالات اوسکی صحبت مین گزرے وه بھی ذکر هونگے اور
الله تعالی طلب کے حصول پر اور غرض و مقصود کے وصول پر مدد دیتا هی

ذکر امیر مرحوم ابی منصور سبکتگین رحمتہ اللہ علیہ کا

یہ امیر اپنی ذات سے نہایت غیرت اور عزت والا تھا اور دل کا بہادر اور سخت گیر اور بزرگ اصل و
پسندیدہ تدبیر اور بلند ہمت اور صاحب حکمت کہ یہ سب باتین اوسکی خصلتون اور عادتون سے
ظاہر تھین اور یہ سب امور اوسکے احوال اور ارادون سے روشن تھے ابو الحسین جعفر ابن محمد خازن نے
مجھسے کہا کہ سبکتگین امیر منصور ابن نوح کے عہد مین ابو اسحاق ابن البتگین سپہ سالار خراسان کا
داروغہ امور خانگی و معتمد الخدمت ہوکر بخارا آیا اور سوای اوسکے اوسکو کارخانہ سپہ سالاری مین ایسا
اختیار تھا کہ سب کام کا اوسی پر مدار تھا اور اوسکے پیادونکا سردار تھا اور ارکان سلطنت بخارا نے جو
اوسکی دلیری اور کارگزاری اور ذہن کی رسائی دیکھی تو معلوم کیا کہ اوسکو ترقی بہت ہوگی اور جب ابو اسحاق
بخارا سے بجای اپنے باپ کے غزنہ کا والی ہوکر آیا تو سبکتگین بھی اوسکے ساتھ آیا اور ابو اسحاق یہان
آتے ہی کچھ رہکر مر گیا اور اوسکے خاندان مین کوئی ایسا نرہا کہ اوسکی جگہ سلطنت کے لائق ہو تو اوسکے اور
اوسکے باپ کے غلامونکو یہ تردد ہوا کہ کسکو اپنا سردار بناوین کہ جسمین امارت اور نکے خواص اور عوام کا ذمہ دار
ہووے اور چونکہ اسکی تدبیر سبکو پسند آئی اور اسپر سبکا اتفاق ہوا تو سب نے باتھین ہاتھ اپنا سردار بنالیا
اور اوسکی بیعت پر اپنے ایمان کی قسم کھائی سبکتگین اپنی عقل درست اور احتیاط پسندیدہ اور
اہتمام کامل اور حسن آمادگی سے اونکے مصالح امور پر مالک ہو گیا اور اونکو اطراف ہندوستان تک
لڑائی کے لیے لے چڑھا اور اوسکے نکالنے پر جب سب ہندوستان اکٹھا ہوا تو بہت سخت لڑائیان
ہوئین اور آتش جنگ خوب بھڑکی تلوارین دشمنون پر ایسی پڑین جیسے مینہہ برستا ہے اور ایسی
سختی کیوقت خوب صبر کیا اور اپنے بدن کو فرش خواب سے دور رکھا اور بھوک پر قناعت کی اور
حمیت کے گھوڑے پر سوار رہا اور اپنے ہمراہیون اور رفیقون کو لذت آرزو یا آسایش موت
پر آمادہ کرتا رہا عمر ابن اطنابہ انصاری نے جو شعر کہے ہین گویا وہ اسی کے لیے ہین ؎

مری ہمت مرے امید انکی سختی
خریداری ثنا کی کر رہی ہے
تقاضا ہے تعلی کر رہی ہے
یہ میری جان اوٹھاتی ہے جو سختی
زر خالص کے بدلے میری خاطر
طلب قتل عدو کی کر رہی ہے

اور مجھسے امیر سبکتگین نے منجملہ اپنے واقعات کے ایک واقعہ کا ذکر کیا کہ ہم نے مع اپنے ان رفقا کے
دشمنون سے مقابلہ کیا اور ہم نہایت تھوڑے تھے اور وہ بہت اور نوبت بنوبت لڑتے تھے اس لیے

لڑائی بہت دراز ہوئی اور نہایت تکلیف ہوئی یہانتک کہ خوراک نبڑ گئی اور کھانے سے تنگ ہوگئے
اور ہمارے آگے سوای تلوارون کے اور ہمارے پیچھے سوای میدان اور جنگل کے کچھ نہ تھا سو میرے
سب رفیق اس تکلیف سے چلا اوٹھے اور حیلہ قیام مجھ سے پوچھنے لگے مین نے کہا کہ مین نے اپنے لیے کچھ
ستو بچا رکھے ہین سو وہ اب ہم سب برابر بانٹ لین جبتک کہ اللہ تعالی ہمپر رزق کی کشایش کرے
اور یہ تنگی اور تکلیف دفع ہووے سو مین انکے لیے پہلے ستو بناتا اور اپنے لیے پیچھے ایک چھوٹے پیالے
مین بناتا اور اسیطرح صبح و شام کئی دن گزرے اور ہم ایسی سختی اور تکلیف مین مبتلا تھے اور تلوارین اور
تیر چھوٹے اور سینے پہ سہتے یہانتک کہ اللہ تعالی نے مدد کی اور ہوا فتح کی چلی سو کوئی تو بھاگا اور
کوئی کشتہ گرد آلودہ تھا اور کوئی زخمی پٹی باندھے ہوے اور کوئی قریب بمرگ اور کوئی قیدی مشکین بندھی
ہوی اور سبکتگین یہ بھی کہتا تھا کہ جب سلطنت مجکو ملی تو زر کی قلت اور مصارف کی کثرت تھی اور میری اور
میرے رفیقونکی حیثیت یکسان تھی یہانتک حاجت ہوئی کہ اپنے روزمرہ خرچ کے لیے بالعوض کار
سلطنت کے اجرت لیتا تھا اور اوسمین سے کچھ بچا رکھتا تھا تاکہ ہفتے مین ایکبار دوبار ہمراہیونکی ضیافت
کرتا رہون اور یہ حال چند دن رہا یہانتک کہ اللہ تعالی نے فراغت دی تو بقدر اسکی زیادتی کے رفیقونکو
بھی زیادہ دیتا رہا اور پھر سرداری کامل ہوگئی اور مثل اسکے یہ شعر ہین اور کچھ بھی دیر نہ لگی کہ بارہ ولایت
اوسکا پھیلنے لگا اور تنہ درخت اوسکا بڑھنے لگا اور خزانے اوسکے بھرنے لگے اور لوگ اوسکی ہیبت سے
ڈرنے لگے اور اوسکے ساتھ بطمع لگ لیے اور منجملہ اوسکے فتوحات کے ایک ملک بست ہے یہ ملک طغان کا
تھا جو بائی تو نے اوس سے چھین لیا اور اوسکو مارکر نکالدیا طغان امیر مرحوم کے پاس مدد کے لیے آیا
اور وعدہ کیا کہ مین اسقدر مال دونگا اور اوسکے اول مین میرا فرزند گرو رہیگا اور ہمیشہ خدمت اور
طاعت جان و مال سے کرتا رہونگا امیر نے یہ درخواست قبول کی اور اوسکے دشمن پر چڑھ گیا کہ
بست کے دروازے پہ جا پونہچا اور بائی تو ز بھی بمقابلہ آیا سو ایسی لڑائی ہوئی کہ تلوارون سے
لہو نکا گودا نکلتا تھا اور سر مین نیزون کی کنگھی ہوتی تھی اور جب دونو لشکر کھچ بیچ ہوگئے امیر مرحوم
نے لشکر کے بیچ مین سے ایک ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے ہٹادیا اور بڑی دیر اونپر حملے ہر طرف سے کیے
کہ بائی تو ز شکست کھا کر بھاگ نکلا اور اوسکی جمعیت پہاڑون اور جنگلون اور گھاٹون مین منتشر ہوگئی اور
طغان وہانکا جاگیردار ہوگیا اور بیان کیا کہ جو کچھ میرے ذمے ہے اور مین اوسکا ضامن ہون سب واجب الادا ہے

اور باطن مین اوسکا یہ ارادہ تھا کہ وعدہ خلافی کرکے کچھ نہ دیجیے اور وعدہ کرکے یونہین ٹالے یہانتک کہ
جب وقت وادہ آیا اور امیر نے اوس پر سخت تقاضا کیا او ثابت ہوا کہ سوای انکار کے اور کچھ اوسکو غرض
نہین ہی اتفاقاً یہ دونون مع اپنے غلامون اور نوکرون کے ایک میدان جنگل مین موجود تھے اوّل تو
اوسکے دلمین یہ آیا کہ انکار صاف کردے لیکن اس پر اسکو اکتفا نہوا تو اوس نے امیر مرحوم کے ہاتھ پر
تلوار ماری کہ اوس سے زخم کاری پونہچا اب بیوفائی طغان کی ظاہر ہوئی تو امیر نے بھی اوپنی زخمی
ہاتھ سے اوسکی تلوار چھین کر اوسکے کندھے پر ماری کہ اپنا بدلہ لے لیا اور جب چاہا کہ اور مارے تو
بسبب اختلاط فریقین کے باز رہا اور اپنے ان رفیقون اور غلامون کو جمع کرکے کہا کہ بدعہد لوگ
یہانسے نکالے جاوین اور یہ سرزمین انکے خون زعفرانی سے سرخ کیجاوے تاکہ ان لوگونکے
ظلم سے جو تاریکی ہی دور ہووے اور رفاہیت اور آبادی سے روشن ہووے سو کچھ دن بھی
نہ چڑھا تھا کہ فتح مین امیر مرحوم کو پونہچا اور بدعہد لوگون سے خالی ہوکر اوسکے ملک خالصہ ہوگیا اور
اوسکے حکم اور دولت کے ساتھ آراستہ ہوا اور بائی توز اور طغان اطراف کرمان اور سجستان مین
پونہچے اور خواب مین بھی انکو یہ تصور نہ تھا کہ امیر مرحوم کے پیچھے چل سکین اور سامنا کرینگے تو کیا معنی
اور منجملہ اون عمدہ چیزون کے جو امیر کو اس ہنگامہ مین ہاتھ لگین منشی ابو الفتح علی ابن محمد بستی
صاحب تجنیس ہاتھ لگا کہ یہ بائی توز کا منشی تھا جب بائی توز کو شکست ہوئی تو ابو الفتح کو اوسکے ساتھ رہنا دشوار ہوا
اس لیے اوس سے جدا ہوا اور امیر مرحوم کو اوسکی خبر ہوئی تو اوسکو بلا کر اپنا معتمد بنایا اوسکی آرزو پوری
کی کیونکہ ابو الفتح منشی و معتمد بائی توز کا تھا اور امیر مرحوم کو ایسے لوگونکی حاجت تھی کہ اوسکی مدد اور
کفایت اور رہنمائی اور معرفت اور دانائی مین بکار آمد ہووین اور ابو الفتح نے مجھ سے کہا کہ جب
مین امیر مرحوم کے یہان نوکر ہوا اور مجکو اپنا معتمد اور امین اپنے کار سلطنت اور رازہای خاص کا
کیا اور بائی توز ابھی زندہ ہی تھا میرے دشمن باتین بنانے لگے اور امیر کو میری طرف سے بدگمانیان لگانے
لگے مین ڈرا کہ مین نیا نوکر ہون شاید کسی کا کہنا اونکے دلمین اثر کرے اور کسی کے کہنے سے میری
برائی سچ مان لیوین تو مین ایکدن اونکے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرے ہم پیشہ بلند ہمت
اور عالی حوصلہ نہین ہین خصوصاً نے تو مجکو قابل اپنے اختصاص اور اخلاص اور تقریب مراتب اور ترتیب
مناصب کے دیکھکر اپنے رازہای خاص کے لیے پسند کیا ہی پر چونکہ مین نیا نوکر ہون اور مین اتبک بائی توز کے

نوکرون مین نامزد ہون اور حضور کو بھی اہتمام اسکا در پیش ہے کہ بانی تورس کس شغل در کام مین ہے تو اقتضا
ان دونون باتونکا یہ ہے کہ آپ مجکو اجازت دیوین کہ مین آپکی سلطنت مین کہین گوشہ گزین ہوکر تنہا بیٹھ
رہون جبتک کہ امیر بانی تورز اپنے حد کو نہ پونہچ لیوے تو اوسوقت میرا یہ عہدہ خدمت تہمت سے
اور دشمنون کے مکر سے محفوظ ہوگا امیر مرحوم یہ سنکر بہت خوش ہوا اور مینے جو اوسکی ستایش کی تھی ویسا ہی
وہ بھی سمجھا اور مجکو حکم کیا کہ اطراف ہر فج مین جہان چاہے گھر بناوے جبتک کہ پھر بلایا جاوے سو
مین خوش ہوکر رات کے وقت روانہ ہوا اور قصد یہ تھا کہ اگلی منزل پر صبحکو ٹھہرونگا پس جب صبح ہوئی
تو مینے اترکر نماز پڑھی اور تسبیح پڑھکر دعا مانگی اور پھر اٹھا کہ سوار ہون تو مینے ایک گانون اپنے داہنے
طرف دیکھا کہ سبزہ زار اوسکے گرداگرد تھا اور پھول اور شگوفے طرح طرح کے تھے اور اوسکے روبرو ایک
سرزمین تھی کہ گویا زبرجد کا فرش تھا اور موتی اور مونگے سے آراستہ تھی اور عقیق اور سونے سے جڑاؤ
اور اوسمین نہرین ایسی پیچیدہ جاری تھین کہ گویا سانپون کے نشان ہین اور پانی اونکا صاف مثل آب حیات کے
ہے وہانکی ہوا ہی نسیم نے مشک خالص کی لپٹ اور عنبر خاص کی بو سے مجکو خوش کردیا پس یہ مکان
پسند آیا کہ گویا اس سے جنت کا تصور ہوتا تھا جو کتاب ادب کی میرے ساتھ تھی اوسمین فال لی کہ یہین
رہون یا آگے جاؤن تو اوسکی اوس سطر مین یہ شعر نکلا شعر

پہنچ جاوے گر تو بسوی سلامت	تو غایت یہی ہے یہانسے نہ جانا

مینے کہا قسم خدا کی یہ جی ناطق اور قول صادق ہے اپنے عیال کو بھی اس گانون مین بلالیا اور چھ مہینے تک
بہت خوشی اور فراغت سے وہان رہا پھر امیر مرحوم کا فرمان میری طلب مین پونہچا کہ فوراً مین حاضر خدمت ہوا
اور جو لطف کہ اس گانون مین مینے اوٹھایا ابتک خوب یاد ہے اور ابو الفتح کو یہ عہدہ ملا کہ سب حالات اور
واقعات امیر کے لکھا کرے اور زمانہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ تک اسکا یہی عہدہ رہا چنانچہ چند فتوحات
اسکے بھی لکھے کہ قضا کار اوسکی خدمت سے جدا ہوگیا اور ترکستان مین جاکر مر گیا اور کچھ بہبودی اور رفعت اوسکو حاصل نہوئی
اور امیر مذکور جب اس نواح کا حاکم ہوگیا اور اعلیٰ و ادنیٰ سب اوسکے تابعدار ہوگئے تو اپنا ایک خواص معتمد وہان
مقرر کردیا اور چونکہ ولایت قصدار نہایت ہموار ہے اور اوسکے رستے بہت دشوار گزار وہانکے حاکم کو خیال ہوا
کہ امیر یہانتک نہ پونہچ سکیگا تو اوسنے سرکشی اختیار کی سو امیر اپنا لشکر لیکر بیخبر اوسکے گھر پر جا چڑھا اور اوسکو ایسا پکڑ لیا
جیسے کوئی اپنے مہمان کے لیے بہت جلد کھانا پکانے کو بکری پکڑتا ہے اور اس جنگ کی دہشت سے ایسا حال ہوگیا کہ گھوڑے

گھوڑیوں سے گر نگے ہو گئے اور کتے چلانے لگے اور لڑکے چیخنے لگے پھر امیر نے کچھ مال اوسی لیکر
زر سالانہ مقرر کر کے پھر اوسکو ملک دیدیا اب امیر کے نام کے خطبے پڑھے جانے لگے اور ہر وارد و صادر
کو اوسکے حال سے علم ہونے لگا اور ایسے ہی غائب و حاضر کو بھی پھر اوسنے حملے اطراف ہند پر شروع
کیے کہ بلند پہاڑوں پر جو قلعے تھے اور اونمین مال و دولت بہت تھا فتح کر لیے اور سب خزانے اپنی
مملکت مین لے آیا اور حدود ہندوستان پر فتح کرنے لگا کہ اونمین سوا ہندوؤں کے اور کوئی نہین تھا
اور اتبک اوسمین کوئی پادشاہ اسلام ہی نہ آیا تھا اور راجہ جیپال کو جو یہ خبر ہوئی کہ ایک شخص اوسکی مملکت
قبضہ کرتا چلا آتا ہے اوسکو ایسا قلق اور رنج ہوا کہ بیقرار ہو گیا اور زمین جیسی فراخ تھی ویسی ہی اوسپر
تنگ ہو گئی اوسنے اپنے کنبے اور سردار اور ٹھاکر اور تیز ہاتھیونکو اکھٹا کیا اور آمادہ ہوا کہ امیر سے
انتقام لیوے اور لمغان سے ہوتا ہوا بلاد امیر کے قریب جا پونہچا اور اوسکو بہی طاقت اور قوت
پر بہت بھروسا تھا اور اپنے ذہن مین ایسے ایسے گمان کرتا تھا جو نہو سکین اور امیر نے جو سنا تو اوسکے
مقابلے کی تیاری کی اور اپنے دوستونکو اکھٹا کیا اور مردان آزمودہ کار لشکر درست کر کے غزنین سے
نکلا اور دیکھا کہ درمیان غزنین اور لمغان کے ایک ایسا انبوہ ہے کہ گویا شب تاریک ہے اور امیر کے ساتھ اوسوقت
سلطان یمین الدولہ امین الملۃ بھی تھا اور جنگ شروع ہوئی اور چند دن تک متواتر جاری رہی
نیزہ بازی اور شمشیر زنی ایسی ہوئی کہ طرفین کے لوگ بیہوش ہو گئے اور قریب میدان جنگ کی جانب
اہل ہند ایک پہاڑی غوزک نام نہایت بلند تھی اور اوسکے گرد ابر محیط رہتا تھا اور اوسکے پاس پانی کا
ایک چشمہ نہایت صاف و پاک تھا کہ اوسمین نہ کچھ خس خاشاک تھا اور نہ کچھ ناپاکی تھی اگر اتفاقا اوسمین کچھ
ناپاکی گر جاوے تو ابر اوسپر گھر جاوے اور ہوائین اوسپر چلین اور اندھیرا ہو جاوے اور ہوا ہی سرد
اوسکے گرد بھر جاوے اور ایسی تکلیف ہوتی ہے کہ گویا موت دکھائی دیتی ہے حکم ہوا کہ اونمین کچھ
ناپاکی ڈالین تو اوسکے ڈالتے ہی اہل ہند پر قیامت برپا ہو گئی اور آسمان سے متواتر آگ برسنے
لگی اور ابر سے کڑک ہونے لگی اور بہت سخت آندھی چلنے لگی جیسے سردی اور برف کے اوپر تلے گئے
اور راستے گم ہو گئے اور گھاٹی بند ہو گئی اب لاچار فرمانبردار ہو گئے راجہ جیپال نے صلح کے لئے امیر کے
پاس قاصد بھیجا کہ کچھ مال لیوے اور جنگ موقوف کرے اور اپنا حکم ہمارے لشکر اور ہماری مملکت مین
جاری کرے امیر نے بھی چاہا کہ اوسکی یہ درخواست قبول کرے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ نے

ان قاصدونکو روکا اور صلح سے انکار کیا کہ بے لڑے اور کچھ فیصلہ نہو گا قاصد یہ حال دیکھکر لاچار چلے
گئے اور راجہ جیپال نے پھر قاصدونکو نہایت عجز اور انکسار کے ساتھ بھیجا اور یہ وسکا خلاصہ کلام تھا کہ تمکو
ہنود کا حال خوب معلوم ہوگیا کہ موت سے کسقدر ڈرتے ہین تمنے جو بطمع غنیمت اور ہاتھیون اور قیدیون
کے صلح سے انکار کیا ہی تو میرا ارادہ مصمم یہ ہی کہ مال ہلاک کردونگا اور ہاتھیونکو اندھا کردونگا اور لڑکون کو
آگ مین ڈال دونگا اور آپسمین ایک دوسرے کو قتل کرڈالیگا تو پھر سوای پتھر اور ریت اور مردون اور جو
ہڈیونکے تمھارے ہاتھ اور کچھ نہ آوے گا امیر نے جب یہ سنا اور جانا کہ ناامید ہوکر جو کہتا ہی شاید سچ ہی
کر بیٹھے مناسب جانا کہ صلح کرے اور مال اور اسباب لیکر اوسکو چھوڑ دے اب یمین الدولہ امین الملۃ بھی
صلح سے راضی ہوگیا اور اسپر صلح ہوئی کہ دس لاکھ درم سکہ شاہی اور پچاس ہاتھی اور چند قلعہ اور شہر
کہ اوسکے بیچ سلطنت مین واقع ہون امیر کو دیوے ایک معتمد امیر کا اوسپر مقرر رہے اور جبتک کہ یہ زر
صلح وغیرہ ادا کرے تب تک چند آدمی اوسکے خاندان کے امیر کے یہان بطور اول رہین گے
اور امیر نے تو ڑاز صلح وغیرہ لے لیا اور یہ ٹھہری کہ شہرون اور قلعون پر چند دن بعد قبضہ دیگا امیر نے
جیپال کو دو رہبرون کے ساتھ اوسکے وطن بھیجا کہ سیدھی سیدھی راہ بتاوین اور کجروی اور گمرہی سے
بچاوین اور چند معتمد بھی اوسکے ساتھ کردیے کہ شہرون پر قبضہ کرین سو جب دور نکل آیا اور جانا کہ اتقاضا
کچھ ہلکا ہوگیا اور گلے کی رسی ڈھیلی ہوگئی تو اوسنے ارادہ کیا کہ وعدہ خلافی کرکے دوبارہ جنگ کرے
اور امیر کے لوگونکو جو اوسکے ہمراہ تھے بدلے اون لوگونکے کہ امیر کے یہان بطور اول کے تھے قید کرلیا
اور امیر کو جو یہ خبر پہنچی تو اوسنے گمان کیا کہ یہ امر جھوٹ اور غلط ہی پر جب یہ خبر ذرد ر پڑگئی تو اوسکو
یقین ہوا اب اوسنے اپنی تلوار پھیر تیز کی اور چند غلام اور مددگار اپنے رفیق لیکر اٹھا اور چلا کہ دیارہندوستان
مین گھس آیا سو کوئی لڑنیوالا اوسکے سامنے نہ آیا نہ جیپال کا لشکر اور نہ اسکا کوئی مددگار سکو پیتا کچلتا
دلتا چلا آیا اور قصبہ لمغان کو جو حفاظت اور کثرت مال مین بہت مشہور ہی فتح کرلیا اور اوسکے اکثر طرف
آگ لگادی اور فتح کرتا ہوا اور لوگونکو قتل کرتا ہوا آگے بڑھا اور قتل و خونریزی بہت ہوئی اور اوسکا اور
اوسکے رفیقونکا بہت مال ہاتھ لگا تو اب وہانسے فتح کرکے اولٹا پھرا اور اطراف و اکناف مین خطوط فتح
جاری ہوے اور سب لوگ خاص و عام بہت خوش ہوے اور جیپال سنے جو اپنی عہد شکنی کی سزا پائی
اور دیکھا کہ اچھے اچھے سردار مارے گئے اور بے یار و مددگار رہگیا تو اوسکو بہت ندامت ہوئی اور سا تو یمہ

ایک قیامت ہوئی اور چند روز حیران رہا کہ کیا تدبیر کرے اور ادبار کیونکر دور کرے اور اقبال دوبارہ
کہان سے لاوے آور اوسکو غیرت ہوئی کہ اپنا انتقام لیوے تو بہت سوچا اور انجام مین خوب غور کی اور
جنگ کا عزم مصمم کیا اور سبکو بلایا اور اکٹھا کیا اور ایک لاکھ یا زیادہ آدمی تیار کیے اور امیر کو جو یہ خبر ہوئی
تو جھٹ اوسکا استقبال کیا اور مسلمانون کو پھر جنگ پر آمادہ کیا اور نہایت اطمینان سے چلا کہ دونو لشکر
قریب ہو گئے امیر کو ایک بلند گھاٹی پر چڑھکر کیا دیکھتا ہی کہ لشکر ہنود مثل چیونٹیون یا ٹڈیونکے پھیلا ہوا ہی
تب تو امیر کو کچھ ڈر لگا جیسے بھیڑیا بکریون کے ریوڑ سے یا بھوکا شیر پراگندہ چرپایون سے کبھی ڈر جاتا ہی اور پھر اپنی
فوج کا اوبھار تو وہ اپنے پادشاہ کی حمایت پر موجود ہوئی اور یہ حکم دیا کہ پانچ پانچ سو آدمی جو خوب تیر انداز
ہون حملہ کرین کہ جب یہ جنگ اچھی طرح کر چلین تو لشکرگاہ سے ایک اور پانسو مرد جنگگاہ مین آوین
اور وہ آرام کرین اور یہ اونکی جگہہ کام کرین اور جب انھون نے خوب کام کیا تو پھر دوسرا گروہ پانسو مرد کا خوب
کھلتا پیستا دلتا ہوا آیا اور یہی حال رہا یہانتک کہ لشکر ہند چیخ اٹھا اور پھر مسلمانون نے یہ ارادہ کیا کہ سب
اکٹھے ہوکر ایکبار حملہ کرین اس سے لشکر ہند کے قدم اوکھڑ جاینگے سو اسوقت آتش جنگ خوب بھڑکی
اور سردار اور سپاہ سب متفق ہو گئے صفین جگہہ پر نرہین اور سوای تلوار کے سب ہتھیار بیکار ہو گئے
اور اسقدر مختلف زد و ضرب ہوئی کہ کسیکی کھوپری کہین ہی اور کسیکی آنکھ کہین گئی اور ایسا غبار اوٹھا کہ
آدمیونکی شناخت اور دکھائی دینا دشوار ہوگیا اور کچھ تمیز تلوار اور نیزے مین اور آدمی اور ہاتھی مین اور
مسلمان اور ہندو مین نرہی جب یہ غبار ہٹا تو معلوم ہوا کہ ہندو کو شکست ہوئی اونکا سب اسباب ہاتھی
گھوڑے برتن ہتھیار لباس وغیرہ رہگیا اور جنگل کشتون سے بھر گئے اہل ہند بہت تو تلوارون سے مارے گئے
اور بہت تیرون سے اور بہت تلوار اور تیر سے زخمی ہوے اور بہت صرف خوف اور دہشت سے
مر رہ گئے یہ ایک دستور قدیم سے جاری ہی اسمین کبھی خلاف نہین ہوا یعنی ایک قوم کی ترقی دوسری
قوم کی تباہی پر موقوف ہی - اور ہنود نے اپنے سر کی چوٹیان ہلائین کہ اب امان ہووے اب یہ ملک
خاص امیر مرحوم کی ملک خاص ہوگیا اور دولت برس پڑی اور خزانے اوسکے لیے کھل گئے اور دوسو ہاتھی
جنگی ہاتھ لگے کہ اونسے اوسکے لشکر کی رونق ہوگئی اور قوم افغان اور خلج سب اسکے تابع ہوے کہ
اونمین سے ہزارونکو اپنی خدمتمین رکھا اور جب چاہا لڑایا اور اوسوقت امیر ابو القاسم نوح ابن منصور والی
خراسان کی اعانت اوسپر واجب ہوئی اور جن ترکون نے کہ امیر نوح کو نکالدیا تھا اونکو اس نے مارکر

پراگندہ کردیا اور اونکو سوای ہزیمت کے اور کچھ نہ بن آیا یہ اللہ کا ایک احسان ہر کہ سوای سبکتگین کے
اور کسی بادشاہ اسلام کو میسر نہین ہوا بیشک اللہ تعالی نے سب خوبیان اوسکو عنایت فرمائین اور اوسکی محنت
اور جانفشانی کا یہ نتیجہ ہوا کہ یہ پادشاہت اوسکے بیٹے کو ہوئے اور یہ عزت اوسکے خاندان مین باقی رہے

ترکونکا چڑھ آنا امیر ابوالقاسم نوح ابن منصور پر اور اوسکا نکالا جانا

سنہ ۹۷۵ع

امیر ابوالقاسم نوح ۳۶۵ سنہ ہجری مین سلطنت سامانیہ کا وارثاً تخت نشین ہوا سب ارکان اور
امرای دولت اوسکی اطاعت پر متفق ہوگئے اور وہ مال کہ وزرا سامانیہ ابو الفضل بلعمی اور ابی جعفر
عتبی وغیرہ یعنی وزیران سابق نے بڑی محنت اور جانفشانی سے جمع کیا تھا سب خرچ کیا گیا اور
ابوالحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور سپہ سالار نیشاپور سے درخواست کی گئی کہ ابوالقاسم نوح کی
پادشاہی پر راضی ہوکر اوس سے بیعت کرے اور بہ نسبت اور ارکان دولت کے اوسکا وظیفہ زیادہ
کیا گیا کہ اوسکی طبیعت اوسپر نرم ہوئی اور اوسنے بیعت کی چونکہ ابھی پادشاہ کم عمر ہر اس لیے
ابوالحسین عتبی وزیر مقرر ہوا کہ یہ شخص نہایت شفقت سے کفیل کار اور مددگار رہیگا اور بہ توفیق
خداوندی اوسنے ایسی تدبیر کی کہ سب کام درست ہوگئے اور سب لوگ خوش ہوے اور سب حدود اور اطراف
مملکت کا انتظام کیا گیا اور ہیبت سلطنت کی شرق اور غرب اور بعید اور قریب خوب ہوا بندھا اور
امیر عضد الدولہ تاج الملت کہ قدر اور منزلت اوسکی مشہور و معروف تھی اور ولایت اوسکی خوب آباد اور
تھی اور اوسکی ہیبت تیز کارگزار ابوالحسین عتبی کے ہر امر مین خیامندی اور دلجوئی کرتا تھا اور ہر حکم و فرمایش
کہ وہ کہہ بھیجتا تھا پسند کرتا اور بجالاتا اور سرکشی اور بغاوت کا خیال اوسکو اکثر آتا تھا پر جب انجام پر غور
کرتا تھا تو لاچار نرمی قبول کرتا تھا اور احمد خوارزمی عتبی کا خواص جو اس کام پر نوکر تھا کہ ہر سال بلخ اور مدینے
جایا کرے اور وہانکے ساکنین اور مستحقین کو وظیفہ تقسیم کیا کرے مجھ سے کہتا ہر کہ ایک روز مین خراسان
سے آتے ہوے عضد الدولہ کے پاس چلا گیا تو بطور رسم او تذکرے کے اوسنے مجھسے ابوالحسین کا
حال پوچھا اور اوسکی استقامت اور خوبی کفالت کا ذکر کیا پھر کہا کیا فرمایش ہر مینے فہرست اسباب
مطلوبہ کی پیش کی کہ اوسمین ایک ہزار تھان بلودار منقش قابل استعمال امیر ابوالقاسم نوح کے اور پانسو تھان
منقش ابوالحسین عتبی کے لئے اور ایسے ہی پانسو تھان ابی العباس تاش دربان کے لیے درج تھے
جب اوسکو تامل اور غور سے دیکھا اور جو کچھ کہ اوسمین تھا معلوم کیا تو اوسکو نخوت پیدا ہوئی اور بسبب اپنی

غیرت اور عزت سے جوش آیا اور نہایت غضبناک ہوکر جواب دیا کہ اگر ابو الحسین عتبی اپنی اور اپنے والی کی سلامتی چاہتا ہی تو اوسکے اور اوسکے والی کے حقمین بہتر ہی کہ ان فرمایشون سے مجکو تکلیف نہ دیا کرے ورنہ تیرے پونہچنے سے پہلے مین ویسے جیحون پر گھوڑون کا طویلہ اور نیزون کا قیام گاہ اور لشکر کا فرودگاہ بنا دیتا ہون سو مین اوسکی سطوت اور شوکت سے ڈرتا ہوا اٹھا اور ہیبت اور دہشت کے مارے قدم گھسیٹتا چلا اور سوار ہوکر اپنی فرودگاہ پر آیا جب عزم قریب ہوا عضد الدولہ نے مجکو بلایا مین اوسکے پاس گیا اور اچھی طرح بادب اوسکے سامنے بیٹھا اور سواے قاعدۂ مقرری کے خوب خندہ پیشانی ہوکر یہ کہا کہ ہمنے موافق فہرست کے حکم کر دیا ہی ہمکو ناراض ہونا ابو الحسین کا ناپسند ہی کہ یہ دوستی کے خلاف ہی سو تم بھی کاریگرون پر تاکید کرتے جانا کہ تمھارے آنے تک تیار کر دین مینے اوسکے کہنے کے موافق کیا اور پھر آیا اور اچھا مرتبہ لیکر بخارا کو روانہ ہوا اور بہت شاعرون نے شیخ ابو الحسین عتبی کے لیے قصیدے مدح کے لکھے ہین خصوصا ابو طالب مامون نے بہت قصیدے اوسکی مدح مین لکھے ہین منجملہ اونکے یہ شعر ہین شعر

مدد کرتا ہی عتبی سطرح سے
نہین کرتا کوئی ایسا جہان مین
یہ اوسکے عقل کی تیزی ہی مشہور

نہین تیزی رہی سیف و سنان مین
مدد کرتا ہی جس لشکر کی اوسکی
نہین ہوتی ہین تلوارین میان مین

اجازت اونکو گر ملجاے فورا
تو گھس جائین وے باغ دشمنان مین
بنی عتبہ کی تلوارونکی برکت

خلافت ہوگئی روشن جہان مین

اور ابو العباس بن کو بڑی بابی ملی اور اسکو سب کام ملنے کے اور سرداری بانونکی اور درمیان پادشاہ اور امرای سلطنت کے پیغام رسانی اوسکو سپرد ہوئی کہ اونکی حاجات ادا ہوتی رہین لوگون کے دلمین اوسکی محبت جم گئی اور اوسکی سرداری سے سب خوش ہوے اور ابو الحسین نے اوسپر دروازے بخشش کے کھولدیے کہ اوسکے پاس مال بہت ہوگیا اور اوسکو خوب تقویت اور قوت حاصل ہوئی اور ابو العباس تاش ابی جعفر عتبی کا غلام تھا اور چونکہ وہ بہت ہوشیار اور عقلمند تھا اور عادتین اوسکی بہت پسندیدہ تھین اس لیے عتبی نے اوسکو امیر ابو صالح منصور بن نوح کی خدمت مین بصورت سوغات بھیجدیا تھا سو اسکی قوت بازو اور یاوری سے ابو الحسین نے اوسکو اپنا مددگار بناکر سب کام درست کر لیے اور درجہ بدرجہ اوسکو اوس درجے پر پونہچایا کہ جسکا نام قوت اور غلبہ تھا اور سب کام آستانۂ دولت کے اوسکی مددگاری اور اعانت سے بہت اچھی طرح خوبی و جمال اور جلال اور استقامت اور اعتدال سے جاری ہوے اور ابو الحسین فائق کو بحق قدیم خدمت خاص پر

مقرر کیا کہ سواری منصور ابن نوح کے ساتھ متعین رہے اور اوسکے سب امور کا نگران اور اوسکے احکام مین
شریک رہے سو یہ بھی تدبیر مملکت اور حفاظت ہیبت سلطنت مین اونکا شریک ہوگیا اور خراسانکی سپاہ سالاری
فقط ابو الحسن محمد ابن ابراہیم ابن سیمجور کو دیگئی سو یہ ہر شخص تنہا تنہا حمایت ملک وحدود اور سیاست خلق
مین مصروف ہوا یہانتک کہ دشمنونکی شرارت جڑسے اوکھاڑ دیگئی اور اونکی نیتین اور گریبان سب پارہ پارہ ہوگئے
پھر یہ سلطنت مثل سلطنت سجستان کے تباہ ہوئی او قصہ اسکا یہ ہے کہ خلف ابن احمد ۳۵۳ھ ہجری مین حج کرکے
جو واپس آیا تو طاہر ابن الحسین کو بجاے اوسکے منصرم سلطنت تھا اوسکی سلطنت ربا بیٹھا اور رعایا اور فوجکو
ملا لیا پس منصور ابن نوح نے مناسب جانا کہ خلف ابن احمد کی مدد کیجاوے اور اوسکی تکلیف اور دقت دور
کیجاوے اور جو فوج اوسنے مانگی وہی اوسکو دیگئی کہ اوسکو اوسکے گھر پر پھر پونہچا دین اور اوسکی ملکت اوسکو
پھر دلا دین جب طاہر نے یہ سنا کہ اسطرح مدد اور فوج آتی ہو وہ اسفرازکیطرف بھاگ آیا اور خلف
اپنی جگہہ پر قایم ہوگیا اور اپنے ہتھیار لڑائی کے کھولڈالے اور فوجکو رخصت کیا اب پھر طاہر چڑھ آیا اور خلف کو
نکالدیا اول وہ بادغیش گیا اور پھر منصور کے پاس فریاد اپنی مصیبت کی لیکر آیا امیر نے اوسکی خوب
خاطر جمع کی اور اچھی طرح اوس سے پیش آیا اور بہت فوج اور لشکر اوسکے ساتھ کردیا کہ سجستان پہونچاوے
اتفاقا طاہر اپنے بیٹے حسین کو اپنی جگہہ پر چھوڑکر مرگیا اب خلف نے اوسکو آگھیرا اور لڑنا شروع کیا حسین نے
بہت کوشش اور محنت سے لڑتا رہا یہانتک کہ بہت لوگ طرفین کے مارے گئے اور مدت تک لڑائی
جاری رہی تو حسین نے بخارا عرضی بھیجی کہ مین نے مخالفت سے توبہ کی اور میرا قصور معاف ہووے
اور چاہتا ہون کہ اگر اس تکلیف سے مجکو رہائی ہووے اور گلے کی رسی ڈھیلی ہووے تو حاضر دربار
ہوکر زمین بوسی کرون امیر نے یہ درخواست قبول کی اور دربار مین آنیکی اجازت دی اب پھر سلطنت
سجستان خلف ابن احمد کو ملی اور اوسنے مدت دراز تک سلطنت او حکمرانی کی اور بہت عزت
حاصل ہوئی اور اوسکے قلعے دولت سے پر ہوگئے اور اب بخارا سے کچھ علاقہ نرہا بلکہ حقوق احسان
جو اوسپر واجب تھے اونکو ٹالنے لگا اور جو احکام کہ بخارا سے اوسپر صادر ہوتے تھے اونکو حقیر جاننے
لگا اب حسین ابن طاہر بسرداری فوج خراسان اوسکے مقابلے کو بھیجا گیا قلعہ ارک مین اوسکو
آگھیرا اور بہت مدت تک لڑائی جاری رہی پھر کچھہ فائدہ نہوا اور کوئی راہ فتح کی نملی اور ابو الحسین
عتبی مدد پر مدد اور رسد پر رسد اوسکے پاس بھیجتا تھا اور منجملہ سپہ سالارون کے کیتاش بھی

مطابق ۹۶۵ع

التونتاش اور برادران حسین ابن مالک اور ارکان دولت اور امرای سلطنت وہان موجود تھے اور کسیکی کوشش سے کچھ فائدہ نہوا کیونکہ قلعہ بہت سخت تھا اور فصیل بہت مضبوط تھی اور نالون اور کھاٹون مین سے اُسکے بہت دشوار تھے اور اوسکے گرد ایک خندق تھی کہ سوار کو اوسکا پھاند جانا اور پیادے کو کود جانا بہت دشوار تھا اور خلف ابن احمد ایسے حیلون سے لڑتا تھا کہ گمان مین نہ آسکین اور جن سے شبہہ شبخون کا ہوتا تھا اور گویا مین سانپ چھینکتا تھا اور اسی طور پر سات برس گذرے کہ مردان کار مرنے لگے اور مال تلف ہونے اور سرمایہ ضائع ہونے لگا اور سوار اور سواریان ہلاک ہونے لگین پس اوسوقت سے سلطنت کا زوال شروع ہوا اور سستی بندوبست کا وقوع ہوا آخر امر کی ایک مدت ہی اور ہر قوم کا ایک زمانہ ہی اور ہر سلطنت کی انتہا ہی اللہ جسکو چاہے مٹا دے اور جسکو چاہے رکھے اوسکے پاس کتاب احکام کی موجود ہی اور بعض ارکان دولت نے ذکر کیا کہ اسوقت سپاہ سالار ابو الحسن سیمجور نیشاپور مین اپنے گھر بیٹھا ہوا ہی اور اس تکلیف و نقصان کا تدارک نہین کرتا ہی اور سلطنت کے امور مصلحت مین دخل نہین دیتا ہی اور یہ بھی کہا کہ امیر منصور نے کسقدر احسان اوسپر کیا ہی کہ وہ اپنے مکان پر موجود ہی اور پادشاہ کی مدد نہین کرتا ہی اور اوسکو لکھ بھیجا کہ تو توقف ہوا اور یہ عہدہ سپہ سالاری کا ابو العباس تاش کو دیا گیا جب یہ پیغام اوسکو پونہچا اور سب حاضرین کے روبرو یہ حکم بیان کیا گیا تو غیرت سے قبول نکیا اور اوسوقت غرہ سرکشی اور آوازہ مخالفت ظاہر کیا خاص اپنے لیے سب امور سلطنت کا دعوی کیا کہ اوسکو اپنی قوت پر اعتماد اور بھروسا تھا اور اپنی اولاد اور اپنے بھائیون پر اور اپنے لشکر اور سپاہ پر اوسکو گھمنڈ تھا پھر رات بھر تدبیر سوچی اور فکر کی تو اب یہ خیال آیا کہ لوگ یہ کہین گے کہ جس سلطنت مین بوڑھا ہوا اور بڑی مدت تک نوکر رہا اوس سے نافرمانی اور سرکشی کی اور اون سختیونکا بھی جو مخالفت مین پیدا ہوتی ہین تصور آیا کہ جان کا آرام اور آنکھونکی نیند باقی رہتی ہی اور مال جو جمع کیا گیا ہی چھین جاتا ہی تو مناسب جانا کہ اس حکم کو قبول کرے کہ اسمین سلامتی تصور ہی اور قاصد کو بلایا اور جو کچھ کہ پہلے کہا تھا اوس قصور کی معافی کی درخواست کی اور طاعت و اطاعت نہایت نیازمندی اور دستمندی سے ظاہر کی اور کہا کہ مین وہ درخت ہون جو خود پادشاہ نے لگایا تھا اور اپنے آب کرم سے مجکو سیراب کیا تھا تو پادشاہ کو اختیار ہی کہ اپنے درخت کو باقی رکھے کہ اوسمین پھل لگین یا اوسکو اکھاڑے اور سوکھا کر آگ مین جلا دے یہ کہکر نہایت طاعت اور نرم کلامی سے اوسکو رخصت کیا اور ظاہر مین بہت لطف اور نرمی کی کہ

اولاد او راحباب منصور ابن نوح کی خوشامد منظور تھی اور حقیقت مین فریب اور دھوکا تھا کہ نہایت واقف
اسرار اور بہت تجربہ کار تھا اور بہت جلد قہستان چلا گیا تا کہ دیکھے کہ نیا امر کیا پیدا ہوتا ہی اور کیا تدبیر ہوتی ہی
اور وہان پونہچتے ہی خلف ابن احمد پر بھیجا گیا اور اسمین اور خلف مین بہت مدت سے دوستی کامل تھی
سیمجور نے خلف کو یہ رای دی کہ اپنے قلعے سے نیچے اوتر آوے اور کسی اور قلعہ محفوظ مین چلا جاوے
کہ ظاہر مین یہ لوگ فتح حسین ابن طاہر کی سمجھکر یہانسے چلے جاوینگے اور جب میدان خالی ہوگا پھر آکر اپنے
قلعہ پر قابض ہوجانا اور جو کچھ ہوسکے اپنا انتقام لینا اور حکم اپنا بدستور جاری کرنا خلف نے یہ مشورہ
قبول کیا اور قلعہ طاق مین چلا گیا اور ابو الحسن سیمجور قلعہ ارک مین داخل ہوا اور خطبہ بنام امیر رضی
کے پڑھا اور امیر رضی کو لکھا کہ اللہ نے یہ فتح میرے ہاتھ پر دی اور یہ امر مشکل میری کوشش اور محنت
سے آسان ہوا اور حسین ابن طاہر کو اوسپر امیر مقرر کیا اور اوسکی عملداری جاری ہوگئی اور
سیمجور پھر وہان سے چلا گیا اور باقی ماجرا ابو الحسن سیمجور کا ہم آگے لکھینگے

ذکر حسام الدولہ ابو العباس تاش دربان کا اور مقرر ہونا سپہ سالاری کا اوسکے لیے

ابو العباس تاش بخارا سے نیشاپور بھیجا گیا کہ لشکر ونکی سرداری اور مملکت کی درستی کرے اور
اوسکی مدد کے لیے فائق خاصہ و نصر ابن طاہر شرابی اور بنی مالک اوسکے ساتھ کیے گئے اور
ارکان دولت اور امرای سلطنت اوسکے فرمانبردار کیے گئے اور جو کچھ کہ اوسنے مال اور ہتھیار
اور اسباب او سامان طلب کیا سب پایا اور ستارہوین شعبان ۳۷۱ سنہ ہجری کو خوب شوکت
وسامان اور نہایت ہیبت وشان سے نیشاپور پونہچا اور اپنی عقل سے خوب تدبیر کی اور سب متفرقات کا
نہایت احتیاط سے انتظام کیا اور السیرمی سے سیاست اور ریاست کی کہ سبکو اپنی طرف متوجہ
کر لیا اور اتفاقاً انھین دنون شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر اور فخر الدولہ ابی الحسین علی ابن بویہ
اوس جنگ سے جو انمین اور مؤید الدولہ بویہ مین واقع ہوئی تھی فارغ ہوکر نیشاپور پہونچے اور فخر الدولہ کے
عضد الدولہ ابو شجاع دونو بھائی تھے انکے باپ رکن الدولہ نے وصیت نامہ لکھا تھا اور اوسپر
عمل کرنیکے لیے ایک عہد نامہ ان دونوسے لکھا یا تھا کہ جسکا ذکر ابو اسحاق صابی نے اپنی کتاب
معروف تاجی مین کیا ہی تو فخر الدولہ نے چاہا کہ عضد الدولہ ابو شجاع کو اوسکی لکاہت سے جو وصیت
پدری اوسکے پاس ہی نکالدے اس لیے یہ جنگ برپا ہوئی تھی لیکن عضد الدولہ نے خفیتہ

فخرالدولہ کے لشکر کو اپنی طرف ملا کر اوسکی مخالفت پر خوب برانگیختہ کر دیا اور فخرالدولہ ابھی ہمدان مین تھا
کہ دونو لشکر کا مقابلہ ہوگیا تو جھٹ پٹ لشکر فخرالدولہ کا عضدالدولہ کے پاس امان کے لیے چلا گیا اور
فخرالدولہ سے سب بیوفا پھر گئے جب فخرالدولہ نے دیکھا کہ لشکر نمک حرام نے مجکو چھوڑ دیا اور کل کے
دن اپنے چچا کے بیٹے بختیار کا حال دیکھ چکا تھا کہ کسطرح بیرحمی سے قتل ہوا تو اونکو چھوڑا اور حیران و
پریشان دیلم کیطرف اپنی جان بچا کر چلا اور جو گھاٹیان اور راستے کہ اونمین ہر وقت یہ خوف تھا کہ شاید
کوئی جاسوس ایذائی کردے یا اعراب پکڑ لیگا سب چھوڑ دیے اور مسافت طے کرتا ہوا جرجان پہونچا
یہانتک کہ شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کے پاس ملتجی اور امن کے لیے حاضر ہوا قابوس نے اوسکو امن دیا
اور خوب عزت سے اوسکو رکھا گویا اپنا سایہ اوسکا فرش کیا اور اوسکی آرزو سے زیادہ کچھ اوسکو دیا اور
اپنے ملک مین اوسکو شریک کیا اور اپنی مملکت کہ نہایت نفیس چیز ہی اور اسکے دینے پر سبکو دریغ ہوتا ہی
اوسکو سپرد کر دی کہ اوسکا مال اور اوسکی جان دشمنونکے فساد سے بچے اب عضدالدولہ اور مؤیدالدولہ نے
قابوس کے پاس پیغام بھیجا کہ فخرالدولہ کو ہمارے حوالے کیجیے اور اسکے بدلے اتنا مال لیوے اور اس قدر
ملک لیکر اپنی ولایت مین شامل کرلے اور علاوہ اسکے اور پیمان اور اقرار نئے سر سے کرلے کہ ہم
ہر وقت فراغت اور تکلیف مین باعانت موجود ہونگے قابوس نے انکو یہ جواب دیا کہ امید بھی رشتہ
قرابت ہی اور اوسکا وفا کرنا لازم ہی اور امان کے لیے ہمارے یہان ایسی حرمت ہی کہ اوسکا ضایع کرنا دین
مروت اور شریعت فتوت مین ہرگز مناسب نہین اگر کوئی فخرالدولہ کا قصد کریگا تو قریب ہی کہ اوسپر
تلوارین چمکتی ہونگی اور نیزہ زرد رنگ پہونچین گے یہ جواب سنتے ہی انکو غصہ آیا اور آمادہ ہوے
کہ اس سے لڑکر ملک چھین لیوین اور عضدالدولہ نے اپنے بھائی مؤیدالدولہ کو لکھا کہ حاجت سے زیادہ سپاہ
اور مال لیکر قابوس پر کوچ کرے سو مؤیدالدولہ دیلمی نے تیاری کی اور عربی لشکر لیکر رے سے جرجان چلا اور
طبرستان کے شہرون پر اپنا قبضہ اور تصرف کرتا ہوا استرآباد پر پہونچا اور شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر اوسکے
مقابلے پر جلد آپہونچا اور دونون لشکر جمع ہوگئے اور صبح سے زوال تک لڑائی خوب ہوئی کہ فرش زمین
مردان کارزار کے خون سے سرخ ہوگیا اور لشکر جیل یعنی ترک پر ایسی تکلیف پڑی کہ اونسے صبر نہو سکا
اور قدم اوکھڑ گئے اور پریشان اور متفرق ہوگئے شمس المعالی اپنے ایک قلعے مین کہ اموال کثیرہ سے
پر تھا چلا گیا اور اس مسافت مین اوسکے سامان سے اوسکو بہت مدد ملی اور پھر نیشاپور روانہ ہوا

گر رستہ اسنو ابن فخرالدولہ سے ملاقات ہوئی اور اس جگہہ انکے سب لوگ شکستہ حال اکٹھے ہو گئے اور یہ حال
ان دونو کا ابو العباس تاش نے امیر ابو القاسم نوح ابن منصور والی خراسان کو لکھا کہ یہ آپکی سلطنت مین آنیکا
قصد رکھتے ہین اور آپسے مدد اور اعانت کی آرزو کرتے ہین کہ جو ملک انکا انسے چھن گیا ہے وہ بغلبہ دولت
آپ کے دلایا جاوے تب امیر نے ان دونونکو خط لکھا کہ جس سے اونکو سہارا معلوم ہووے اور اونکا
دل خوش اور مطمئن رہے اور ابو العباس کو لکھا کہ انکی خوب عزت کیجاوے اور اونکی تعظیم و تکریم کرے
اور ایسی جمعیت انکے ساتھ کر دے کہ یہ دونون اپنے گھر کو بخیریت جاوین سو ابو العباس یہ حکم بجالایا اور ہر طرف سے
سوار ونکے پرے کے پرے آنے لگے جب اچھے اچھے مردان کار اکٹھے ہو گئے تو اوسنے ارادہ کوچ کا
کیا اور نیشاپور سے بارادہ جرجان چلا کہ ولایت امیر شمس المعالی کی مؤید الدولہ سے چھینے پہلے تو یہ مصلحت
سوجھی کہ قومس اور رئی پر فائق کو بھیجے کہ مؤید الدولہ کی رسد اور مدد اسطرف سے روکے اور ادھر کے خبر
اسکے پاس نہ آنے دے کہ ان دو وجہ سے اسکو تشویش ہوگی اور اپنا لشکر اودھر بھیجیگا پھر ہم دونون جانب سے
اسکو گھیر لینگے سو فائق اسطرف گیا اور پھر اسکو یہ امر بہتر معلوم ہوا کہ ایک جانب سبکا اکٹھا ہونا اور ایک دوسرے
کی مدد پر رہنا اچھا ہے اس لیے فائق کو پھر اپنے پاس آزاد وار سے بلا لیا اور سب نے متفق ہو کر آگے چلنے کا ارادہ
کیا اور حسام الدولہ تاش نے اس لشکر کے جرجان کو پہنچا اور انکے ساتھ شمس المعالی اور فخر الدولہ بھی تھے
یہ سب تو جرجان کے باہر رہے اور مؤید الدولہ اوسکے اندر محفوظ رہا اور اوسکے گرد ایک گہری خندق تھی اور
راستہ معلوم نہ تھا اور گھاٹون اور درون پر نگہبان پڑے ہوئے تھے اس لیے یہ سب رک رہے اور
یہ لڑائی اسقدر دراز ہوئی کہ دو مہینے ایسے گزرے جیسے ایکدن گزرتا ہے اور لڑائی اور کمر بندی برابر جاری
رہی اور شہر کے اندر خوراک نبڑ گئی کہ دیلمی لوگ حیران ہو گئے کہ نہ قوت ہے اور نہ قوت ہے اور یہ نوبت
پونچی کہ جو کی بھوسی جو مٹی اور کیچڑ مین مخلوط ہوتی تھی کھانے لگے اور مجکو معلوم ہے کہ اہل دیلم جو خط رئی
بھیجتے تھے اوسمین اپنی تنگی اور لاغری کا حال لکھتے تھے اور اپنے خطوط مین ٹکڑے روٹی کے کہ مثل
روشنائی کے سیاہ تھے لپیٹتے تھے یعنی جتاتے تھے کہ ہمارا یہ حال ہے اور دونون لشکر آپسمین بھڑ گئے اور فخر الدولہ
لشکر کے بائین جانب علی ابن کامہ سپہ سالار مؤید الدولہ کے مقابلے پر تھا سو خوب داد دلاوری اور
آزمودہ کاری کی دی اور اوسپر حملہ کیا اور زخمی ہوا اور ہزیمت پاکر استرآباد کو گیا اگر فخر الدولہ کو اسوقت
کچھ بھی مدد ملتی تو بیشک فتح کر لیتا اور جنگ تمام کرتا پر سب لشکر نے حسد کیا اور اسکو تنہا چھوڑ دیا اور

سنبھلے لشکر دیلم کے ایک گروہ نے اوباش خراسان پر جو غارت اور لوٹ مین مصروف تھے حملہ کیا اونکو گھیر کر
قتل کر ڈالا اور بعد اسکے ابو سعید شیبی ابو العباس تاش پر مردان خوارزم کو جو خوب دلاور اور تیر انداز ہین لیکر آپہنچا
اب ان دونومین لڑائی چمکی اور وہ تیر اندازی ہوئی کہ یا دانت ٹوٹتے تھے یا آنکھین پھوٹتی تھین اور دیلم و ان
کی نامردی ظاہر ہوئی پھر ایکدن تک رہے باقی ہمیشہ جنگ قایم اور جاری ہی کہ ہر شخص اپنا انتقام لیتا تھا
اور ابو الفضل منجم ہروی نے مؤید الدولہ سے کہا کہ جبتک مریخ درجہ ہبوط پر پہنچے انکو روکے رکھے کہ اوس وقت
پھر ایک حملے مین یا فتح ہوگی یا شکست سو مؤید الدولہ نے یہ بات اپنے ذہن مین رکھی اور منتظر اوس وقت کا
رہا رمضان ۳۷۱ھ ہجری بدھ کے دن اپنا اور اپنے بھائی کا لشکر سب اکھٹا کیا اور اہل خراسان کو یہ
گمان تھا کہ یہ ایک ابر ہی جو ابھی پراگندہ ہو جاویگا پر جب دیکھا کہ یہ تو ایک ابر ہی جو تہ برتہ اومڈا چلا آتا ہی اور
دیلم کے لوگ خندق کے اودھر سے میدان مین آئے اور یہ سخت کارزار دیکھکر بہت بیقرار ہوے آب
آتش جنگ بھڑکی اور ضرب نیزہ و شمشیر چلنے لگی اور لوگ آپس مین یہ کہنے لگے کہ مؤید الدولہ نے فائق او
اوسکے ہمسرداروں کو خفیۃً مال بھیجکر حیلہ و مکر سے ملالیا ہی کہ وہ اونکی موافقت سے جنگ مین
سعی سہل انکاری اور سستی کرتے ہین اور بلکہ جب دیلم نے جو انپر حملہ کیا تو یہ سب بھاگ گئے اور صرف
حسام الدولہ تاش اور فخر الدولہ باقی رہگئے کہ پچھین لشکر کے تلوار اور گرز سے لڑتے تھے اور اپنی صدق
نیت اور ثبات خاطر سے اونکے حملونکو دور کرتے تھے کہ اتنے مین آفتاب غروب ہوگیا اور سب
بھاگ گئے اور پریشان ہوگئے فخر الدولہ نے تاش سے کہا کہ زیادہ ٹھہرنے سے اس جگہ خوف ہی کہ
ہر طرف سے قتال کی کثرت ہی اور ہر جانب سے اہل طمع ہمپر متوجہ ہین سو تاش نے بھی جنگگاہ سے
ارادہ کیا کہ لشکرگاہ مین چلا جاوے تو وہ ہاتھی جو لشکر کا قلعہ تھا کسی جگہ اور دلدل مین دھس گیا
تو لاچار ہاتھی کو اوسی حال مین چھوڑکر اپنی جان سلامت لیکیا اور پھر لشکرگاہ کو بھی فوج سے خالی دیکھا
اور سب مال او سب سامان جنگ اور غلامان قلعہ و غلہ چھوڑکر اسی حال سے نیشاپور پہنچا اور
راتکو وہان داخل ہوا اور یہ سب واقعہ اور اپنا چلا آنا بخارا لکھ بھیجا وہان سے جواب آیا کہ تمھاری تقویت
حال اور ایفاے آرزو کے لئے مدد کا سامان کیا گیا ہی اور عضد الدولہ کے وزیر نے خطوط فتح کے
سب طرف جاری کیے کہ اوسکا ذکر اوسکے رسالو مین ہی اور بجلی شاعر نے جو شعر مؤید الدولہ کی
ہجے مین کہے ہین مجکو سناے تھے شعر بجلی کے پسند طبع ہین اور سخن اوسکا سانچے مین ڈھلا ہوا ہی

فی البدیہہ کہنے مین چست ہی اور کلام واقعہ کہنے مین درست ہی اور اپنی اخیر عمر مین شمس المعالی یا بن جرجان گیا
کہ اوسنے اپنے خواص مین اوسکو نوکر رکھ لیا آخر وہین مرگیا اور یہی شمس المعالی کی مدح مین جو اوسنے قصیدہ
کہا تھا اور ابو الحسن جوہری جرجانی نے اوس ہاتھی کا حال نظم کیا ہی جو کیچڑ اور دلدل
مین دھس گیا تھا۔ کہ جسکا شروع قصیدہ یہ ہی مورخ کہتا ہی کہ ہرند نام نہر جرجان کی ہی جسپر سبب
لڑائیان واقع ہوئی تھین اور یہ نہر زمین جرجان مین ایسی پیچیدہ جاری ہی کہ جیسے بہت بڑے
پیچدار سانپ ہوتے ہین اور چشمہ اس نہر کا دینار زادیہ پہاڑ ہی چشمے پر چشمے اس سے
نکلتے ہین کہ یہ نہر بھر جاتی ہی اور پتھر ونکو لڑھکاتے ہین اب ابو الحسین عتبی نے فرمان پر فرمان حاکمان
خراسان پر بھیجے کہ سب آوین اور اپنے اپنے لشکر لاوین تا مرو پر جاوین کہ وہان سب جمع ہووین اور
وہانسے مع اس سب انبوہ لشکر کے اس خرابی کے دور کرنے پر اور اس شکستگی کی بستگی پر اور اس دھبے کے
مٹانے پر متوجہ ہووین اور ملک کی پھر رونق حاصل کرین اور پھر اس کام کی درستی مین کوشش
کرنے لگا نیشاپور کو اچھے اچھے وعدے لکھکر فرمان جاری کیے اور امیر رضی نے اوسکو ایک خلعت دیا
کہ تدبیر قلم اور شمشیر دونو نکی کرے اور سوائے لباس وزارت کے لباس ارباب فوج بھی اوسکو پہنایا
کہ یہ دونون عہدے اوسکو دیے گئے پر یہ خلعت اوسکی موت کا سبب ہوا قصہ اسکا یہ ہی کہ ابو الحسن سیمجور نے
فائق سے شکایت کی کہ ابو الحسین عتبی اوس وقت سے میرے قتل کے درپے ہی کہ اوسنے مجکو خدمت سے
موقوف کیا ہی اور ہمیشہ اس گھات مین لگ رہا ہی کہ مجھپر کچھ آفت لاوے فائق نے امیر کے غلامونکو
اشارہ کردیا جو سب بیوقوفی مین یکسان تھے اور شور و شغب اور اجرای کار صرف بزور بازو جانتے تھے
اور عقل سے کچھ اونکو بہرہ نہ تھا اور خفیہ اونکو لالچ دیا اونھون نے آپسمین مشورہ کیا کہ ابو الحسین عتبی
قتل کیا جاوے اور جو حمایت عتبی کے کرتا تھا یا عتبی اوسکی حمایت کرتا تھا اوسکو بخارا سے نکال دیا
اور کسی طرح اس امر کی خبر ابو الحسین عتبی کو ہوگئی اب اوسکو اپنی جان کا ڈر ہوا پھر عتبی نے اس حال
کی شکایت امیر رضی سے کی کہ لوگ میرے قتل کی فکر مین ہین امیر رضی نے یہ سنکر اپنے چند سپہ سالار
بھیجدیے کہ عتبی کو حفاظت سے اوسکے گھر پونہچا دیوین لیکن خبر جو ان لوگونکو ہوئی تو بازو اور ۔۔۔
لگا کر اوسکے پیچھے دوڑے اور تلوارین اور گرز اوسپر اتنے مارے کہ آخر اوسکو مار ڈالا اور چورا چورا
کردیا اور جو لوگ کہ عتبی کے ساتھ تھے اپنی جان بچا کر الگ ہوگئے اور اوسکا یہ حال ہوگیا اور اوسکو

سٹرک پر ڈال دیا اور خون اوسکا جاری تھا اور جب ان قاتلین کو ثابت ہو گیا کہ یہ بیشک مرگیا اور کچھ جان
باقی نہین رہی وہ چھوڑ کر چلے گئے اور کسی نے اوسکو باغ مین جو قریب اوسکی قتل گاہ کے تھا لیجا کر ڈال دیا
کہ باغبان اوسکی نگہبانی کرے جب رات بہت گذر رہی اور ہوای نرم سحر کی چلی تو باغبان نے سنا کہ وہ
کچھ آواز کرتا ہی دوڑ کر آیا تو دیکھا کہ او سمین جان ہی پھر جا کر بادشاہ کے محل مین خبر کی وہانسے حکم آیا کہ اوسکو
قلعہ مین لیگئے اور اطبا کو حکم کیا کہ اوسکا علاج کرین شاید وہ تندرست ہو جاوے مگر اوسکا زخم بہت
سخت اور کاری تھا کہ اوسکی موت آپونہچی اور مرگیا سخاوت مین عدیم المثل تھا فضل مین بے بدل تھا
اور پہلی کتابو نمین ایسا کوئی وزیر نکو نہین کہ ہمت اور مروت اوسمین دونون ہم ہون اور فتوت اوسکی
بخشش اوسکی ایسی تھی کہ گویا ابر مینہ برساتا ہی اور آندھی بہت اوڑاتی ہی اور سیاست اوسکی ایسی تھی
کہ آنکی لکھی بھی بیٹھ گئی اور ابو جعفر خافی نے شعر مرثیہ کے پڑھے اور اور شاعرون نے یہ کہا ہی یہان تو یہ بیچارہ
مارا گیا اور حسام الدولہ اور شمس المعالی اور فخر الدولہ نیشاپور مین سب منتظر ہین کہ عتبی موافق اپنے وعدہ کے
اب مدد اور سامان بھیجتا ہی اور میرا ماموں ابو نصر عتبی جو نیشاپور مین ڈاک کا داروغہ تھا مجھ سے کہتا ہی
کہ ابو العباس تاش نے مجکو کچھ دن باقی رہے بلایا مین نے جا کر دیکھا کہ آدمی اس باب مین گفتگو کر رہے
ہین کہ جنگ پھر کیجاوے اور یہ امر جلدی ہووے اس مشورے مین مجکو بھی شامل کر لیا اور کہا کہ عتبی کو
یہ لکھا رہا لکھ بھیجیے صرف مدد اور رسد بھیجنے کے منتظر ہین اور شمس المعالی نے مجھ سے کہا کہ عتبی کو لکھنا چاہیے
کہ جنگ مردان کار مین ہمیشہ ڈول ہی کبھی ادھر ہی اور کبھی اودھر ہی اور کبھی دشوار ہوتی ہی اور کبھی آسان
ہی اور مرد وہ ہی جو اپنی کوشش سے باب ظفر کھولے اور صرف عاجزی اور تنگدلی خراب کرتی ہی

اور یہ شعر متنبی کے بطور مثال لکھے جاوین

مگر یہ خیال فرمایا ہی	شعر جو نامردی مین وہ سمجھتے ہین یہ
تکرنا فلک سے ذرہ نغ اماطہ	جو مردونسے رکھتے نہین اختلاط
کہ ہی عاجزی مین بہت احتیاط	کہ مرنا برابر ہی ہر وقت مین
اگر ہو ارادہ بڑے کام کا	مگر حوصلے کا رہے ارتباط

میرے ماموں نے کہا کہ اس کلام سے مینے قابوس کی ہوشیاری اور دانائی جانی اتنے مین ابو الحسین
وزیر کے مرنے کی خبر پونہچی سبکو نہایت غم ہوا اور سب بندوبست جاتا رہا سب انتظام درہم برہم
ہو گیا اور بادشاہ کا حکم ابو العباس تاش کی طلب مین پونہچا کہ یہان آکر تدارک نقصان اور انتظام
کرے ابو العباس فوراً روانہ ہوا بخارا مین پونہچکر سب کاروبار اور جملہ متفرقات کا بندوبست کیا

اور قاتلان ابو الحسین وزیر کی تلاش کی کسیکو قتل کیا کسیکو تباہ کیا کسیکو جلاوطن کیا اور اب ابو الحسن مزنی
وزیر ہوکر نہایت حیران ہوا کہ کیونکر انتظام کرے کہ کارخانہ بالکل خراب ہوا ہی اور ہر شخص اپنے اپنے کام پر
کامیاب ہی اور ابو الحسن سیمجور بے اجازت سجستان سے خراسان کو روانہ ہوا کہ فتنے جو پھیل رہے ہین اونکو
دیکھے اور یہ بھی معلوم کرے کہ اپنا بازار کسقدر رونق پر ہی پس ابو الحسن وزیر نے سیمجور کو لکھا کہ یہ کام تیرا نہایت
برا ہی او عقل تیری بہت ناقص ہی اور حکم دیا کہ قہستان سلامتی سے پھر چلا جاوے اور کارخانۂ
سلطنت مین اختلاط نکرے اور فرزندان شاہی کہ تیرے تابع اور زیر حکم ہین اپنے فرزند ابو علی کو سپرد
کردے کہ وہ اونکو لیکر سجستان جاوے اور وہانکے امور کا بندوبست اور سب متفرقات کی درستی اور اصلاح
کرے اور پرگنۂ بادغیش اور گنج رستاق کی آمدنی اوسکی تنخواہ مقرر کرے اور جب اوسکی صدق اطاعت اور
خلوص نیت اور خوش سلیقگی معلوم ہو ویگی تو اوسکے علاقے و تنخواہ کا اضافہ ہوگا اور ابو العباس تاش کا
بخارا مین رہنا ابو علی کو غنیمت ہوا کہ خراسان اوس سے اور ساکنان قدیم سے خالی ہوا اب ابو علی نے فائق کو
فائق کو یہ کہلا بھیجا کہ تاش سے مخالفت اور لڑائی کا ارادہ کیا جاوے اور اوسکی اطاعت ترک کیجاوے
اور فائق بھی تاش کی مخالفت اور عناد پر مستعد اور آمادہ پایا گیا یہ دونون نیشاپور مین متفق ہوئے کہ آپس مین
عہد و پیمان مقرر کرلین پہلے ابو علی نے ابو العباس تاش کے نوکرون پر جو نیشاپور مین متعین تھے دست تعدی
شروع کیا اور جو کارخانۂ سلطنت ملکی و مالی اونکے قبضے مین تھا سبکا مطالبہ کیا پھر ابو علی اور فائق دونون
ملکر مرو کو چلے کہ ابو العباس کی حکومت روکین اور اموال اور محاصل آپ لیوین اب ابو العباس تاش
متردد ہوا اور انسے لڑنے پر مستعد ہوا اور خزانہ اور ہتھیار اور سامان جنگ لیکر بخارا سے آمل شط کو چلا اور ریگستان مین خیمہ لگایا
اسطرفین سے نامہ و پیغام الفت اور دوستی کے جاری ہوئے کہ رشتۂ الفت بدستور رہے اور سلطنت کی رونق قائم رہے اور
آتش فتنہ فرو کیجاوے اور اتفاق اسپر ٹھہرا کہ نیشاپور تاش کی حکومت مین رہے اور بلخ پر فائق قابض
ہووے اور ہرات ابو علی کے قبضے مین جاوے اور سب اپنی اپنی عملداری مین چلے گئے اور خوارزمی
شاعر نے ابو علی کے لیے یہ شعر اوسوقت کہے ہین کہ جب وہ ہرات مین داخل ہوا اشعار

مبارک ای ہرات آیا ہی تجھ مین	امیر ایسا کہ تو کمتر ہی اوس سے
مبارکباد ہم دنیا کو دینگے	کہ اوسکی ایک طرف بہتر ہی اوس سے

آخر ابو العباس تاش مرو کو چلا اور ابھی بخارا سے نکلا بھی نتھا کہ مزنی نے وزارت لیکر ابی محمد عبد الرحمن فارسی

مستوفی کو دیگئی کہ یہ شخص ابوالعباس تاش کا دیوان ریاست تھا اور مزنی بدین گمان موقوف ہوا کہ اوسکا
میل جول ابی علی اور فائق سے کے ساتھ معلوم ہوا تھا اور جب ابوالعباس تاش مرو مین جا پونہچا تب عبدالرحمن
سے وزارت لیکر عبداللہ بن عزیز کو دیگئی اور اوسکی دشمنی اور عداوت آل عتبہ سے مشہور ہی اور یہ ہر وقت
اس خیال مین ہی کہ کسی مکر و حیلے سے اونپر کچھ آفت لاوے اسنے پہلے ہی ابوالعباس تاش کو سپہ سالاری سے
موقوف کیا اور چونکہ اوسکو ابو الحسین عتبی نے خدمتی اور بدین خیال کہ وہ تو مر گیا اس لیے سب اوسکے امور سست
اور بیکار ہو گئے یہ سپہ سالاری ابو الحسن ابن سیمجور کو دیگئی اور پادشاہی فرمان ابو العباس تاش پر جاری کیا
کہ سپہ سالاری تمسے لیگئی اور اوسکے بدلے تمکو دو قصبے نسا اور ابیورد دیے گئے اور تمکو حکم ہی کہ تم وہان
جا کے رہو اور ان دونون پر اپنا گزارہ اوقات مقرر کرو اور لقب امیر زعیم جو تمکو ملا تھا وہ اپنے سے دور کرو
اور صرف وہ بات جو تمہارا قدیم لقب ہی وہی اپنے اوپر جاری رکھو جب یہ فرمان تاش پر پونہچا شرارت
اور فریب عبداللہ کا معلوم ہوا اور جانا کہ عبداللہ نے یہ پہلے ہی وار میرے اوپر کیا ہی کہ میری قدر گھٹے
اور میرے رتبے اور جاہ مین خلل پڑے پھر تاش نے سب سرداران فوج کو بلایا اور یہ فرمان اپنی
معزولی کا مفصل اونکو سنایا اور بیان کیا کہ تم خوب جانتے ہو جو میری عادت اور طریق ہی کہ سلطان کی
طاعت اور اوسکے لیے خیر خواہی اور خلوص اور اوسکی مملکت سے دشمنون کے دفع کرنے مین اور اوسکی نعمت قدیم
اور تازہ کے ادای شکر مین مین کیسا ہون اور سبب سے کہ تم لوگ میری صحبت مین ہو تمسے مین کیونکر پوشیدہ
رکھتا ہون سبکی حاجات ادا کرتا ہون اور سبکی کوشش کی خوبیان بیان کرتا ہون اور سبکا غمخوار موافق اپنے
مقدور کے رہتا ہون اور لوگ آج خاص میری جان کا قصد کرتے ہین اور پادشاہ کے در دولت سے
مین مردود کیا گیا ہون سو تم صاحبون کو اختیار ہی کچھ کسیکو میری طرف سے ممانعت نہین ہی جہان چاہو
جاؤ اور جسکے جی مین آوے بخارا جاوے یا جہان چاہے جاوے ان سب سرداران فوج نے تاش
سے مہلت مانگی کہ جلدی نکیجیے کہ یہ سب حال ہم اپنے لشکر اور سپاہ پر ظاہر کرین اور اونکی رای لیوین کہ مقام
کرنے مین یا جاتے ہین اور اوسکے بعد وہ سب کبھی بار مل ملکر بیٹھے اور کبھی بار الگ الگ فکر کیا تو سب کی
سمجھ مین یہی آیا کہ تاش کی موافقت اور اوسکی رفاقت و اوسکی طاعت کرنی چاہیے اور اوسکو چھوڑ دینا
یا اس سے مخالفت کرنی نچاہیے کہ اوسکے ساتھ ایک زمانہ نرمی اور سختی اور صلح اور جنگ اور خوشی اور غم
مین گذرا ہی اس سب لشکر اور سرداران لشکر نے بخارا اپنی درخواست بھیجی کہ ابوالعباس تاش کو سرداری

لشکر پر ملے کہ اسمین ہماری خدمتگزاری کی عنایت ہو اور صرف کرم شاہی کا مقتضا ہی کہ درخواست ہماری
قبول ہووے اور ہماری طاعت اور خدمت کی آبرو رہے سو ابن عزیز نے انکار کیا اور سب ارکان
دولت مین صلاح اور مشورہ جاری رہا اور اہل فوج کو ایسا خط لکھا کہ جس سے اونکو بظاہر امید وار کیا اور حکم دیا
کہ سب اہل فوج یہان آوین کہ اونکو انعام و خلعت وغیرہ دیا جاوے جب سب اہل فوج نے
یہ پیغام سنا تو ابو العباس تاش کی اطاعت و رفاقت اور بھی اونکو بہت ضرور معلوم ہوئی

فخر الدولہ کا اپنی ولایت جانا اور اسمین اور حسام الدولہ ابو العباس تاش مین بغرض مددگاری ایک دوسرے کے خطوط جاری ہونا

مؤید الدولہ اور تاش مین جو لڑائی جاری تھی ختم نہونے پائی تھی کہ عضد الدولہ کے مرنے کی خبر
مؤید الدولہ کو آئی اب ارکان دولت نے آپسمین مشورہ کیا کہ مؤید الدولہ کی ولایت کسکو دیجاوے
اور اسنے یہ خبر چھپائی کہ یہ لڑائی جو بہت دنسے جاری ہی ختم ہوگی تو یہ خبر ظاہر کیجاویگی پر یہ بھی نہوا کہ
کہ ابو العباس تاش جب بخارا پونہچا تو مؤید الدولہ بھی مرگیا تو صاحب اسمٰعیل ابن عباد نے یہ مشورہ دیا
کہ چونکہ اس خاندان مین کوئی ایسا نہین ہی کہ سزاوار ریاست اور باعتبار عمر اور استقلال مزاج کے لائق
امارت و سیاست ہو تو فخر الدولہ بہر طور مستحق اس جاے کا ہی اوسکو یہ ریاست دیجاوے پس فورًا
فخر الدولہ کے پاس قاصد دوڑائے کہ بہت جلد یہان آوے کہ اللہ تعالی نے اوسکو یہ ملک نفیس
اور اوسکا ذخیرہ مال نہایت سہل و آسانی سے دیدیا کیا اس باب مین نہ احسان ہی اور نہ کچھ منت کسی کا
شکریہ واجب ہووے اور اتنے دنون کہ فخر الدولہ یہان آوے اوسکے بھائی ابو العباس خسرو فیروز ابن
رکن الدولہ کو متفرقات اور ضروریات کے انتظام اور درستی کے لیے قایم مقام کردیا کہ وہ آنکے بذات
خود اس کا مالک اور متولی ہوجاویگا پس جیسے برق ایک جانب سے دوسری جانب چمک جاتی ہی
اسطرح فخر الدولہ نیشاپور سے اوڑکر جرجان آ پونہچا پھر سب لشکر بخوشی خاطر اوسکے استقبال کو روانہ ہوا اور
اوسکی تولیت اور ریاست پر بیعت کی اب اسنے سب ملک جو اسکے باپ نے اوسکو وصیت کی تھی اور
جو اوسکے بھائی کا ملک تھا سب اپنے تخت شاہی سے متعلق کیا اللہ جسکو چاہتا ہی اسیطرح دیدیتا ہی اور جس سے
چاہتا ہی لے لیتا ہی اور ابو بکر خوارزمی شاعر نے قصیدہ فخر الدولہ کی تہنیت اور اوسکے بھائی مؤید الدولہ کی تعزیت مین لکھا ہی

شعر ترا بھائی ایسا بڑا ہی بزرگ	کہ ایسا بزرگ اور کوئی نہین

اب ابوالعباس تاش کو فخر الدولہ نے یہ سب ذکر لکھا کہ اللہ تعالی نے مجکو حاکم بجز کردیا اور سب علاقہ میرے قبضے مین
آگیا ہر یہ سب آپکی شرکت اور آپکے ارادے پر موقوف ہر اور مجکو اوسکی اسقدر خوشی نہین ہوتی ہر یعنی اپنے زمانے
کی اصلاح اور اپنی دولت کی رجوع سے اتنا خوش نہین ہون کہ تمہاری مددگاری اور اعانت سے مجکو خوشی ہوئی
یہ سب تحریر اوسکی گویا تاش کے احسان کا شکریہ ہر اسپر تاش نے اوسکو جواب تہنیت کا لکھا خدا کا شکر ہر اوسنے
آپ پر احسان کیا کہ تمہارا املاک تمکو ملا ابن عزیز کی شکایت لکھی اوسنے مجکو سپہ سالاری سے موقوف کیا اسپر فخر الدولہ
نے لکھا کہ آپ میری ولایت اور اوس مال مین کہ میرے قبضے مین ہر شریک اور حصہ دار رہین اور مین آپ کے
جملہ احکام اور امور مین فرمانبردار رہون لازم ہر جو امر کہ مجھ سے ہوسکے اوسکی بنا آپ ڈالین اور اوسکو شروع کرین کہ
مین ملک اور مال اور فوج سے حاضر ہون تاش نے ابوسعید شیبی کو کہ اوسکو شیخ الدولتین بھی کہتے ہین فخر الدولہ
کے پاس بھیجا اوسنے اسیوقت کچھ مال اور قریب ایکہزار سوار عرب اور ترکی اوسکے ساتھ کردیے تاش یہ جمعیت
ایکر نیشاپور گیا اور ابومحمد عبداللہ ابن عبدالرزاق اسکی مدد پر مقابلہ ابوالحسن ابن سیمجور کے پونہچا آپسمین ایک
دوسرے کی مدد و حفاظت پر اتفاق کرلیا اور تاش بھی نیشاپور پونہچا کہ ابوالحسن وہان پہلے سے اوسکے
انتظار مین موجود تھا سب اپنی اپنی جمعیت پر متفق ہوگئے اور سبکے دل دوستی اور خلوص پر جم گئے اور
تاش نے ارادہ کیا کہ نیشاپور مین جاوے پر اوسکی جانب غرب باہر ہی خیمے ڈالدیے اور ابوالحسن نے
تنگ شروع کی کہ وہ قلعہ شہر مین تھا کہ اوسکے دروازے اور ناکے سب محفوظ اور بہت تنگ تھے اور
پھر ابوالعباس تاش کے پاس قریب دو ہزار مرد دیلمی اور اشراف اتراک بسپہ سالاری ابوالعباس فرزان
ابن حسن کی کمک کے لیے پونہچے اور اونکے سردار ایسے تھے کہ لوہے کو بھی چبا ڈالین اور سوئی کے ناکے
مین بھی گھس جاوین جب ابوالحسن سیمجور نے دیکھا کہ اس فوج نے اپنا نیزہ قوت بارادہ جنگ یہان گاڑ دیا ہر
اور اتکو اپنا شتر سواری تصور کرکے یعنی رات کے وقت پوشیدہ بھاگ گیا اور عیب ہزیمت کو بلباس
تاریکی شب کے ڈھانکے ہوے قہستان پونہچا پھر یہ خبر ابوالعباس تاش کے لشکر کو ہوئی تو اونکا پیچھا کیا
اور بہت سامان اور بہت اسباب غنیمت ہاتھ لگا اور ابوالعباس تاش شہر مین گیا اور
اور جانب شرق فرودگاہ لشکر پر جا نکلا اس واقعہ مین ابومنصور ثعالبی نے شعر کہے ہین شعر

اوسے کہدو کہ اوسکے عشق مین ڈر ہی	کہ اوسکی زلف دل میرا نہ لیجاوے

اب تاش نے باظہار اطاعت و بامید معافی قصور بخارا کو دربار کی خط بھیجنے شروع کیے غرض ابن عزیز نے

کہ آل عتبہ کا دشمن تھا سوای اوس عداوت اور عناد کے کہ تاش کے ساتھ رکھتا تھا اس باب مین بہت سختی اور درشتی کی اور امیر رضی اور اوسکی ماکو جو کاربرداز سلطنت تھی یہ خوب سمجھا دیا کہ تاش دیلم کے ساتھ متفق ہی اور ہمیشہ سلطنت کی تباہی کے درپی ہی اگر اوسکو بغیر قصور کچھ اجازت دیجاوے او سیوقت اس سلطنت پر تاخت کرنا ضرور ہوگا اور یہ نصیحت امیر رضی اور اوسکی ماکے دل مین خوب جم گئی کہ اونکو یہ یقین ہوگیا اور جملہ کاروبار اور سب نیک و بد ابن عزیز وزیر کو سونپ دیا اور مین نے جو ابن معتز کے دو شعر اپنی جوانی مین سنے تھے وہ اس معاملے مین ایک دوست سے بیان کیے شعر اول شعر

میری آنکھین اگر رووین بجا ہی		جوانی اور محبوبونکی جدائی	

تو اوسنے کہا کہ اسوقت اور اس حال کے موافق یہ بیت ہی جو حسین بن مرزبی نے کہی ہی شعر

ریاست ہین خلل وام سے تر		ریاست طفل کی عورت کی تدبیر	

اب ابو العباس تاش نے یہ فکر کیا کہ ابو الحسن سیمجور سے کیا مقابلہ کیا جاوے اور بخارا کے حکام اور اہل انتظام سے کیونکر خوشامد اور مدارات کرکے رسائی پیدا کرے اور کیا علاج کرے کہ زخم مین پیپ نہ پڑسکے یعنی دشمنی زیادہ نہو اور ابو الحسن اور اوسکا بیٹا اور اوسکے سب ارکان دولت اسوقت اور اس فرصت کو غنیمت جانکر لشکر کی درستی اور فوجکی فراہمی پر آمادہ ہوے اور ابو الحسن سیمجور نے ابو الفوارس ابن عضد الدولہ کو لکھا اوسنے دو ہزار سوار اوسکی مدکو بھیجدیے اور فائق بھی اپنے خواص غلام اور جسقدر کہ اوسکو اطراف خراسان سے لشکر بہم پونہچا لیکر موجود ہوا ان سب نے ملکر ابو العباس تاش پر حملہ کیا اور انکا لشکر اتنا بہت تھا کہ زمین گھر گئی اور اطراف شمال وجنوب سب بھر گئے اور جب نیشاپور کے قریب گئے تو تاش کی لشکر گاہ سے جدا پڑے کہ تاش اس شہر پر قابض تھا اور وہ اپنی قوت اور اقتدار اور حمایت اور مدد ذاتی سے جنگ پر آمادہ تھا کہ اپنے انبوہ اور عبد اللہ ابن عبد الرزاق ابی سعید شیبی اور اوسکے خواص غلامونکو لیکر جا لڑا اور طلوع سے غروب تک جنگ قایم رہی اور تاش ہر حملے مین اونکو ایسی شکست دیتا تھا کہ اونکے سب اعضا ٹوٹتے تھے اور سب ارکان ڈھے جاتے تھے اور نفس سے اونکے مقام فرودگاہ تک ایسی فاقون اور بھوک کی شدت ہوئی کہ اونکے کلیجے نکلے پڑتے تھے اور سب نے ارادہ کیا کہ بھاگ جاوین اور میدان تکلیف سے نکل چلین کہ نجات پاوین اب آخر دن مین ابو العباس تاش نے ایک حملہ کیا کہ گویا وہ جنگ کا خاتمہ تھا اس حملے مین اسکا ابو الحسن سیمجور اور اوسکے بیٹے ابو علی سے مقابلہ ہوگیا کہ اونکو قوت استحکام اور ثبات اقدام بدستور تھا اور وہ تاش کیطرف متوجہ ہوے اور اپنے نیزے سنبھالے اور اوسکے انبوہ کثیر پر اپنی تلوارین مونت کر آپڑے پھر تاش اپنے مقام پر جب واپس آیا اور اوسکی سب جمعیت

اس حملے سے منتشر ہو گئی اور نیزہ بردار اسکے سب پراگندہ ہو گئے تو سیمجور اور اسکے بیٹے نے ایک اور سخت حملہ کیا کہ جس سے تاش کو بھاگنا اور مقام چھوڑنا پڑا اور ایسے ہی فائق نے بھی دیلم پر پدر پے حملے کرنے شروع کیے کہ اونکی جمعیت منتشر اور مضطر ہو گئی تو لاچار اب انھون نے امان مانگی اور جو بھاگ گئے تھے وہ بھاگ کر بچے اور اور لوگ ذلیل وخوار قید مین گئے پھر اونکو اونٹون پر سوار کر کے بخارا بھیجا تاکہ فخر الدولہ کو بہت رنج ہووے کہ اوس نے یہ فوج بھیجی تھی اور ان قیدیون کے استقبال کو سیجر گاتے بجاتے آئے اور حکم ہوا کہ اونکو جیلخانہ کہنہ یعنی قہندز مین ڈال دین کہ اپنی قسمت سے مرین یا جیین +

ابو العباس تاش کا جانا جرجان مین اور ابو الحسن ابن سیمجور کا سپہ سالاری نیشاپور مین ٹھہر جانا

ابو العباس تاش جرجان کو روانہ ہوا اور فخر الدولہ جرجان چھوڑ کر رَے کو چلا گیا کہ جرجان ابو العباس تاش اور اوسکے لشکر کے لیے خالی کر دیا اور جتنا سامان آمین تھا وہ سب اسکے لیے رہنے دیا یہانتک کہ باورچی خانے مین برتن تانبے اور چاندی اور سونے کے بھی چھوڑ دیے کہ انکو کسی چیز کی حاجت نہووے اور حکم کیا کہ پچاس ہزار دینار اور بیس لاکھ درہم اور پانسو تھان کپڑون کے اور عمدہ عمدہ گھوڑے اور اور سواریان خچر وغیرہ کی اور ہتھیار اور نیزے اور گھوڑون کا سامان اور خود اور زرہ اور جوشن اور ڈھالین سب تاش کو سپرد کیے جاوین اور سوای اوسکے کہ جو تعمیر قلعون اور خاص محافظین کی تنخواہ مین خرچ ہووے سب آمدنی جرجان اور دہستان اور اشکور اور استر آباد کی انکے لیے مقرر کر دی گئی تاش نے یہ سب زر و مال اپنے سپہ سالارون اور سپاہ مین تقسیم کر دیا کہ اونکی حالت درست ہووے اونکا نقصان رفع ہووے اور اونکو تقویت ہووے اور اونکی تنخواہ مقرر کر دی پدر پے ملی جاوے سو بہ نسبت خراسان کے انکی حالت اور انکی گزران بہت اچھی ہو گئی اور فخر الدولہ پدر پے طبرستان سے بڑے بڑے سوار انکے بھیجنے لگا کہ اونکو استحکام زیادہ ہووے اور اونکے لشکر کا انتظام بڑھے کہ گویا اپنے بھائی سے نفیس چیزون کا سلوک کرتا ہے اور فخر الدولہ کے وزیر ابن عباد کو یہ احسانات جو فخر الدولہ تاش کے ساتھ کرتا تھا بہت ناگوار تھے اور بمقدمہ تباہی خراسان کے فخر الدولہ کو اوسکے وزیر صاحب ابن عباد نے پہلے یہ نصیحت کی کہ تمھارے بزرگون نے خراسان سے صلح کی تھی اور اپنی سلامتی جان غنیمت جانی تھی تو فخر الدولہ نے کہا کہ ابو العباس تاش کے مجھپر اتنے حق ہین کہ اگر یہ سب جو اللہ تعالی نے مجکو دیا ہے یہانتک کہ یہ پادشاہی بھی اوسکو دیدون تو اوسکے حق واجب کے لیے

ایک آدنی درجہ مکافات اور پاداش کا ہوگا اور منجملہ حقوق تاش ایک یہ بیان کیا کہ جن دنونمین مین اپنی جان بچاکر
ابوالعباس تاش کے پاس گیا تو نہایت محبت اور لطف سے اوس نے اون حالت غربت مین مجھکو کہا مین
جو اوسکے ساتھ محبت کرتا ہون تو سبب یہ ہی کہ میرے بھائی عضد الدولہ اور مؤید الدولہ نے مجھکو اوس سے مانگا ہو
اقرار کیا کہ ہر سال مال کثیر دیتے رہین گے اور بہت عمدہ اسباب اور سامان لباس وغیرہ عراق کے اور اچھے
اچھے گھوڑون کے دینے کا اقرار کیا اور ایسے ایسے الچ دیے کہ کوئی صورت اوسکے انکار کی نظر نہ تھی
اور مجھکو بھی یہ خبر ہوگئی تو دنکو اندھیرا چھا گیا اور صورت فرار دشوار ہوگئی اور زندگی سے مایوس ہوگیا اور جانا
کہ اب بھاگنے مین کوئی فائدہ نہین اور کہان امید مین کچھ کشش نہین تو رات بھر ایسا سویا کہ جیسا خارپشت
جانور سوتا ہی اور دیکھا کہ اب بری قسمت آن پونچی اور جب صبح ہوئی تو تمام قوت میری زائل تھی اور
اعضا میرے اس مرض لاعلاج اور مصیبت سخت کے خوف سے گرے پڑتے تھے کہ تاش کا دربان میرے پاس
اجازت لیکر کھانیکے لیے بلانے آیا اور مین حیران تھا کہ کھانیکو بلاتا ہی یا میری خبر مرگ دیتا ہی یا کھانے کو
بلاتا ہی یا مجھپر رونے آیا ہی یا ضیافت کا پیغام لایا ہی یا کوئی آفت آئی ہی مین نے اوسوقت کھانے کا
پیغام تخمینہ کرکے خوف اور اپنا تقدیری کو دلمین چھپایا اور سوار ہوکر چلا اور باگ میرے ہاتھ کو اسقدر قوت
تھامنے ہوسے تھی کہ میرے ہاتھ مین اتنی قوت نہ تھی جب تاش کی مجلس مین پونچا تو مین نے اوسکو دیکھا
کہ تعظیم اور تکریم بہت کی اور کلمات تسلی و دلاسا کے اتنے کچھ کیے کہ کبھی کسی صحبت مین نہ کیے تھے اور آخر مجلس تک
ایسا سحر مہربانی وجادو کرم کا پڑھتا رہا کہ میرا دل کچھ ٹھہرا اور خوف کچھ دور ہوا اور غم کچھ منتشر ہوا اور بدگمانی
رفع ہوئی پھر تاش نے مجھکو وہ خط دیدیے مین نے اونکو پڑھا اور تاش نے مجھسے کہا کہ مین نے چاہا تھا
کہ یہ سب صورت حال آپسے چھپاؤن کہ آپ وہم اور بدگمانی سے محفوظ رہین پر مین نے جو موافق اوسوقت کے
کہ مین اور آپ ایک حال مین متفق ہین فکر کیا تو مناسب یہ معلوم ہوا کہ مین آپکو حقیقت سے آگاہ کرون کہ
ان خطون مین کیا لکھا ہی اور کیا مطلوب ہی کہ آپکی تسلی کے لیے بہتر ہی اور آپکے دلکا تردد اور خلجان خاطر رفع ہوگا
اور مین قسم کھاکر کہتا ہون کہ تمام محاصل خراسان جو نہایت عمدہ ہی آپ کے ایک بال کے برابر نہین ہی
نہ آپ کے کپڑے کے دھاگے کے برابر ہی اور جو کچھ کہ میرا مال ہی منقول وغیر منقول یہانتک کہ اس انگوٹھی کا
نگینہ اور اس کرتے کا تکمہ آپکی جان کے لیے وقف ہی اور آپ کی مصلحت کے لیے موجود ہی اور آپکے حوادث
کے لیے کار آمدنی ہی اور جو لوگ کہ آپ سے حسد کرتے ہین اونسے انتقام لینے مین صرف کیا جاوے

یا تاک کہ اللہ تعالی آپکو سلطنت نصیب کرے کہ آپ اپنے دشمنون پر فرمان روائی کرین جو کوئی اسطرح پر
مہربانی صرف اپنی خوشی اور طبیعت سے کرے اور کچھ رغبت مال یا کوئی خواہش نہوئے تو کیا لائق ہی کہ اوسکی مددگاری
مین غفلت کیجاوے اور جسطرف کہ اوسکی مراد برائی ہو اوس سے تجاہل کیا جاوے اور خدا کی قسم اور اپنے باپ
رکن الدولہ کی قسم کہ مین یہ حق فراموش نکرونگا تاکہ لوگ میرے حقمین فراموشی سے واقف ہووین اور بیشک
اب مکافات کرنا اور خدا کی مدد سے مجھکو بدلا دینا میسر ہوا اگرچہ مینے اس نکوئی اور احسان کے مقابلے مین
خوب کوشش کی مگر حقیقت مین خوبی تاش کی ہی کہ اوس نے ابتداء بے وجہ سابقہ احسان کیا تھا سب
حاضرین نے یہ سنکر بہت تعجب کیا کہ اسطرح کا کرم اگلے زمانے مین سنا گیا تھا جواب مفقود ہی اب بدین لحاظ
کہ یعسان اور مردہو فخرالدولہ کرتا ہی اوسپر حق ہی اور اوسکے حقمین خیرخواہی ہی صاحب ابن عباد وزیر بھی اپنے
بادشاہ کے لحاظ سے ابوالعباس تاش کی مدد اور مصالح کار پر مستعد ہوا اور ابوالعباس تاش تین برس تک
جرجان مین رہا نہ اوسکو کسی کروٹ قرار تھا اور نہ اوسکو کسی طرح نیند تھی اس شوق مین ہوتا تھا کہ اپنے
سلطان کیخدمت مین پونہچے اور اوسکے حق احسانات کے ادا کرے اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ اس دیر کو دشمن
یہ بیان کرینگے کہ اوس نے حق سلطنت کا انکار کیا اور طوق فرمانبرداری اپنی گردن سے نکال ڈالا اور
بڑا مقصود اوسکا یہ تھا کہ بخارا جاوے اور پھر خدمتین رہے اور مذمت سے بچے پھر ابوسعید شبلی کو فخرالدولہ
کے پاس بھیجا کہ خراسان کے جانے پر مدد مانگے فخرالدولہ نے اسفار بن کردویہ اور چند سپہ سالار
مع قریب دو ہزار سوار دیلمی کے اوسکے پاس بھیجدیے اور فخرالدولہ نے نصر بن حسن بن فیروزان کو
قومس مین کلمہ بھیجا کہ یہ جمعیت جو تاش کے پاس گئی ہی تم بھی اوسکے پاس جاؤ اور اس جمعیت کے سردار ہو
اور سب امور کہین اوتارنا کہین سے لیجانا اور کہین صلح اور کہین جنگ وغیرہ سب مین بموجب
حکم حسام الدولہ تاش کے عمل مین لانا اور ابوسعید کو اوسکے ساتھ کیا اور تاش جرجان سے چلتے وقت
جتنا مال چھوڑ گیا تھا اوس سے دو چند ابوسعید کے ساتھ کر دیا کہ فوج کی تنخواہ اسمین سے دیجاویگی
پس ابوسعید قومس کو روانہ ہوا اور نصر نے اوسکی اور اوسکے ہمراہیون کی ایسی مہمانداری کی کہ جیسی
تمیم نے علاء بن حضرمی کی کی تھی اور اسکا قصہ یہ ہی کہ نصر نے ابوسعید کو اپنے مکان کے صحن مین
لیجا کر قتل کا حکم دیا کہ اوسپر ہر طرف سے تلوارین پڑین اور مارا گیا اور اوسکے ہمراہیون کو تہ خانے
مین قید کیا اور اوسمین آگ سلگا دی اور روشندان سب بند کر دیے کہ دھوان باہر نہ جاسکے

سب وہان گرمی کے مارے سانس گھٹکر مر گئے اور جسقدر مال و اسباب اور گھوڑے وغیرہ اونکے ساتھ
تھے سب لے لیے اور اپنے اوپر رسوائی تمام عمر کی پسند کی اور ابو سعید کے ہمراہیون مین سے جو باقی رہے وہ
اپنی جان لیکر ہر کو اسطرح بھاگے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ تھی وہان پونہچکر سارا حال اور سب ماجرا
خوب مفصل بیان کیا فخر الدولہ کو اوسپر غصہ آیا اور ابو العباس تاش کو بھی اس حال سے ایسا رنج و قلق ہوا کہ
وہ بیمار ہو گیا اور تمام کاروبار سے اوسکا دل سرد اور اوسکا ہاتھ سست ہو گیا اب فخر الدولہ نے تاش
کو لکھا کہ مین نصر پر لشکر تیار کرتا ہون اور تم استر آباد اپنی جمعیت لیکر آؤ کہ نصر کو دونون طرف سے دونون
لشکر گھیر لینگے یہانتک کہ اوسپر قتل بحکم خدا جاری ہو یا توس سے اور طرف نکالا جاوے ابو العباس
تاش استر آباد پر پونہچا اور ہزار تبان پر ڈیرہ ڈالا اب نصر کو اپنی ان سب حرکتون پر ندامت ہوئی اور دیکھا
کہ موت اپنا مونہہ کھولے ہوئے ہے اور تلوارین اوسکے آگے اور پیچھے تلاش مین ہین تو اب اطاعت کے
ساتھ پناہ لی اور بیتاب ہو کر نہایت فروتنی کے ساتھ رحم کی درخواست کی اور دونون طرف عذر لکھکر بھیجنے لگا
کہ مین اپنی اوس حرکت سے شرمندہ ہون کہ جیسے عورت حیض والی اپنے حیض سے شرم کرتی ہے اور حسام الدولہ سے اپنے کردار کی
معافی کے لیے سفارش کروائی حسام الدولہ نے اوسکی گلو خلاصی کے لیے سفارش کی فخر الدولہ نے بعایت اوسکے بڑھاپے
اور قرابت کے یہ درخواست تاش کی قبول کی اب ابو العباس تاش جرجان کو پھر آیا کہ خراسان کی تدبیر نئے سر سے شروع
کرے اور فخر الدولہ اپنے بھتیجے بہاؤ الدولہ سے اس لیے ناخوش ہوا کہ اوس نے اوسکی تعظیم و تکریم مین قصور
کیا تھا تو اپنا لشکر لیکر اوس سے لڑنے خوزستان گیا اور بدر بن حسنویہ بہادر اور دلاور لشکر دیلم کا لیکر اوسکے
ساتھ ہو گیا اور خوزستان پر فخر الدولہ غالب ہوا اور ابو العباس نے فیروزان بن حسنین کو بصرے بھیجا کہ
اوسکو صاف کرکے اور دیار کے ساتھ شامل کر لے جب نصر نہر موسی سے گزرا تو ساکنان لشکر بہاؤ الدولہ
نے اہل بصرہ کو اپنے ساتھ شامل کرکے بمقابلہ نصر کے لشکر بنایا سو نتیجہ اس لشکر کے بہت لیے اون
رستون کا قصد کیا جو انمین اور نصر مین واقع تھے اور نہر اہواز کے سب بند کھولدیے کہ رستے اور
گزرگاہ سب گم اور بے نشان ہو گیا اور نصر اور اوسکے ہمراہی اوسمین دھس گئے اور کیچڑ مین پھنس گئے
اور اتفاقا ایک لشکر موصل سے باوجود کم ہونے رستون کے ساکنان بصرہ کی مدد پر پونہچا سو ابو العباس
فیروزان کے لشکر نے جو انکو دیکھا اور اونکی شوکت اور کثرت نظر آئی تو اوسیوقت اولٹے پانون بھاگا
اور بدر بن حسنویہ نے جو دیکھا کہ یہ بھاگے جاتے ہین اونکو منع کرنے آیا کہ نہ بھاگین اور آپ اونمین

ثابت قایم بمقابلہ دشمنون کے ، ہاگر یہ خلل اور خلل اندازے کے روکنے سے عاجز ہوگیا اور بھاگتے بھاگتے
فخرالدولہ کے پاس پہونچے کہ وہ اوسوقت بازار اہواز مین تھا اور اپنی تنگی حال اور تکلیف کی شکایت کی
اور تنخواہ طلب کی فخرالدولہ کو ان باتون سے کہ اول تو وہانسے نامردی کر کے بھاگ آے اور پھر اونکا
یہ تقاضا ، ازبس غصہ آیا بر بظاہر آشتی اور صلح کے ساتھ اونکو لیکر ہمدان گیا اور وہانسے ری کو روانہ ہوا
اور یہ واقعہ سنہ ۳۷۶ ہجری کا ہے اب ایک وبا مرگ زمین جرجان مین واقع ہوئی کہ حسام الدولہ

مطابق سنہ ۹۸۶ء

ابی العباس کے اکثر یار اور لشکر کے سردار اور اوسکے منشی اور عامل اور نوکر اور غلام مرنے لگے اور اوسکو
ایک سخت مرض پیدا ہوا کہ وہ بھی مرگیا اور یاران تاش نے اہل جرجان پر ایسے قواعد اور رسوم مقرر کیے
تھے اور ایسے طریقے ستم او ظلم کے ایجاد کیے تھے کہ وہ انسے بہت تنگ تھے ابو العباس تاش کا مرنا
سنتے ہی سب اہل جرجان متفق ہوگئے اور ہمراہیان تاش پر سب نے باتفاق حملہ کیا اور شبخون مارا اور
ایسا قتل عام کیا کہ کوئی نہ بچا جہان جو کوئی ملا وہ وہین مارا گیا اور سرداران لشکر کو اس مصیبت قتل عام سے
اتنی فرصت نہ ملی کہ جرجان والون کا استیصال کرسکین اور خلقت کو اونکے ہاتھ سے بچاوین اور
اہل جرجان کو ضرورت ہوئی کہ شہر کے باہر جاکر انتظام کرین اور یہ تدبیر کرین کہ کون لیاقت امارت
کی رکھتا ہے کہ اوسکو اپنا امیر بناوین سب نے جمع ہوکر اتفاق کیا کہ ابی احمد تاش کا بھانجا سردار ہووے
اوسکو بلایا اور اوس سے مال بیعت طلب کیا اسنے تاش کا خزانہ اور جو کچھ کہ اوسکے پاس تھا سب اونپر
تقسیم کردیا کہ اوس سے اونکی آگ ٹھنڈی ہوئی اور جرجان سے خراسان پر چڑھائی ہوئی اور اہل جرجان
نے خراسان کی عورتون پر دست درازی شروع کی اہل خراسان کو بہت غیرت آئی کہ ان اشقیا
بدمعاش اور خانہ بدوش اوباش سے انتقام لیا جاوے اور جرجان پر بکرآباد کیجانب سے لڑنیکو
چڑھ آے اور یہ اشقیای جرجانی بھی اونسے لڑنے پر اوٹھے گویا اپنی ہلاکت پر ایسے گرے کہ جیسے
پروانہ شمع پر گرتا ہے اب اہل خراسان نے انپر جو حملہ کیا تو انکے سر بے گردن اور ہاتھ بے پونہچا
اور جان بے حفاظت ہوگئی اور لاشین ملے خون آلودہ سے اوس میدان پر فرش کیا گیا اور گھرون
اور دکانون مین آگ لگائی گئی اور خوب لوٹ ہوئی اور یہ حال ہوا کہ یزید بن المہلب کے بعد پھر ایسا حال نہوا
تھا اب مشائخ اور صلحا جرجان نے امان مانگی اور خدا کی قسم دی تو وہ لوگ قتال سے باز آئے اور کوچ کا
قصد کیا اور فتنہ اور شور رفع ہوا اب لشکر مین اختلاف ہوا سرداران لشکر اور غلامان خاص نے تو خراسان کا

قصد کیا اور قلعے اسلے فخر الدولہ ابن جانیکو آمادہ ہوے مگر وزیر صاحب بنے ان سبکو یہ کہا کہ کہین بجاو
جبتک ابو علی استاد انکو تمکو انعامات نہ دیوسے اور تمھاری آرزو پوری نکرسے پر آونکو توقف بہت خراسان
اور اپنے وطن کے دشوار ہوا اور ٹھہر نسکے اب رو غدر پر ہوتے ہوسے نیشاپور کو چلے کہ ابو علی بن سیمجور سے
ملینگے کہ وہ اپنے باپ کی جا بیٹھا اور باقی قلعےوالے وہین موجود تھے کہ ابو علی استاد وہان آیا اور اونکی
اسامیان پھر مقرر کین اور اونکے مال اونکو دیتے اور ہر کو روانہ کیا پس فخر الدولہ نے حکم دیا کہ یہ لوگ
دار السلطنت مین رہین اور اونکی تنخواہ بمزد اکرام جاری ہووسے کہ انھون نے میری حمایت سے ابو العباس
تاش کے حقوق کی حفاظت کی اور اوسکے لوگونکی مدد کی اور جرجان والے کہ انھون نے خراسانیون کو
قتل اور ہلاک کیا تھا اب تھرتھر کانپتے تھے کہ ابو علی استاد نے اونکے واسطے جاسوس اور نگہبان
مقرر کیے اور جو ان قاتلین میں سے ہاتھ آیا اسکو سولی دی کسیکو قید کیا کسیکو تباہ کیا اب فخر الدولہ کی سیاست
کامل ہوئی اور ہیبت اوسکی ظاہر ہوئی اور سب امور درست ہوگئے اور جرجان بعہد
ابو علی استاد کے اہل فساد سے صاف ہوگیا

ابو الحسن ابن سیمجور کا مرنا اور اوسکی جگہ اوسکے فرزند ابو علی کا مقرر ہونا

سب امور خراسان کے سیمجور کے نیشاپور مین رہنے سے درست ہوگئے ابو العباس تاش جرجان
چلا گیا اور لشکر ابو الفوارس کا کرمان اور فائق بلخ اور ابو علی ہرات مین قرار پذیر ہوا اور ابن عزیز ابو الحسن
کو ہمیشہ جرجان کے جانے پر برانگیختہ کرتا تھا اور بیٹھے رہنے پر ملامت کرتا تھا پر ابو الحسن ٹالتا تھا
اس لیے کہ صلح اور سلامت روی امر پسندیدہ ہے اور یہ بھی ڈرتا تھا کہ کوئی خطا ایسی نہو جائے کہ
جس سے ندامت ہووسے جیسا کہ ابو العباس تاش کو جرجان مین ندامت ہوئی تھی کہ ہزیمت بھی ہوئی
اور بدنامی بھی ہوئی اب ۳۸۲ ہجری مین ابو علی محمد بن عیسی دامغانی وزیر ہوا اور ابن عزیز وزارت سے
معزول ہوا اور خوارزم بھیجا گیا اب ابو علی وزیر نے درستی عمال اور حفاظت سلطنت مین کوشش
شروع کی چونکہ سلطنت مین رونق نہ تھی اور حدود مین امن نہ تھا اور آمدنی سب کم تھی اور فوج وزیرون
پر ناز کرتی تھی اور اپنے مطلب کے لیے اونپر حکم کرتے تھے اور کسی کا حکم نہ مانتے تھے نہایت تنگ ہوگیا
تو لاچار ابو علی موقوف ہوا اور ابو نصر احمد بن محمد ابی زید وزیر مقرر ہوا یہ ایسا ہوشیار تھا اپنی دانائی
اور کارگزاری سے کارپردازان سلطنت پر غالب آیا اب ان کارپردازون کو بہت تردد ہوا اور ابو علی مذکور

مطابق ۹۹۲ء

مغرول کو بھ‌ ... نے اوسے صدر دیوان مقرر کیا اور اسی اثنا مین ابوالحسن سیمجور کو اتفاق ہوا کہ وہ اپنی ایک
لونڈی کو لیکر خرمک کہ وہ اوسکا سیرگاہ تھا گیا اور اوس لونڈی کے ساتھ صحبت مین مصروف تھا کہ
اسی حالت مین اوسکی جان نکل گئی اور لونڈی کے سینے پر سے مردہ گر پڑا اور جبتک کہ مکان پر لاکر اوسکی
لاش تیار کی گئی خبر مرگ مخفی رہی اور ابوعلی اوسکا بیٹا اوسکا وارث ہوا اور گھر اور ریاست اور بھائیون اور
لشکر کا نہایت خوبی اور رعایت اور حسن سیاست سے انتظام و بند و بست کیا اور ابوالقاسم وغیرہ سب
اوسکے بھائی بہت خوش ہوے اور خوب اوسکی اطاعت کی اور ابوعلی نے سنکر کہ ہرات فائق کو دیگئی
فائق کو لکھا کہ یہ تو میرے لیے مقرر ہوئی ہے تمنے کیون اسپر درخواست کی پر آپسمین اسپر اتفاق ہوگیا کہ ہرات
تو فائق کے قبضے مین رہے اور نیشاپور مع سپہسالاری کے ابوعلی کو ملے اور ان دونون کے
عامل اور گماشتے انکے پرگنون پر مقرر کیے گئے اور موافق رسم قدیم کے خلعت بخارا سے روانہ ہوا
اور ابوعلی کو یہ گمان تھا کہ خاص میرے لیے خلعت آتا ہے مگر جب قاصد شاہی خلعت لیے ہوے
راستے سے فائق کیطرف مڑا تب اسنے جانا کہ صلح کرکے مجھسے مکر اور فریب کیا ہے ورنہ حقیقت
مین ابھی اندیشہ باقی ہے اور یہ فریب ان لوگونکا ہمیشہ رہیگا اور میرے خاندان کے لیے رفعت
نہوگی اسنے جو سنا کہ فائق ہرات سے چلا تو یہ بھی جیسا تیر جاتا ہے یا جیسا آسمانکا تارہ چھوٹتا ہے ویسا ہی
چلا کہ ہرات اور قوشنج کے درمیان فائق سے جا ملا اور خوب جنگ کی اور لشکر کو خوب لڑایا کہ اونکا
ناک مین دم کیا تو سب اسکا لشکر بھاگ کر فائق کے پاس مرورود چلا گیا اور ابوعلی انکے پیچھے چند اپنے
سوار لیکر دوڑا کہ اونکو پراگندہ کردے کہ آپسمین متفق نہونے پاوین سو مرورود کے پل پر سب متفق
ہوگئے اور ابوعلی کے روکنے پر آمادہ ہوے پر ابوعلی نے اونکو خوب مارا اور چند آدمی پکڑ کر بخارا بھیجدیے
اور چونکہ اپنے حق خدمت پر اور اپنے بھائی اور اقارب پر اوسکو بھروسا تھا اس لیے اپنے باپ کی
خدمت لینے مرو کو چلا امیر رضی نے اوسکی حاجت پوری کی اور اوسکی درخواست کے موافق اپنا
قاصد روانہ کیا اور سپہسالاری اسی کے لیے مقرر کی اور سب مصالح امور اوسکو سپرد کیے اور اوسکو
ہرات و قہستان اور نیشاپور دیا اور عماد الدولہ اسکا لقب ہوا اب ابوعلی نے نیشاپور جاکر اپنا ارادہ
پورا کیا اور سب کام درست کیے اور خلقت کا انتظام کیا اور اب اسکا امر دن بدن روشنی پکڑتا
تھا اور قوت اور ترقی پاتا گیا یہانتک کہ امیر الامرا مؤید من السما لقب ہوا اور اوسکی مدح مین

ابوبکر خوارزمی نے قصیدہ لکھا ہے شعر اول شعر

جو عورتین کہ پردہ نشین اور پاک ہین	دلمین وہی ہین اور ہین سینہ مین بھی وہی

اور ابوالفضل بدیع بھی اوسکے پاس مرو مین یہ قصیدہ مدح لایا شعر اول شعر

نہ آرام دن اونٹ و بالان کو	اندھیرے مین جاؤن بیابان کو

اب بلاد خراسان پر ابوعلی مستولی ہوگیا اور اوسکے تمام محاصل اوسکو آنے لگے امیر رضی نے ابوعلی کو لکھا کہ کچھ زر محاصل واسطے اخراجات خاص اور تنخواہ لشکر کی ہمارے پاس بھیجدے اوسنے حیلہ لکھ بھیجا کہ جملہ محاصل ملک تنخواہ لشکر کو بھی کافی نہین ہے اسکے سوای اور مال کی حاجت رہتی ہے اس سے غرض یہ تھی کہ اس سب محاصل سالانہ کو صرف اپنی تنخواہ سالانہ کے لیے مقرر رکھے ابوعلی کہ در پردہ مخالفت اور عداوت کرتا تھا اور بظاہر دوست اور مطیع و فرمانبردار تھا اسنے خاص اپنی ذات کا دیوان ابوعلی نسفی کو مقرر کیا اور مصادرات اور خراج لینے مین خوب دست درازی کی یہان تک کہ خراسان کو اسقدر سونتا کہ دو حصے کے تہنون مین سے آخر خون آنے لگا اور سیٹ پیٹھ سے لگ گیا اور پھر ابوعلی نسفی سے بھی مطالبہ کیا کہ جسقدر مال تو نے لیا ہے واپس دے اور اوسکو شکنجہ کیا کہ اوس نے کچھ مال بھی دیا اور آخر کار اوسی حالت مین مر بھی گیا اور خفیہ ابوعلی نے شہاب الدولہ ظہیر الدعوۃ ہارون ابن ایلک بغراخانکو کہ وہ بلاد ترک مین تھا لکھا کہ خراسان اور ماوراالنہر پر آوے اور امیر رضی پر بخارا مین حملہ کرے اور شرط یہ لکھی کہ آدھا ملک مجکو تقسیم کردے پس ابوعلی کا حال یہ حال ہے شعر

محمد کیخدمت مین تھے استوار	کیا قتل پھر اونکی اولاد کو

لیکن تاکہ یہ عیب ظاہر نہووے اور رعیت مین بدنامی نہووے خطبہ جمعہ بنام سلطان پڑھتا رہا اور منجملہ دہقانان ماوراالنہر کے ایک قوم ان واقعات دولت سامانیہ سے تنگ ہوگئے اور تمنا کی کہ اب سلطنت کسی اور کی ہوجاوے پس در پردہ خطوط بغراخانکو بھیجنے لگے اور اپنا عزم مصمم اوسکو جتانے لگے کہ وہ یہان آوے پس بغراخان کی مثل یا... کہ انکہ کھلی کہ خوب آنکہیں کر دیکھ بھال لیا اور حدود اور اطراف خراسان لینے شروع کیے یہانتک کہ ایک ہی بار سیلاب پر آن پڑا اب آنج دربان شاہی بخارا سے چلا کہ بغراخانکو پکڑے ان دونو مین ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ اوسکی دہشت سے سر کے بال سفید ہوگئے اور دنکو ستارے دکھائی دے گئے اور

آنج دربان کو قید کرلیا اور اب تمام بلاد خراسان کے لینے پر اوسکا ارادہ مستحکم ہوگیا ؛

فائق کا ذکر اور اس واقعہ کے بعد جو اوسکا انجام ہوا

فائق نے مرورود مین اپنی شکستہ حالی و بدحالی کی اصلاح کے لیے اقامت اختیار کی اور اپنا سامان اور حال درست کرکے بے طلب اور بے اجازت بخارا کا ارادہ کیا امیر کو بینکر شبہہ ہوا امیر شہاہ گانون برکہ قریب بخارا کے ہے آن پونہچا اور اوسکے مقابلے مین آنج اور بکتوزون دربانونکو مع اپنے اور اپنے باپ کے غلامون کے سوم ربیع الاول ۳۸۶ہجری کو بھیجا اور مقابلہ ہوا تو فائق بھاگا اور اوسکی جمعیت مین بھی ہزیمت ہوئی کوئی مارا گیا کوئی گرفتار ہوا اور بھاگ کر کنارہ جیحون پر پونہچا اور ناگاہ کشتی ناقص پائی اوسپر سوار ہوکر عبور کرگیا اور بلخ پونہچا کہ یہان چند دن اقامت کرکے ترمذ گیا اور پھر بغراخانکو خطوط بہیجے کہ بہت جلد یہان آوے اور بخارا سے والی جوزجان ابو الحارث احمد بن محمد فریغونی کو فرمان گیا کہ فائق کو پکڑے یا اوسکو قتل کرے اور ابو الحارث مذکور ایک جمعیت کثیرہ لیکر اوسپر چلا اور فائق کا غلام ارسلان نام پانسو آدمی ترک وغیرہ لیکر اوسکے مقابل آیا تو لشکر ابو الحارث ان پر ایسا آن پڑا کہ گویا باز چڑیون پر پڑتا ہی اور انکو مار کر بالکل تتر بتر اور پریشان کردیا اور میدان مین لاشونکا فرش ہوگیا اور مال بیشمار و بے حساب ہاتھ آیا اور یہ فتح کرکے بلخ کو چلے اور جب طاہر بن الفضل ابو المظفر محمد ابن احمد کو کہ نہایت جلیل القدر اور مستحکم الرای اور صاحب متانت تھا شکست دیکر صغان کا مالک ہوگیا تو ابو المظفر فائق کے پاس گیا کہ اوس سے مدد لیوے فائق نے اوسکی مدد کی اور ایسے لوگ اوسکے ساتھ کردیے کہ اوسکو اوسکی جگہ پر بٹھلا دیوین اور طاہر بن الفضل کو ہمراہیان فائق کا بلخ مین موجود نہونا غنیمت ہوا سو یہ موقع دیکھکر بلخ پر آیا کہ وہان غالب ہووے لیکن اہل بلخ اوسکے مقابلے مین سرگرم ہوکر آمادہ جنگ ہوے اور لڑائی واقع ہوئی اور بہت نیزہ و شمشیر چلی ایک عرب نے طاہر بن الفضل کے جو نیزہ مارا تو وہ گھوڑے سے گر گیا عرب نے اوسکا سر کاٹ لیا اور جب طاہر کا مرنا مشہور ہوا تو اوسکے ہمراہی حیران ہوکے بھاگے کوئی گھر مین چھپتا تھا اور کوئی تھر کے نیچے دبکتا تھا اور جب سے آنج حاجب ترک مین قید ہوگیا سلطنت ماوراء النہر مین ضعف شروع ہوا اور ارکان اور بنیادہای سلطنت گرنے لگین اور امیر رضی

مطابق ۹۹۶ع

اور اوسکے ارکان دولت ڈرے کہ تباہی ہووے اور شرارت بڑھے اور یہ حادثہ سخت ہووے
اور رہا سہا بھی جاتا رہے اس لیے فائق کو فرمان تسلی گیا اور اوسکا قصور معاف ہوکر اجازت دیگئی
کہ بخارا مین آوے تا سلطنت کی مدد کرے اور جسقدر کہ رخنہ اور فتور ہو رہا ہے اوسکو بند کرے
فائق حاضر ہوا اور بعد حسن قبول و اقبال کے اور دور کرنے نقصان مال کے سمرقند بھیجا گیا اور
اوسکو سوای بغراخان کے اور کچھ ڈر نتھا اور بغراخان شہباز کے بازو لگاکر فائق پر دوڑا فائق
وہانسے ایسا بے تحاشا بھاگا کہ پیچھے مڑکر بھی نہ دیکھا کہ حقیقت حال کیا ہے اور اوسنے فوج شاہی کو
جو فائق کے ساتھ تھی بے دریغ قتل کر ڈالا اور یہان گواہیان گزرین کہ یہ بھاگنا فائق کا صرف
اس سببسے تھا کہ وہ بغراخان سے موافقت رکھتا ہے اور پادشاہی آل سامان سے مخالفت نہ اوسکو وفا عہد
ہے کہ روکے اور نہ اوسکو حیا ہے کہ باز رہے اور نہ اوسکو نعمت شاہی کا خیال اور نہ حرمت پر نظر اور
فائق میدان بخارا مین پھر آیا کہ پادشاہ کو اس سے خوف پیدا ہوا کہ یہ آسمانی
بلا ہے تو پادشاہ کو لاچار مکان چھوڑنا پڑا اور روپوشی اختیار کی

آنا بغراخانکا بخارا مین اور امیر رضی کا بھاگنا بخارا سے اور پھر آنا امیر کا اوسکے جانیکے بعد

بغراخان بخارا مین چلا آیا اور فائق نے اوسکا استقبال کیا کہ گویا اوسکا خاص یار ہے اور اوسی
لوگو مین شمار ہے اور اوسکی رونق کو بڑھاتا ہے اور اوسکے فرمان کا نہایت فرمانبردار کہ گویا اپنے عہد
قدیم اور صحبت و اتحاد سابق پر دونو متفق اور بہم ہوے یہان بغراخانکی سلطنت جم گئی
تو فائق نے اوس سے اجازت مانگی کہ مین بلخ کو جاؤن اور تمہاری سلطنت مین اوسکو شامل
کرون اور وہان کے اموال اور خزانے بھی لاؤن بغراخان نے اوسکو اجازت دی وہ
یہانسے ترمذ گیا اور ایک انبوہ فوج بلخ بھیجا کہ اوسکا احاطہ کرین اور عامل متعین کیا کہ بندوبست
پرگنون کا کرکے محصل حاصل کرے اور اسوقت امیر رضی نے فرصت پائی کہ جیحون پل کے
دریای اموئیہ سے اوتر کر آمل پہونچ گیا اور اوس سے پہلے اوسکے چند خواص و یاران در بدر حیران
و پریشان ہو چکے تھے ان لوگون نے اپنے پادشاہ کا آنا عید جانا اور ایسی خوشی ہوئی کہ
گویا دوبارہ زندہ ہوے اور یہ سب جمع ہوے اور کچھ سامان اور انبوہ ہوا اور امیر رضی نے
ابو علی بلعمی کو اپنا وزیر معتمد بنایا کہ اسقدر امارت کا بندوبست کرے تو یہ بیچارہ لاچار ہوا کہ نہ عامل

مین اور نہ مال ہی نہایت تنگ حال ہی اور لوگونکی کثرت ہوتی جاتی ہی اور پہلے عبد اللہ بن عزیز کو
وزارت سے موقوف کرکے خوارزم بھیجا گیا تھا اب بادشاہ نے حکم دیا کہ اوسکو فرمان جاری ہووے
کہ وہ بحضر حاضر ہو کر وزارت اور امور مہمات کا بند و بست کرے ابن عزیز نے یہ غنیمت جانا اور
بہت جلد آیا اور خوشنودی بادشاہ مین حیلہ ڈھونڈھنے لگا اور بادشاہ نے شروع فساد اور شورش
اتراک سے پی درپی فرمان عماد الدولہ ابو علی محمد ابن محمد ابن سیمجور پر جاری کرنے شروع کیے کہ وہ حفاظت
ولایت اور کار جنگ اور مدد رسانی مین معتمد ہی اور بادشاہ ابو علی کو یہ لکھتا تھا کہ اہل بغی و فساد پر جہاد
کرنا چاہیے کہ ملک انسے صاف ہووے اور مال بھی اوسکو دیا اور محاصل خراسان جو
اونسے دبائے تھے سب سے چشم پوشی کی تاکہ ابو علی کچھ خوشنود ہووے اور مدد اور کمک شاہی مین
مصروف ہووے اور ابو علی نے چند ماہ تک وعدے کیے کہ مین فراہمی و آمادگی کرکے کوچ
کرونگا اور اتنی مدت مین نیشاپور سے سرخس اور وہانسے مرو گیا اور یہ ابو علی بھی اسکا منتظر تھا
کہ بغراخان اس ملک مین آوے اور مین اوس سے تقسیم کرون کہ جیحون کا ادہر کا ملک تو میرا
اور اودھر کا ملک یعنی ماوراء النہر اونکا ہی اور ابو علی کے ہمراہی اوسکی اس تمنا کو بہت جلو دیتے
تھے اور کہتے تھے کہ اب اسکا وقت آپہنچا اور قریب ہی کہ دولت ہاتھ آوے کیونکہ ہر طرف سے
اور ہر وجہ سے سلطنت مین نقصان اور فتور ہی اور جو کوئی کہ اس سلطنت کی مدد پر تکلیف کریگا
اوسکو بجز خذلان اور رسوائی کے اور کچھ نہو گا کہ اب زمانہ اوسکے ادبار کا ہی اور اوسکی بنیادین سب
سست ہین جب سلطان نے اس شرط پر قرار کیا تو لکھا کہ اب پوشیدگی اصل ہوئی اور اب
یہ وقت ہی کہ جو اچھی بات ہی وہ قبول کرو اور اپنے بزرگون کا اقتدار کرو کہ وہ اس سلطنت کے
ساختہ ہین اور باعتبار مدد اور کمک کے اسکے بزرگ ہین اور سوای تمہارے ہمنے سب سے امید قطع
کی ہی اور قبل آنے بغراخان کے بخارا پر بادشاہ نے ابو علی کو بہت خط لکھے اور نہایت فریاد
اور زاری مدد اور کمک کے لیے کی منجملہ انشاء ابو علی دامغانی کے ان خطوط کی ایک فصل ہی
اور وہ یہ فصل ہی سلطنت اپنے ستونکی محتاج ہوتی ہی جب کہ کوئی اوسکی میخین ہلا دیوے
خدا سے ڈر یہ سلطنت تیرے پاس فریادی آئی ہی تجھ سے پناہ لیتی ہی اس خط کی تاثیر ابو علی پر
اتنی ہوئی کہ جتنی ہوای گرم سے بھاری پتھر کو ہوتی ہو گی کہ نہ اپنی جگہ سے ہلے اور نہ اوس سے

کچھ چھلے اور نہ وہ مٹے نہ وہ چرسے نہ وہ بجھے اب ابوعلی کو اور بھی ناز ہوا اور زیادت رتبے اور خطاب میں
اور بھی پاؤن پھیلاے کہ جسقدر اسکے باپ اور اور سپہ سالارونکو بھی وہ خطاب اور رتبہ نہوا تھا جبر امیر
بھی راضی نہوا تھا کہ عنوان نامہ پر لقب اور کنیت منسوب بخطاب والا ہووے یعنی عماد الدولہ ابوعلی والی
امیر المومنین اور سب غلام آزاد کردہ دولت سامانیہ کے ہین آب امیر رضی نے یہ بھی قبول کیا اور جو
خطاب کہ اوسکی درخوست تھی پورا کیا اور جو درخوست کہ ابوعلی نے بادشاہ سے کی تھی اوسکے نوکر کے
پاس تھی اور اوس نوکر کے پاس ایک قاصد ارسطا طالیس لقب فرولش تھا جبکہ بادشاہ آمل مقطع برمقیم تھا
تو اوس قاصد نے کہا کہ ای امیر بادشاہ آج اگر تجکو خطاب امیر دلوے تو ہو سکتا ہی لیکن کل بھی آنیوالی ہی
تو چاہیے کہ ایسا خطاب اختیار کیا جاوے کہ آب بزرگیا ہووے اور تمھارے ذکر مین مناسب ہووے
لیں وسوقت آنکھین رونے لگین اور دل بجھلنے لگے پر اوسکی وہ ہی سنگدلی رہی اور سوای عاے اور
تاخیر کے اور کچھ اوس نے نکیا لیکن اللہ تعالی نے امیر رضی کی ایسی مدد کی کہ مصیبت اوسکی دور
ہوئی اور اوسکی ولایت اور اوسکی جگہ پر پھیر پونہچا دیا اور امیر رضی کا کام بخیر و خوبی ہو گیا اور غدر والون کو
سوای اپنے فعل بد کے اور کچھ میسر نہوا اور اللہ تعالی اپنے بندون پر ظلم نہین کرتا ہی

بغراخان کا نکل جانا بخارا سے اور امیر رضی کا جانا بخارا مین

بغراخان کو بخارا مین ایک مرض لاحق ہوا کہ اوسکو وہان ٹھہرنا دشوار ہو گیا اوس نے وہانسے کوچ
کیا اور اوسکے باقیماندہ لشکر کو ساکنان بخارا نے اپنے دیار سے نکال دیا اور غزیہ نے کہ قوم ترک
ہی بغراخان کا تعاقب کیا اور بغراخان اپنے مرض کی شدت مین گرتا پڑتا بھاگا چلا جاتا تھا
آخرکار مر گیا امیر رضی کو جب یہ خبر پونہچی تو جو لوگ کہ اوسکے ساتھ تھے اونکو لیکر بخارا آن پونہچا اور
اوسکے آنے سے اور بخارا پر قرار پذیر ہونے سے لوگ ایسے خوش ہوے جیسے روزہ دار عید کے
چاند سے اور اہل قحط بارش سے خوش ہوتے ہین اور بخارا اور سمرقند اور سب اوسکا ملک فساد سے
خالی ہو گیا اب ابوعلی کو جو یہ خبر ہوی کہ سب فتنہ جاتا رہا اور جتنی آگ کہ اوس نے لگائی تھی
سب بجھ گئی اور یہ جانا تھا کہ یہ امر ایسا ہوگا کہ کسی طور نہ ٹلیگا اور یہ سنگ سخت ایسا ہی کہ کبھی نہ ہلیگا
اور سوای اسکے جو شرطین برابری کی کہ آپسمین ٹھہری تھین بغراخان نے اونکی رعایت نکی بلکہ
ابوعلی کو اس طور خط لکھا کہ جیسے بادشاہان بخارا اپنے سپہ سالارونکو لکھا کرتے ہین تو بازو اوسکے

ڈھیلے ہوگئے اور رونق اوسکی زائل ہوگئی او عقل وہمت اوسکی جاتی رہی کیونکہ یہ سب باتین اوسکی تدبیر کے
خلاف ہوئین اب اوسنے اپنے خیرخواہون سے مشورہ لیا ان سب نے مشورہ دیا کہ اب پادشاہ سے
تقرب کیا جاوے اور سنے سر سے تلطف چاہیے اور ایسا حیلہ کرنا چاہیے کہ جس سے پادشاہ
کی افروختگی مزاج اور بخار اداغ معصیت دور ہووے اب اوسنے بہت مال ور ہدیے جمع کیے کہ
پادشاہ کی رضامندی اور میلان طبع ہووے اور فائق کو یہ معلوم ہوا کہ پادشاہ اپنی دار السلطنت مین
قرار پذیر ہوا ہی اوسکے دل مین آیا کہ اب دار السلطنت پر زبردستی آبیٹھا اور موافق دستور کے احکام جاری
کرنے لگا اور امیر رضی جیسا ابوعلی سے ناخوش تھا ایسا ہی فائق سے بھی ناخوش تھا کہ ان دونون نے
اوسکی فرمانبرداری اور جان نثاری بازہوے اور جو اونپر فرض تھا اوسکو اونھون نے ترک کیا امیر رضی نے چند
سردار اپنے دربانون اور ڈیوڑھی کے لوگون مین سے فائق پر بھیجے کہ وہ نھون نے فائق کے ساتھ
ایسی جنگ کی کہ لاشون کا زمین پر فرش ہوگیا فائق وہانسے بھاگا اور خستہ حال اپنی جان بچاکر آمل شط کو
چلا کہ اوسکے بچے کھچے لوگ اوس سے آن ملے اونکو لیکر ابوعلی کے پاس روانہ ہوا کہ اوسکے زمرے
مین شامل ہووے اور اوسکی پناہ مین داخل ہووے اور اوسکے سایہ اطاعت مین رہے لیکن جو آرزو کہ ابوعلی
کی واسطے بربادی اور تباہی فائق کے تھے اب برآئی ابوعلی نے نہایت تعظیم اور تکریم اور بہت عزت اور
خندہ پیشانی اور خوشی خاطر سے اوسکا استقبال کیا فائق نے ظاہر کیا کہ اب پادشاہ کی ہمکو پروا
نہ کرنی چاہیے تو جو کچھ کہ ابوعلی نے پادشاہ کے لیے سامان کیا تھا وہ سب بارادہ مخالفت اور
اظہار تمرد و سرکشی کے لیا فائق اور ابوعلی دونون باہمین متفق ہوگئے اور خوب صفائی اور عہد باہمین
ہوگیا اور واسطے فراہمی اسباب وسامان کے نیشاپور کو چلے جب پادشاہ رضی دونون سے مایوس
ہوگیا تو یہ فکر کیا کہ اب ایسے شخص سے مدد لیجیے کہ ان دونون سے زیادہ زور آور ہو اور جنگ کی تدبیر سے
خوب واقف ہو تو اوسکے خیال مین آیا کہ ابومنصور سبکتگین بیشک ایسا ہی اور بہت نیک خو اور خدا پرست
ہی اور جنگ وجہاد جو کرتا ہی صرف رفع فساد کے لیے کرتا ہی ابونصر احمد ابن محمد فارسی کو کیل سبکتگین
جو امیر رضی کے پاس متعین تھا اوسکے ہاتھ خط دیکر روانہ کیا اور لکھا کہ مین اپنے غلام ابی علی اور فائق
کے ہاتھ سے تنگ ہون کہ نہ اونکو حق نعمت ہی اور نہ پاس نمک ہی اب انھون نے ارادہ مقابلہ
سلطنت کا کیا ہی اور کوئی صورت نجات کی انکے ہاتھ سے سوای تمھاری اعانت اور مدد کے

نهین ہی یہ سب بہت نرمی سے مدد کی درخواست کی اور رفقا اور ہمراہیان سبکتگین کو مال کی طمع دی سبکتگین نے اس خط اور قاصد کو نہایت خوشی اور اشتیاق سے قبول کیا اور بہت جلد یلغار کیا اور النہر سے اوترکر امیر رضی سے ملے اور جو اوسکا مقصود ہو وہ سنے اور امیر رضی نے ناحیہ کش پر اوسکے استقبال کے لیے خیمہ لگایا اور امیر سبکتگین وہان پہونچا اور دونون ملے اور جیساکہ کچھ اوسکی اور اوسکے لشکر کی آراستگی اور درستی سنی تھی ویساہی دیکھا اور امیر سبکتگین نے عذر کیا کہ مین بسبب بڑھاپے کے اپنے مقام فرودگاہ سے موافق رسم وقاعدہ سلاطین کے آداب خدمت بجالانے کے لیے حاضر نہین ہوسکتا امیر رضی نے جو اوسکی رعایت منظور تھی کہا کہ یہ تکلیف آپکو معاف ہی مگر جبکہ صف آرائی ہوئی اور لشکر درست ہوے اور سبکتگین کی نظر پادشاہ امیر رضی پر پڑے اور اوسکا جاہ وجلال اور رعب اور شان سرداری اور شوکت شاہی اوسکے چہرے سے نمایان دیکھے تو نیچے اوترا اور آداب خدمت باقاعدہ کہ جسکی معافی ہوگئی تھی خود بخود بجالایا اور پادشاہ رضی نے بھی نہایت عزت سے اوس سے ملاقات کی کہ ایسی مجلس اور ملاقات تعظیم وتکریم کی سنی نہین گئی اور امیر رضی نے حکم کیا کہ سامان ضیافت کیا جاوے امیر نے کہا کہ جو کچھ انکے ہمراہیون کے لیے لائق ہووے وہ سب دیا جاوے اور بعد اوسکے پادشاہ نے کہا کہ اب ابوعلی اور فائق کے مقابلہ مین مصروف ہونا چاہیے کہ فساد دفع ہووے امیر سبکتگین نے بحسن اطاعت اور حسب قدر استطاعت اوسکو قبول کیا اور اجازت مانگی کہ مین اپنے وطن جاؤن اور وہانسے سب سامان درست کرکے بکوشش کامل اور سامان تازہ کے اس امر پر متوجہ ہونگا امیر رضی نے اوسکو رخصت کیا اور خلعت فاخرہ اور اموال کثیرہ جو کچھ کہ شایان قدر شاہی تھا اوسکو عنایت کیا اور دونون اپنے اپنے مکان کو روانہ ہوے اور امیر سبکتگین بہان آکر سامان اور فوجکی تیاری مین اور تیر اور تلوار کی درستی مین مصروف ہوا اب ابوعلی کو اس تدبیر شاہی کی خبر ہوئی اور سب اوسکے اسباب اور طریقے تدبیر کے گم ہوگئے اپنے ہمراہیون سے مشورہ شروع کیا کہ اس تدبیر پادشاہی کی کیا تدبیر کیجاوے تو یہ صلاح ٹھہری کہ فخرالدولہ کو اپنی طرف رجوع کیجیے اور اوس سے عہد وپیمان مضبوط کیجیے کہ روز بختی اور مصیبت مین کام آوے اور ابوجعفر ابن ذوالقرنین کو فخرالدولہ کے پاس بہت ہدیہ دیکر بھیجا اور اسی قدر ہدایا اور مال اوسکے وزیر صاحب اسمٰعیل ابن عباد کے لیے الگ بھیجے کہ وہ انکی مدد پر ساعی رہے اور مجھسے ابوجعفر نے کہا کہ مین

صاحب ابن عباد کے پاس گیا اور تحفہ دیکر اپنے آقا ابو علی کیطرف سے یہ کہا کہ یہ تحفہ حقیر اور کم قیمت
آپ کے لیے لانا ایسا ہی کہ بحرین خرما لیجاوین یعنی آپکے یہان ایسے ایسے تحفے بہت اور بیقدر
ہین تب صاحب مذکور نے کہا کہ مدینہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہجرین خرما صرف تبرک کے
لیے لیجاتے ہین تیرے تحفے کے لیے یعنی تحفہ جو تم لائے ہو بطور تبرک ہی او سکی تعظیم اور تکریم واجب ہی
سو صاحب مذکور نے اس کام مین بہت کوشش کی اور دوستی اور الفت طرفین سے خوب مستحکم و
منضبط ہو گئی اور خطوط اتحاد و دوستی کے جاری ہونے لگے اور امیر رضی جب آمل سے نسا مین چلا گیا
تھا او سوقت مامون ابن محمد حاکم جرجان اور ابو عبد اللہ خوارزم شاہ نے بہت کام تقرب اور خدمت کے
کیے تھے مال اور آدمیون سے حاضر خدمت رہے تھے یہ احسان او نکا پادشاہ کو یاد رہا اور چاہا
کہ او نکے حسن خدمت اور حسن طاعت کا بدلا دیوے تو قصبہ نسا مامون ابن محمد کو اور قصبہ ابی ورد
خوارزم شاہ کو جاگیر دیا اور او نکا عمل او نکو سپرد کر دیا ان دونون نے اپنے اپنے پرگنہ جاگیر کی
درستی اور تدبیر کر لی لیکن چونکہ ابو علی اور مامون مین دوستی قدیم تھی اس لیے ابو علی نے او سکو تو قصبہ
نسا پر قبضہ دیا اور خوارزم شاہ کو ابی ورد پر قبضہ نہ دیا کہ اس سے دوستی نتھی اور کہا کہ قصبہ ابی ورد
میرے بھائی ابی ابراہیم کی جاگیر ہی جبتک کہ اسکا بدلا او سکو نہ ملیگا تب تک کوئی اور اسپر قبضہ
نہ کر سکیگا اور ابو علی نے خوارزم شاہ کے ہمراہیون کو اوس سے نکال دیا اور حکم دیا کہ او سمین
گھسنے نہ پاوین خوارزم شاہ نے اس امر کو اپنے دلمین رکھا اور منتظر فرصت اور وقت کا ہوا کہ
پھر بدلہ لیا جاویگا اسکی شرح ہم آگے بیان کرتے ہین اب موافق وعدے کے امیر سبکتگین خوب
سامان اور مدد لیکر غزنہ سے چلا اور ہندوستان سے جو ہاتھی ہاتھ آئے تھے او نکو آگے
روانہ کیا اور جوزجان بر امیر رضی آپونچا اور او سکے والی امیر ابی الحارث فرغونی کے پاس ہا
کہ اتنے مین امیر سبکتگین بھی وہان جاپونچا اور اوسکے ساتھ شار پادشاہ ملک غور اور اوسکے
صوبہ وغیرہ سرداران بلاد بھی اپنی اپنی فوج لیکر آن جمع ہوے اسقدر انبوہ اکٹھا ہو گیا کہ
رستے پر ہوگئے اور چراگاہ اور پانی کے گھاٹ سوکھ گئے اور ابو علی اور فائق بھی نیشاپور سے
ہرات کو چلے کہ اس جانب ابو علی کا سپہ سالار او رغلام ایلمنکو نام موجود تھا ابو علی نے ہرات پر خیمے
لگائے کہ دشمنون کو دفع کرے اور یہان سے تیر اندازی کرے اور جو خلقت کہ مرورود

اور بادعیش مین تھی سب ابو علی کی حفاظت اور احتیاط کے لیے ان موجود ہوئی اور امیر رضی اور سبکتگین بھی چلکر بلخ پر پونہچے اب ابو علی نے سبکتگین کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ مین اور میرے باپ مین دوستی قدیم اور اختلاط دائمی تھا اب آپ میرے اور پادشاہ رضی کے درمیان وسیلہ ہوکر خوبانکہ ہماری طرف سے اونکے دلمین ہی دور کرا دیجیے اور اونکی آتش غضب کو بجھا دیجیے کہ پادشاہ اپنا وقار پھیر قایم کرے اور بدستور پھر حکومت کرے امیر سبکتگین نے ابو علی کی یہ درخواست قبول کی اور اوسکی درخواست کے موافق صلح کے لیے کوشش کی اور موافق اپنی عادت کے کہ فتنہ وفساد سے بہت ناراض تھا لڑائی موتوف کردی اور امیر رضی سے یہ پیغام صلح مشافہۃً اور تحریرًا چند بار کہا کہ اللہ تعالی جیسا عفو اور مغفرت اور احسان اور بخشش کرتا ہی تمکو بھی ایسا ہی لازم ہی کہ معافی اور درگذر اور صلح بہت خوب ہی اور دنیا وعقبی مین نہایت پسند امیر رضی نے باوجودیکہ اوسکا شعلہ غضب برسر افروختگی تھا اور اوسکو نہایت نفرت تھی یہ صلح اور معافی اس شرط پر قبول کی کہ اپنے عصیان کی سزا مین ایک کروڑ پچاس لاکھ درہم تین قسط کرکے دلوے کہ یہ رسم صلح کی ہی امیر سبکتگین نے یہ صلحنامہ لکھا کہ میرے ہاتھ پر میری کوشش اور تدبیر سے یہ صلح اس طور پر مقرر ہوئی اور ہمراہیان ابو علی نے اس تاوان کو اپنے اوپر تقسیم کرلیا جن پر اوسکی مدد واجب تھی اور اونکو غنیمت ہوا کہ ابو علی سلامت رہا مگر ابو علی کے چند جوانون اور نوعمرون کو یہ صلح کہ جسمین مصلحت ساری خلقت کی تھی ناپسند آئی اور چند کردی اور ترک اور چند مفلس تہیدست لشکرگاہ امیر سبکتگین پر چڑھ گئے اور اوسکے غلام کو کہ فیلخانے کا داروغہ تھا پکڑکر مار ڈالا اور جسکو غافل پایا مار دیا اور سوا اسکے یہ ہوا کہ ابو الفضل رازی ابو علی کا پیادہ جو گھاٹ پر متعین تھا دامن کوہ مین امیر سبکتگین کے کیل سے ملا اور کہا کہ تمھاری سعی بیفائدہ ہی اور تمھارا امیر ایسے امر مین سعی کرتا ہی جو شدنی نہین ہی اور جبتک کہ ہماری آنکھین اپنی سپاہی کی نگہبان ہین اور ہمارے کندھے پر تلے تلوارون کے لیے ہوے ہین ہم اس صلح کے خواہان اور مددگار نہین شعر

قسم کعبے کی مجکو جب تلک تلوار قائم ہی	نہوگا کام یہ ثابت نہوگی صلح یہ قائم

اس سب واقعے کی خبر امیر سبکتگین کو پونہچی نہایت غضبناک ہوا ابو علی کی قوم کی بدفعالی سے تعجب کیا اور جنگ پر آمادہ ہوا اللہ تعالی سے اپنی صدق کوشش مین خیر اور برکت مانگی

اور ابو علی کو لکھا کہ اپنے تیر اور تلوار درست کر رکھیے مین اب آتا ہون کہ سوای تلوار اور کارزار کے اور کچھ کام نہ آویگا اور کوچ کیا اور فرونہ کے میدان مین جا پہونچا بدھ کے دن پندرھوین رمضان ۳۸۴ ہجری کو اپنا لشکر درست کیا اور داہنے اور بائین صف آرائی کی اور ہاتھیونکی صفین باندھین کہ گویا پہاڑ یا کہ ہیں معلوم ہوتے تھے اور امیر رضی محمود سبکتگین کے پاس لشکر کے بیچ مین کھڑے ہوے کہ اونکے

مطابق ۹۹۴ء

گروہ مردان کارزار اور پہلوانان دلاور موجود تھے	ایسے تھے خوفناک کہ ڈرتی تھی موت بھی
ہمت بلند اور بہادر ہین جنگ مین	اب یہ لشکر آگے چلا گویا زمین چلی آتی ہے یا پہاڑ

اوٹھے آتے ہین سارے ملکر ہوے آسمان پھٹا جاتا ہے گویا قیامت ہوگئی اور گھوڑون کی ٹاپون سے یہ گرد اوٹھی گویا آفتاب کو گہن ہوگیا اندھیری رات اولٹی آگئی اور ابو علی نے بھی اسطرح لشکر کی ترتیب دی فائق لشکر کے داہنے طرف اور ابوالقاسم ابن سیمجور اور ایلمنکو بائین طرف اور آپ قلب لشکر مین کھڑا ہوا یہ لشکر تلوارون کی چمک سے اور سرخ و سفید ہتھیار و نکی دمک سے لشکر طاؤس معلوم ہوتا تھا اور آفتاب جو روشن ہوا تو آنکھونکو چکا چوندی لگنے لگی اور ایک جہان روشن ہوگیا جب دونون لشکر قریب ہوے تو فائق نے اپنی جمعیت کے ساتھ سلطان کے بائین طرف لشکر پر حملہ کیا کہ اونکو منتشر کردیا اور اونکے قدم اوکھڑ گئے اور پھر ابوالقاسم نے اپنی جمعیت کے ساتھ اپنے مقابلے کے لشکر پر حملہ کیا اور خوب لڑا کہ متفرق کردیا پھر دارا ابن قابوس شمس المعالی ابن وشمگیر نے قلب گاہ لشکر ابو علی مین سے حملہ کیا اور انکو یہ گمان ہوا کہ یہ شاید اپنے حقوق انعام سابق اور پیمان و عہد کے لیے کوشش کرتا ہے تا شرف خدمت حاصل کرے یہانتک کہ دونون صفون کے درمیان آیا تو اپنی لشت ڈھال سے چھپائی اور امیر رضی سے امان لیکر اوسکے ساتھ ہوگیا ہمراہیان ابو علی نے جو دیکھا کہ اوسنے نقض عہد کیا اور ابو علی سے قطع کیا تو اوس سے اولٹے پھرے کہ اور لوگ بھی ایسا نہ کرین اب محمود نے ایسا لشکر لیا کہ زمین پر بھی بھاری ہووے اور ابو علی کے قلب لشکر پر حملہ کیا اور ایک غبار اوٹھا کہ آسمان چھپ گیا اور ابو علی والو مین کوئی نہ ٹھہر سکا کہ لڑے یا دفعہ کرے بلکہ سب ایسے بکھر گئے کہ جیسے لڑی ٹوٹ کر دانے بکھر جاتے ہین اور ایسی ہزیمت ہوئی کہ سب ہتھیار نیزے تیر تلوار اولٹے اور اوندھے ہوگئے اور ٹیلے اور جنگل اور گھاٹیان سب اونسے بھر گئے پھر امیر محمود نے ایک حملہ اور کیا کہ کھوپریون کو چیرتا تھا اور جانون کو زہر ہلاہل دیتا تھا یہانتک کہ کوئی بھی

یہ بچا سوای اوسکے کہ بھاگ نکلا بلکہ سب ہتھیار جوشن زرہ کھول دیے اور امیر کے لشکر کو وہ مال ہاتھ لگا اگر
اسقدر فارسیہ دیتے تو مقدار سلاح ادا ہو کر بہت بچ رہتا اور اونکی آبرو اور جانین بچ جاتین اور یہ جنگ بھی ختم ہو تی
اب ابوعلی بھاگا اور نیشاپور پونہچا اور لشکر ہزیمت خوردہ بھی اوس سے جا ملا اور وہان جاکر اپنا سامان اور
شکستہ حالی درست کی کہ آگے کا سفر کرے کہ کوئی اہل فوج یہان آجاوے اور پھر لڑائی شروع ہووے
اب امیر رضی اور امیر سبکتگین اور امیر محمود نے ہرات پر خیمے ڈالے کہ کچھ آرام لیا اور ہرات کا مال فراہم کیا اور
امیر رضی نے امیر سبکتگین کو تو ناصر الدین والملۃ اور اوسکے وارث محمود کو سیف الدولہ لقب دیا اور سپہ سالار
بجای ابوعلی کے کیا اب سیف الدولہ ایک لشکر لیکر نیشاپور چلا اور لوگون کے دل اوسکی ہیبت سے اور دشمنون
کے دل اندوہ سے بھر گئے اور اس حال مین ابوالفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

که سارے کام فارغ نظم سے ہین	که سیف الدولہ نے ایسا کیا نظم

اب اوسکا ذکر بلقب سیف الدولہ ہوگا جبتک کہ اوسکا استحقاق ثابت ہو کر اوسکو سلطنت سے ملے اور
لقب یمین مشہور ہووے اس واقعے مین ابوعامر تجدی نے یہ شعر کہا ہی شعر

که سیف الدولہ نے روشن کیا ملک	حوادث کو کہو چھپ جائین ناکام

اب یہ سب نیشاپور چلے اور ابوعلی وہان سے بھاگا کہ جرجان پونہچا اور وہان ٹھہر کر بہ بنائے وعدہ
مددگاری کہ فخر الدولہ نے کیا تھا اوسکو اپنا حال لکھا کہ مین بیقرار ہو کر تمھاری ولایت مین آیا
ہون اور سوای تمھاری مملکت کے اور سب سے انقطاع کیا ہی اور ابونصر حاجب کو بھیجا کہ سارا حال بیان
کر کے درخواست کرے کہ بذات خود مدد کرے اور مال سے بھی مدد دیوے فخر الدولہ نے اپنے وزیر
صاحب کو حکم دیا کہ جو ہمنے وعدہ کیا تھا اور جسقدر مال کہ ہمنے اوسکے لیے جمع کیا تھا وہ سب ابوعلی کے
وکیل کو دیتا رہے اور دو لاکھ درہم آمدنی خراسان سے اوسکے لشکر کے لیے بھیجے اور ابوعلی اور
فائق آخر موسم سرما تک اوس سرزمین مین رہے اور جسوقت امیر سبکتگین اور سیف الدولہ نیشاپور
گئے تو امیر رضی کو یہ ڈر ہوا کہ یہ دونو ابن عزیز کے درپے ایذا رسانی کے ہین تو امیر رضی اوسکو
طوس لیگیا کیونکہ ابن عزیز نے امیر رضی کے ذہن نشین کیا تھا کہ مینے جو آپکو نصیحت کی ہمہ انہی دونو
سے مناقشہ کیجیے اس لیے یہ مجھپر ایذا رسانی کا وقت دیکھتے ہین سیف الدولہ محمود اس امر سے
برات کے لیے اور اپنی اطاعت جتلانے کے لیے روانہ ہوا اور عبداللہ کو جو اسکی تہمت اور

چغلخوری سے اپنی جانکا ڈر ہوا تو رات کے وقت بھاگ گیا اور امیر رضی نہایت اقبال اور مہربانی
سے سیف الدولہ کے خیمے مین آکر اوس سے ملا اور نہایت خوشی اور خوبی کے ساتھ اوسکو واپس رخصت کیا
اور خود دور کو چلا کہ ابن عزیز کو ساتھ لیوے اور وہانسے بخارا آنکر اپنے تخت پر جلوس کیا اور امیر سبکتگین اور
محمود سیف الدولہ نے نیشاپور مین عدل گستری اور امان بخشی کی اور وہ رسوم خوفناک کہ پہلے سے جاری
تھین سبکو ڈھونڈھ ڈھونڈھکر موقوف کیا اور مصلحت عام کے در پے ہوے لوگونکے دل خوش ہوے
اور سب کام درست ہو گئے اور رستون مین امن ہو گیا اور قافلہ اور رفقا آنے جانے لگے اب امیر سبکتگین
ہرات گیا کہ وہانکے رسوم دیکھے اور سیف الدولہ بعہدہ سپہ سالاری اور سرداری کے نیشاپور مین رہا اور ابو علی
منتظر تھا کہ یہ سال آوے تو اپنا حال اور اپنا لشکر درست کرے سو ابو نصر دربان نے اوسکو لکھا
کہ مین نے سب حال اور پیغام فخر الدولہ کو خوب کہ سنایا مگر جواب فخر الدولہ یہ ہے کہ مثل بادشاہون کی
مثل بڑے دریاؤنکے ہے کہ اوسکے پانی موج مارتے ہین اونکی نہرین خوب جاری ہین لوگ اونکی کثرت پانی کی اور
اونکی موجونکی دیکھتے ہین پر اونکو خبر نہین غافل ہین کہ کتنی نہرین ہمسے جدا ہوتی ہین اور کس قدر نالے
ہمسے نکلتے ہین اور اگر ہمکو آمدنی خراسان پر قدرت ہوتی تو اوسکو بیشک ہم اپنی ولایت مین
ملا لیتے کہ ناف زمین اور خلاصۂ اقالیم ہے مگر ہمنے جو کچھ کہ بھیجا ہوا پروا نکی اور عذر ظاہری نہین
ہو سکتا ہے ابو علی اس جواب سے پریشان ہوا اور فائق اور اپنے سب سرداران فوج سے صلاح لی
کہ اب کیا تدبیر ہے اب ان سبکی رائے مین اختلاف ہوا کسی کی یہ رائے ہوی کہ جرجان مین ٹھیرین
اور بنام امیر رضی کے خطبہ پڑھین اور فخر الدولہ کے آدمی جرجان سے نکال دین اور امیر رضی کو ایک عرضی مضمون
اطاعت اور ذمہ داری خراج رسانی کے لکھی جاوے کیونکہ اس ولایت کی طلب مین بڑے بڑے بادشاہ
عاجز ہو گئے ہین باوجودیکہ جان و مال بہت خرچ کیا اور اب جرجان امیر رضی کو مفت اور بے کھٹکے ہاتھ
لگ جائیگا اور نقد مال کو بیچنا بعوض مال گم شدہ کے محال ہے اور نقد کو بعوض قرضہ کے چھوڑنا بیعقلی ہے
اور فائق نے یہ مشورہ دیا کہ سیف الدولہ محمود کی جمعیت اوس سے جدا ہے اور اوسکا باپ بھی یہان
نہین ہے اور آب و ہوا جرجان کی اوسکے لشکر کو بہت مضر ہے اور اوسکی گرمی سے بھی اونکو
تکلیف ہے تو یہ فرصت کا وقت ہے سیف الدولہ سے لڑنا چاہیے سب لوگ اسپر متفق ہو گئے اسلیے کہ سبکو شتاب جانے
دلمین کا ہے اور ابو علی کو بھی سبنے تنگ کیا کہ اونکی مدد کرے اتنے مین خبر آئی کہ صاحب ابن

عباد وزیر فخرالدولہ مرگیا اور چونکہ یہ وزیر ابوعلی کا مددگار تھا اور ہر وقت فخرالدولہ کو اوسکی مدد اور حمایت پر آمادہ کرتا تھا تو اب ابوعلی کو اپنا یہان ٹھہرنا دشوار ہوا اور بہت جلدی کی کہ یہان سے چلے اور انتقام لیوے اور شاعرون نے صاحب ابن عباد کے مرثیے بہت کہے ہین اور ابوسعید سمی صفہانی کا یہ شعر اول ہی شعر

بزرگی کی تمنا بعد صاحب	کسیکو ہوگی یہ ممکن نہین ہی		

اور غرہ ربیع الاول ۳۸۴ ہجری کو ابوعلی جرجان سے سمت جوین کو چلا اور فائق سمت سفراین کو پہلے اوس سے چلا کہ جب نیشاپور سے قریب ہوے تو راستہ کترا کے فائق ابوعلی سے آن ملا وہ دونون آمادہ جنگ ہوکر سیف الدولہ پر چلے سیف الدولہ کو جو خبر ہوئی تو اوس نے امیر سبکتگین کو لکھا اور کچھ فوج لیکر شہر کے باہر آیا اور بانتظار مدد خیمہ لگایا لیکن فائق اور ابوعلی نے کچھ انتظار کرنے دیا کہ لڑائی شروع کردی سیف الدولہ نے بھی ایسی لڑائی کی کہ خوب آتش جنگ بھڑکی اور بذات خود مصروف رہا اور طلوع شمس سے نزد شب جنگ رہی یہان تک سرخ ہوگئی اور ہاتھیون کے پیرون تلے بہت لوگ روندے گئے کہ وہ جنگ کے گویا ارکان تھے پہلے تو ابوعلی کے لشکر نے ارادہ بھاگنے کا کیا پھر اور پکارے کہ اب وقت خلاصی نہین ہی پھر ایک سخت حملہ ہوا اور سیف الدولہ اپنا لشکر لیکر فرودگاہ پدر پر اندھیری رات کو چلا آیا کہ پھر بروز مراجعت لڑائی ہوگی اور انتقام لیا جاویگا اور اونکو اونکی تقدیر پر چھوڑا یہان سیف الدولہ محمود کو شکست ہوئی اگرچہ بزور حرفون کو دبا گیا اور بہت اسباب اور سامان کہ جنکا لیجانا دشوار ہوا اور بڑے بڑے ہاتھی سیف الدولہ محمود سے یہان رہ گئے اور مردان ہندوستان اور بہت لشکری لوگ اوسکی صحبت اور خدمت سے جدا ہوگئے اب ابوعلی کو اس حال سے اپنے استقلال اور حال قدیم کی طمع ہوئی لیکن اللہ تعالی نے یہ واقعہ اوسکے استیصال اور تباہی کا سبب کیا جب ابوعلی نیشاپور پہونچا تو مشورہ یہ ہوا کہ سیف الدولہ اور امیر سبکتگین کا تعاقب کرے اور اونکو سامان کے درست کرنیکی فرصت ندے اور قوت اور مدد حاصل کرنیکی مہلت ندے اب ابوعلی یہان تباہ حال اور حیران اور پریشان بیٹھا نہ کچھ تاب و توانائی اور نہ کچھ عقل و دانائی اور تہیدست مفلس خوف سے کہ اوسکا لشکر اوسکو چھوڑدیگا یہ بہانہ شروع کیا کہ اونکو قتال اور جنگ کا پیغام دیتا رہے اور بخارا خط لکھنے شروع کیے کہ میرا قصور معاف ہووے اور توبہ اور عذر قبول ہووے اور ایک خط امیر سبکتگین کو لکھا جیسا کوئی سست نہایت غمگین اوسکا ہاتھ اور زبان پر کچھ قابو نہین ہی بے مرضی اور استمزاج کے فائق اور اوسکے لشکر نے امیر سیف الدولہ سے لڑائی کی کہ جسمین سیف الدولہ

مطابق ۹۹۵ء

سخت ہزیمت ہوئی اور اگر مین اپنی مراد کے لیے کچھ بھی راہ پاتا اپنی پسند اور خواہش کے موافق آرام گاہ ملتا تو ہرگز نہ چلنے جی خراسان کو نہ آتا اور یہ خط اس لیے لکھا کہ سبکتگین کی کدورت اور ناخوشی خاطر کا دفعیہ ہووے اور یہ بھی درخواست کی کہ مجھ سے درگذر کرین اور امیر رضی سے بھی قصور معاف کرا دین اور اس تحریر سے اوسکی حقیقت کھل گئی کہ اب اوسمین کچھ قوت نہین رہی خوب شکار ہو سکتا ہی اور امیر سبکتگین نے اپنے دیار اور اطراف مملکت مین فرمان جاری کیے اور سب لشکر اور سردارونکو طلب کیا اور ابو نصر بن ابی زید کو والی سجستان خلف ابن احمد کے بلانے کو بھیجا اور ابی الحارث فریغونی والی جوزجان کو بھی بلایا اور بادشاہ امیر رضی کو بھی اپنی آمادگی کی خبر دی سو وہان سے سپہ سالاران نواح خراسان پر فرمان جاری ہوے کہ امیر سبکتگین کے پاس حاضر ہون اور سب طرف سے مدد آنے لگی اب اسقدر فوج امیر سبکتگین کے پاس اکٹھی ہو گئی کہ اگر ہوا مین اڑین تو سب پرند او ترآوین اونکے لیے وہان جگہ نرہے اور اگر دریا مین اترین تو اوسکی تہ نکل آوے اب امیر سبکتگین اپنا بدلا لینے چلا گویا ایک اندھیری رات چلی آتی ہی یا ایک وہی کہ سب راستے گھر گئے ہین اور فائق نے طوس مین جا کر امیر سبکتگین کے پاس منافقانہ خط بھیجنے شروع کیے کہ مین صلح کر کے حاضر ہونا چاہتا ہون اور ایسے ہی جواب نفاق آمیز امیر نے بھی شروع کیے اور تار وذکا امیر ک طوسی بھی مثل ابو علی کے متردد تھا کہ اب اطاعت کرے یا مخالفت کرے اب ابو علی نے ابو القاسم فقیہ کو فائق اور ایرک کے پاس بھیجا کہ اونکو ہم سے مائل کرے اور اور طرف بھکنے سے روکے سو یہ اونکے پاس گیا اور اون دونون سے عہد و پیمان ابو علی کی اطاعت پر لیے اور ابو القاسم نے ابو علی کو بلایا کہ یہان جلد آوے تا اون دونونکو اپنے ساتھ شامل کرے ابو علی چلا اور اون دونون سے طایران پر ملا اور صاف دل ہوکر اتفاق کیا اور اندرخ کو خیمہ گاہ پسند کیا اور خیمہ ڈالا باوجودیکہ ابو القاسم برادر ابو علی ہر طرح اپنے بھائی کی خدمت مین حاضر تھا اور محبت اور وفاداری مین مستعد لیکن ابو علی نے ہرات اور اوسکے پرگنے کو ابو القاسم سے لیکر اپنے غلام الملتگو کو دیدیے اس لیے ابو القاسم اوسکا بھائی اپنے کاروبار ضروری کا بہانہ کر کے بیٹھ رہا باوجودیکہ ابو علی کو نیشاپور سے چلتے وقت اوسکی مددگاری کی بہت حاجت تھی اور چلتے وقت انتظار کیا جب وقت چلنے کا ختم ہوا تو اوسکے آنے سے مایوس ہو گیا اور اوس سے اور بھی اوسکی رسوائی اور تباہی زیادہ ہوئی امیر سبکتگین نے بمقابلۂ ابو علی منسوبین تاریخ جمادی الثانی روز شنبہ ۳۸۴ ہجری کو

مطابق ۹۹۴ء

اپنا لشکر بھیجا سوارون اور پیادون نے لڑنا شروع کیا یہانتک کہ سارا دن گذر گیا ابو علی نے اپنے سرداروں سے درباب پیدرپی کرنے لڑائی کے مشورہ کیا تو امیر کے طوسی اور اور اہل عقل نے یہ صلاح دی کہ درہ کوہ پر پناہ لیں کہ بمقابلہ امیر سبکتگین کے ہمکو مدد دیگی کیونکہ وہ بلند اور رکاؤ کی جگہ ہی اور وہان پانی اور گھانس اور چارہ بہت ہی اور مردان طوس کو امیر پر برانگیختہ کرتے جاوین کہ لڑائی بہت دراز ہووے اور شبخون اور غارت اور فساد جاری کرین یہانتک کہ امیر کو بردلی و ملالت ہو جاوے اور اوسکی فوج اوس سے جدا ہو جاوے اوسوقت خوب دانائی اور قوت اور استحکام کے ساتھ اوس سے لڑینگے اوسکے نوجوان لوگون نے سنکر یہ غوغا کیا کہ ہمکو کیا ضرور ہی کہ اورون سے مدد مانگین اور دفع الوقتی کرین اور لوگ کیا یہ کہا نین گے کہ ہم جنگ سے باز رہے صرف ایام گزاری کرتے ہین اور لڑائی سے تھک گئے ہم بیشک اونکو پیالہ موت کا پلا دینگے سو وہ تدبیر جاتی رہی اور تابع یعنی فوج گویا حاکم ہوگئی اور حاکم مامور اور تابع اب صبح کیوقت دونون لشکر مقابل ہوے اور آمادہ بجنگ ہی اپنی صف آرائی کی الہ اونمین ہزارون آدمی نیزہ شمشیر سے آراستہ تھے اور امیر نے اپنا لشکر اپنے ہاتھیونکے ساتھ آراستہ کیا اب دونون فوجین قریب ہوئین اور ابو علی کی داہنی فوج کو کسی کا ڈر نہتا مگر اوس غبار کا ڈر ہوا کہ امنکے داہنے طرف کے کانون سے اوٹھا تو معلوم ہوا کہ وہ امیر سیف الدولہ ہی اور اوسکا لشکر گویا دریا ہی یا اندھیری رات ہی اونکے قدم لڑکھڑا گئے اور عقل گم ہوگئی اور یہ گمان ہوا کہ قلب لشکر ابو علی نے امیر کے تاب لشکر پر حملہ کیا تو اونھون نے گویا اوسکی مدد کی کہ اسمین سیف الدولہ کے حملے سے بچ گئے اور امیر کے صف بندیکو متفرق کیا اور اونکو جگہ سے ہٹا دیا امیر سبکتگین اپنے خواص غلامونکے ساتھ کھڑے رہ گئے اور اونکے حملے کو دفع کیا کہ وہ اولٹے ہٹے اور پیچھے سے سیف الدولہ آگیا سو گھرے رہ گئے اور دونون طرف سے تلوار پڑنے لگی اب ایک غبار اوٹھا کہ سب مشتبہ ہوگئے اور سوای آواز تلوار کے اور کچھ نہ مین سنائی دیتا تھا اور ہاتھی سوارون کو اپنی سونڈونمین لپیٹکر گھوڑون سے اوٹھا لیتے تھے اور قاتل کو مقتول سے ملا دیتے تھے اور سیف الدولہ نے اوسے لڑنے اور بدلہ لینے اور شمشیر زنی مین ایسی کوشش کی کہ اگر رستم اپنے زمانے مین سنتا تو بیشک اوسکی سائیسی کرتا اور اوس سے طریقہ شمشیر زنی اور نیزہ بازی کا سیکھتا اور محصورین مین اگر کچھ جان باقی بھی تو گرد و غبار سے اور رہی سہی بھی جاتی رہی جب غبار ہٹا تو مقتول غبار آلودہ اور مجروح میدان مین بکھرے ہوے اور باقی قید جنگ گاہ مین دیکھے اور انکے پیچھے سیف الدولہ نے گھوڑا دوڑایا اور

جو لوگ کہ درہ کوہ مین بچ سکے اور راستے گم ہو گئے اونکو پکڑ لیا یہ لوگ ابو علی ابن بغرا اور بکتگین فرغانی اور ارسلان بیگ اور ابو علی ابن نوشتگین اور ماسار ابن سجان اور جیلی اور لشکرستان ابن ابی جعفر دیلمی تھے کہ یہ سب سردار اور مددگار اور آبروے ابو علی کی فوج کے تھے اور ابو علی ان گھاٹیون اور پہاڑون مین گھس گیا یہانتک کہ قلعہ کلات پر پہونچ گیا کہ دم بدم جاتے ہوے ہوا کے گھوڑے بھی سہم گھس جاتے ہین اور گھاٹیون اور چوٹیون پر نظر چڑھتے ہوے پھسلتی ہی اور پھر امیر کی طوسی بھی آیا اب معلوم ہوا کہ اسقدر سب آگے پیچھے آتے اور اتنے جمع ہوے اور اسقدر متفرق ہین اور جو ہاتھی کہ نیشاپور مین ابو علی کے ہاتھ آئے تھے اونکو بھی عیال و اتباع کے ساتھ بھیجدیا تھا ابو علی ابن بغرا وغیرہ سب قیدیون نے ابو علی کو لکھا کہ ہمکو امیر سبکتگین نے بلایا اور آرزومند کیا اور انعام اور بخشش کی اور فرمایا کہ اگر ہاتھی واپس آجاوینگے تو تمھاری رہائی ہو جاویگی اور درخواست کی کہ ہاتھی بھیجدے تاکہ ہم چھوٹین امیر ابو علی نے ایک کو حکم دیا کہ ہاتھی واپس کردین اور ابو علی اور فائق دونون جنگل مین گئے کہ اس تنگ جگہ سے نکلین اور امیر کی نے ہاتھی امیر کے پاس بھیجدیے اور لکھا کہ یہ کام خاص مینے کیا ہی تاکہ پچھا اوسکا رتبہ ہووے اور ابو علی کا کچھ خیال نہووے اور ابو علی اور فائق دونون ابی ورد ہوکر قصبہ نسا کو چلے اور فائق کو جو ایک کام پیش ہوا تو ابو علی کو چھوڑکر اور اپنے غلام لیکر سرخس چلا گیا جب ابو علی کو یہ خبر ہوئی تو فائق کو کہلا بھیجا کہ مین تمکو کس حالت مین چھوڑون کا خوشی ہو یا غم تنگی ہو یا فراغت سختی ہو یا نرمی اور یہ طریق ابتدا مین تو ہمکو بہتر معلوم ہوا تھا اب تمکو کچھ اور تدبیر سوجھی مین تمھاری راے کا تابع ہون دیکھو مین تمھارے پیچھے آتا ہون اور چلا کہ اوس سے جا ملا اور سرخس گئے اور وہانسے مرو گئے جب امیر سبکتگین کو خبر ملی کہ یہ دونون ابو علی اور فائق ابی ورد سے مرو گئے انکے پیچھے اوٹھا اور امیر سیف الدولہ کو علاقہ نیشاپور پر چھوڑا اور اوسکا ذمہ کیا کہ ابو علی اور فائق کی خبر لیتا رہے ابو علی اور فائق اپنا کام مرو مین جب کر چکے تو آمل شط کے جنگل مین نکلے کہ یہان کوئی نہ آسکیگا کیونکہ مسافت بہت سخت ہی اور راستے بند ہین اور چشمے خشک ہوے ہین اور یہین قرار پذیر ہوے اور ابو علی نے اپنے وزیر ابو الحسین محمد بن کثیر کو اور فائق نے اپنے وزیر عبد الرحمن ابن احمد فقیہ کو بخارا بھیجا کہ امیر رضی سے عفو قصور کرادین اور اوسکی رضا جوئی کرین اور اوسکے غلامون اور اولیاء سلطنت کی خوشامد کرین سو ابو الحسین ابن کثیر کو اچھی طرح واپس بھیجدیا گیا اور ابو علی کو لکھا گیا کہ امید وار و آرزومند رہے اور جرجان مین جا کر ٹھہرے جبتک کہ اوسکے باب مین

تدبیر مناسب کیجاوے اور عبدالرحمن ابن احمد کو حکم ہوا کہ قید کیا جاوے سو جیسے اور قید تھے وہ بھی قید
کیا گیا اور بنام والی جرجان مامون ابن محمد حکم صادر ہوا کہ کسی منشی کو پہلے بھیجدے کہ ابو علی کا حال بیان
کرے اور جو کچھ اوسکے حق مین تدبیر ہوئی ہی اوسکا ذکر کرے فائق کو غصہ آیا کہ اوسکا قاصد پکڑا گیا اور
ارادہ کیا کہ ماوراء النہر یعنی جیحون سے اوترکر ایلک خان کے پاس اپنی فریاد لیکر جاوے اور اپنی مصیبت
اوس سے مدد مانگے اور ابو علی کو بھی مشورہ دیا کہ میری مدد کرے اور اس امر مین شامل رہے اس حکم سے کہ ابو علی
جرجان مین جبتک ٹھہرے کہ اوسکے لیے تدبیر مناسب ہووے یہ مقصود تھا کہ ابو علی اور فائق مین
تفرقہ ہووے کہ ایک دوسرے کا مددگار نرہے اور جو امر کہ اونھون نے بمخالفت سلطنت اپنے اختیار
یا بے اختیاری سے کیا ہی نہ قابل چشم پوشی ہی اور نہ قابل فراموشی تھا ابو علی نے فائق سے جدائی
اختیار کی ورنہ منجملہ اسرار الٰہی کے ہی کہ یہ جدائی رسی کٹنے کا باعث اور کجاوہ گرنیکا سبب ہی شعر

خدا جسکو گرائے کون اوٹھائے ۔۔۔ خدا جو بات چاہے کون ٹالے

فائق تو نہر کے اوس جانب عبور کرگیا کہ ایلک خان کے پاس پہنچکر مدد لیوے اور اوسکے پیچھے بکتوزون جانب چلا اور حدود نسف
دونونکی لڑائی ہوئی اور کچھ لڑ بھڑ کے اپنی اپنی راہ لی ایلک خان نے فائق کا استقبال نہایت اچھی طرح
کیا اور خوب سامان سے اوسکی مہمانی کی اور اوسکی وفا امید کا ذمہ لیا اور اوسکے علاقے پر عمل دلانیکا
اقرار کیا مگر ابو علی نے پھر خطا کی اور توفیق سے محروم ہوا اپنے گناہونکا بوجھ سر پر رکھکر چلا اوسکی
آنکھون مین حیرانی اور پشیمانی کا سرمہ لگایا گیا اور تقدیر سے رستہ اوسپر گم ہوگیا جیسے رتوندیا اونٹ
چلتا ہی کسی شاعر نے یہ شعر ابو محمد حنفی کے لا کر میرے روبرو پڑھے شعر اول شعر

خدا کا جو ہی حکم کرتے ہین وہ ۔۔۔ اگرچہ وہ دانا ہی تدبیر ہون

اب ابو علی جانب جرجان موضع ہزار اسیب پر پہنچا کہ یہ جانب غرب مقابل خوارزم ہی تو
خوارزم شاہ نے اپنے آدمی کو حکم دیا کہ اوسکی دعوت کرے اور عذر پیش کرے اور وعدہ کیا
کہ کل ہم خود دریا پار آکر آپ سے ملاقات کرینگے اور حق مہمانی ادا کرینگے اور قریب دو ہزار اوباش
بدمعاش اپنے لشکر مین سے جنگل مین چھپا دیے کہ تاریکی شب مین اوسکو مار ڈالین اور ابو علی خوش
نامی نے کہ ابو علی کا معتمد تھا اور اوسکو خوارزم شاہ کے پاس قاصد بھیجا تھا مجھسے کہا کہ خوارزم شاہ نے
ابن معتز کے چند شعر پڑھے کہ ابو علی کے پاس بطور نصیحت کے پہنچا دے مین یہ اشعار

ابو علی کے پاس آیا اور ظاہر مین ان دونون مین ابھی تک کچھ رنجش نہ تھی ابو علی نے یہ اشعار پڑھے اور
شکریہ ادا کیا اور یہ بھول گیا کہ مجھ سے اوسکو بھی رنج ہوا تھا اور یہ شعار اوسکے لیے کنایہ اور اشارہ ہین اور
اوس اتکو کچھ حفاظت اور نگہبانی نہ کی اور اوسکے ہمراہی سب غافل ہوگئے اور خوب سوئے یکایک
آواز طبل اور گھوڑونکی ہنہنانے کا شور اوٹھا اور جس مکان مین کہ ابو علی فروکش تھا اوسکو گھیرا اور کہا
کہ نیچے اوتر آوے تاکہ ہماری خواہش بر آوے کہ اوسکو قتل کرین اب ابو علی کے غلامونے اونکا مقابلہ
کیا پھر ابو علی خود آیا اور سردار فوج سے پوچھا کہ تو کیون آیا ہی اور کیون لڑتا ہی تو اوسنے کہا کہ خوارزم شاہ
نے تمکو بلایا ہی اوسکے پاس چلو کہ ہمین رفع فساد مقصود ہی اور آپ بکار خود نہایت ہوشیار ہین ابو علی
فوراً نیچے چلا آیا اور سردارنکو رکو اپنے پیچھے سوار کیا اور نہر سے اوترکر خوارزم شاہ کے پاس پہونچے

ہفتے کے فجر غرہ رمضان ۳۸۵ ہجری کو خوارزم شاہ کا حکم آیا کہ ابو علی کو قید کرو اور اوسکے ہمراہی
اور سردارونکو تلاش کرو تو جو ہاتھ آئے اونکو پکڑ لیا اور بعضونکو اوسکا سپہ سالار اپنے ہمراہ لیکے ساتھ جرجان
بھاگ گیا اور منادی کی گئی جو کوئی سوار یا سردار یا پیادہ آج بمقام ہزار اسپ ٹھہر گا وہ قتل کیا جاویگا
سو سب بھاگ گئے اور پریشان ہوگئے جیسے ملک سبا کے لوگ تتر بتر ہوگئے تھے یا جیسے اشعار و امثال کو
انتشار ہو جاتا ہی اور باقی بہت ذلت اور خواری کے ساتھ قید ہوگئے یہانتک کہ اللہ تعالی نے
بذریعہ مامون ابن محمد والی جرجان کے انکی رہائی کرائی اسکا قصہ یہ ہی کہ جب ابو علی کے قید ہونیکی
خبر مامون ابن محمد کو ہوئی نہایت بیقرار ہوا اور بہت آتش غضب بھڑکی اور ساری رات تڑپتے اور
اور ستارہ گنتے گزاری اور تدبیر معقول کرکے ایسا لشکر جرار خوارزم شاہ پر بھیجا کہ کار دشوار اونپر آسان تھا
اور خوف و دہشت کی جگہ بے دھڑک چلے جاتے اور پہاڑون پر صاف چڑھ جاتے اور جو
وہان محفوظ ہوتے اونکو اوتار لاتے اور بعضونکو غلام ابو علی بھی اپنے چند خواص لیے ہوے بدلہ
لینے کے لیے اونکے ساتھ ہوا یا دریای جیحون سے اوترکر کاث دار الحکومت خوارزم شاہ کو گھیر لیا
اور ہر طرف سے جنگ شروع کی یہانتک کہ ایک ایک کو شہر سے باہر لائے اور قید کیا اور خوارزم شاہ
کے گھر مین گھسکر اوسکی مشکین باندھ لین اور ابو علی کو قید سے چھوڑایا اور کیا جلد بدلا لیا گیا کہ امیر اسیر ہوگیا اور
اسیر امیر ہوگیا یہ سب باتین خدا ہی تعالی کو آسان ہین ابو علی کو نہایت عزت اور شوکت سے اور خوارزم شاہ کو
نہایت ذلت اور رسوائی سے خالی پالان پر سوار کرکے جرجان لیچلے اور مامون بن محمد نے

مطابق ۹۹۵ء

استقبال کیا اور ابوعلی کی بہت عزت اور تعظیم کی اور خوارزم شاہ کی بہت ذلت اور خواری کہی نہین جا سکتی
اور ابوعلی کی یہ تعظیم کی کہ اوسکو آدھا مال بہ التقسیم کر دیا اور اوسکے سب آدمیونکو انعام دیا کہ اونکا حال درست
ہوگیا اور اونکے لیے سامان ضیافت نہایت آراستگی کے ساتھ کیا گویا صنعا کے کاریگرون نے یہ
دستی کی ہی اور اصرار کیا گیا کہ شراب پیوے کیونکہ ابوعلی نے بہت دن سے شراب چھوڑ رکھی تھی لیکن
اسوقت مامون ابن محمد کی خاطر سے پی اب یہ ہوا کہ خوارزم شاہ بلایا گیا وہ اسی حالت قید مین آیا او
جو کچھ کہ اوس سے پوچھا گیا کچھ جواب نہ دیا بجز اسکے کہ سر جھکائے زمین کو دیکھتا تھا خلاصہ یہ کہ حکم ہوا کہ گردن
مارا جاوے زمین پر لٹا کر قتل کیا گیا اور خوارزم اب خاص مامون ابن محمد کے قبضے مین آگیا
اور اپنا معتمد بھیجا کہ وہانکا بندوبست کرے اور خطبہ بنام مامون کے پڑھے اور سب اموال اور محاصل وہا
لا کر حاضر کرے اور مامون نے پے در پے خطوط درباب سفارش اور عفو قصور ابوعلی کے امیر رضی کو
بھیجنے شروع کیے اور درخواست کی کہ دلجوئی ابوعلی کی کیجاوے کہ اوسکو جو بادشاہ کیطرف سے
ایک خوف ہے وہ رفع ہووے اور اوسکی حالت شکستہ درست کیجاوے وہانسے ان دونون کے
نام حکم آیا کہ ابوعلی یہان آجاوے اور جو آرزو کہ رکھتا ہے پوری ہوگی اور ابوعلی بخارا کو چلا اور اوسکو
اپنے افعال کا خیال بالکل نہ رہا تاکہ اپنی سزا کو پہونچے اور جو حکم خدا ہی وہ پورا ہووے جب بخارا
آیا تو وزیر عبداللہ بن عزیز نے اوسکا استقبال کیا اور بہت سے سردارون اور امیرون نے
اونکو تہنیت اور مبارکباد دی اور اونکے ساتھ چلا کہ ڈیوڑھی پر پہونچا اب اوتر کر زمین بوسی کرنی
شروع کی یہانتک کہ ڈیوڑھی بارگاہ پر آیا اور پردہ اوٹھایا گیا آگے آگے اوسکے دربان چلتا تھا
یہانتک کہ امیر رضی کے سامنے آیا اور آداب خدمت بجالایا اور ذلت کفران نعمت کی بے نو
اوٹھائی اور اوسکے پیچھے اوسکا غلام ایلمنکو مع اپنے خواص اور سردارون کے آگیا اب امیر رضی
گھوڑے کو آواز دی گئی کہ دربار مین آوے گھوڑے کے بہانے سے یہ سب ابوعلی وغیرہ ایک مکان مین
کیے گئے تو ان سب کے طوق اور زنجیر ڈالی گئی اور دروازے پر اولیائے دولت کے پہرے لگائے
گئے اور سب اونکا سامان لے لیا گیا کہ کپڑے تک اوتار لیے گئے بس آج ابوعلی کا خاتمہ ہوا
اور ایک شاعر نے خوب کہا ہی اور امیر سبکتگین وہین تھا جو خوارزم شاہ اور ابوعلی کے قصے کی اوسکو
خبر پہونچی بلخ کو گیا اور وہان بغرض فرمانبرداری اور تلاش مصلحت عام کے اقامت کی بسبب

کہ بوعلی بخارا بلایا گیا اور اوسکے حقمین حکم ہو چکا جو کچھ کہ ذکر ہوا اسی اثنا مین فرمان امیر رضی کا امیر سبکتگین کو
پونہچا کہ ایلک خان اوترا چلا آتا ہی اور جو کچھ مال اور محاصل اس سلطنت کے عمال کے پاس ہی وہ سمیٹتا
آتا ہی تو درخواست یہی کہ اوسکے مقابلے مین جانا چاہیے تا اوسکو روکا جاوے یہہ کمال احسان ہوگا
کہ ہماری سلطنت زندہ و باقی رہے امیر نے اپنے وزرا اور خیر خواہون سے مشورہ لیا ان سبکی رای
مین تو اختلاف پڑا کسی نے اچھا کہا کسی نے برا کہا مگر اوسکو پاس عزت ہوا اور سب کے خلاف ارادہ
مصمم کیا کہ خود روانہ ہوا اور درستی کرنی شروع کی اور سرداران بلاد اور حاکمان اطراف کو خط بھیجے کہ جلد
آوین اور ابھی سب اکٹھے بھی نہوے تھے کہ خود روانہ ہوا اور درمیان کش اور نسف کے نیازی گانون
پر خیمہ لگایا کہ یہان سب سرداران جوزجان اور ختل اور صغانیان اور اطراف خراسان کے آ پونہچے اور
امیر سیف الدولہ بھی نیشاپور سے اپنا سامان اور اپنا لشکر لیکر آیا کہ ایک ایک ہزار کے برابر ایک ایک آدمی تھا ایلک خان
کو خبر ہوئی کہ امیر اوس سے لڑنے آتا ہی اوسنے چند معتمد اور خواص امیر کے پاس بھیجے کہ ہم اور تم دونون جہاد
کرکے یہ ملک آپسمین تقسیم کرلیوین اور ہم دین کے اظہار مین کوشش کرتے ہین اور اللہ تعالی کی حجت قائم کرتے ہین
ہم حقدار ہین کہ خراسان اور ماوراالنہر کا محاصل لیوین نہ وہ شخص کہ اپنے گھر کا فرش ہو رہا ہی صرف
اپنی جان اور بدنی خواہشون مین ہی نہ کبھی جابجا ہندسین جنگ مین آتا ہی نہ کبھی تلوار کو میان سے
نکالتا ہی اور ہم جو خطر اور ضرر اوٹھاتے ہین نفع لینے کے مستحق ہین نہ یہ شخص یعنی امیر رضی کہ
دشمنان خدا پر تلوار اوٹھانا اپنے دین مین جائز نہین جانتا ہی مگر جبکہ کوئی اوسکو تنگ کرے تو لاچار
اپنی جان سے دشمن کو دفع کرے گا پس اب دونون باتون مین سے جو مناسب ہو موافقت
یا مفارقت اختیار کرو کہ مین موافق تمہارے کہنے کے کرونگا اور اگر تم میرے قتل پر دست درازی
کروگے تو مین ہرگز نکرونگا کہ مین اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہون پس امیر سبکتگین نے جواب بھیجا
کہ اس عالم بیکسی مین اوسنے مجھ پر اعتماد کیا ہی اس لیے ضرور ہوا کہ مین اوسکی آرزو بر لاؤن کہ ملازمین
دولت نے امیر رضی کو اکیلا چھوڑ دیا ہی اور اوسکے پروردہ نعمت نے اوسکا کفران نعمت کیا ہی چشم پوشی
نسبت ظلم کے بہت بری ہی اور اوسکا ملک اوسکے ہاتھ سے نکلا جاتا ہی اور میرا ہلاک ہونا
مع اپنے تمام اموال کے کہ تمام عمر مین حاصل کیا ہی بہت بہتر ہی کہ داغ رسوائی اور بدنامی اختیار
کرون اور نکوکاری اور احسان چھوڑون سو تمکو چاہیے کہ تم اس ملک سے قطع طمع کرو یا اوس جنگ کی

اجازت دو کہ تلوارین اور بلند نیزے اوسمین لوٹین اور قیمت جان ارزان اور بے قیمت ہوجاوے
ایلک خان نے اس جواب سے اوسکی کوشش معلوم کرلی او حال اوسکے سامان اور قوت کا دریافت کیا
اور وہ بھی مستعد بجنگ ہوا سبکتگین کو مین تیر بھیجدیے کہ یہ لڑائی پر بلانیکی علامت ہی سو سمٹ سمٹ آئے
امیر سبکتگین نے امیر رضی کو لکھ بھیجا آئیے تاکہ بروقت مقابلہ بہت بھاری لوگون پر ہووے اور اوسکی تیزی مین
رخنہ ڈالین اور اپنے ملک مین سے اوسکو نکال دین اب ابن عزیز وزیر کو اپنی جان کا ڈر ہوا کہ وہ حرکت
نالائق کرچکا تھا کہ جسکے لیے بھاگا تھا اور اوسکی تلاش ہوئی تھی اس لیے اوسنے امیر رضی کو یہ نصیحت کی کہ
امیر سبکتگین اور سب والیان اطراف بہت بہتر سامان اور انبوہ لیکر نہر پر عبور کرگئے ہین اور اس محنت نے
کہ بہت دن سے جاری ہی آپکو بہت ضعیف کردیا ہی کہ آپ مین اوسکا تحمل نہین ہی اور آپ کے
جانے سے آپ کے ملک کی نوبت جاتی رہیگی اور یہ بھی برا ہی کہ آپ اوسکے پاس جاوین کہ اوسکا حال
آپ کے حال سے بہت اچھا ہو اور اوسکے پنیا دے آپ کے سوارون سے بہتر ہین تو تدبیر
یہ ہی کہ خود جانیکی امیر سے معافی ہووے اور سرداران لشکر اور لشکر اطراف بلاد سے بلاکر اوسکے
پاس بھیجدو اور حکومت درباب صلح یا جنگ امیر کی مقرر رہے کہ فیصلہ اوسکے ہاتھ پر رہے کہ
اس طرح بہت آسان ہوگا امیر رضی نے یہی امیر سبکتگین کو لکھ بھیجا امیر نے جان لیا کہ
یہ ابن عزیز کی وسوسہ اندازی اور حیلہ بازی اور کارسازی ہی تاکہ ہماری سعی عبور دریا پر اور لشکر کے
بنانے پر اور سامان لیجانے پر اور مال خرچ کرنے پر برباد جاوے اب امیر نے سیف الدولہ
اور اپنے بھائی کو بیس ہزار فوج لیکر بخارا بھیجا کہ ابن عزیز کو وہانسے نکال دین اور ابو نصر احمد ابن
محمد ابن ابی زید کو اونکے ساتھ کیا کہ کار وزارت کا تدارک کرے جو ابن عزیز کے علاقے مین ہی
ابن عزیز کو جو انکا آنا معلوم ہوا تو یقین ہوا کہ موت اوسپر مونہہ کھولے ہوئے آتی ہی اور
چاہا کہ زمین مین کوئی رستہ ملے کہ اوسمین اتر جائے یا آسمان پر کوئی سیڑھی ہو کہ اوسپر
چڑھ جائے جب اس سے لاچار ہوا تو کسی کے مکان مین چھپ لیا اور روپوشی اختیار کی اب امیر رضی
نے ابو نصر کو یہ منصب وزارت دیا اور یہ شخص مثل کوکب کے روشن ہی اور بہت عقلمند ہی اوسکے اخلاق
بہت درست مین اسنے اپنی دانائی اور کارگزاری سے پھر بنیاد قایم کی اور نقصان دور کیا
اور ابو الفتح بستی نے انکی راستگوئی اور حق بیانی مین چند شعر کہے ہین شعر اول الشعر

ستم اور خرابی وہ کرتا ہی دور	ابو نصر مطلوب ہی اوسکے قربان

اور جب اوسکو وزارت میسر ہوئی تو یہ شعر لکھے شعر اوّل شعر

ادھر آوے کہ وہ رستہ نہ بھولے	ہر اک سائل کو پونہچا دو یہ پیغام

اور امیر سبکتگین کو یہ بھی معلوم ہوا کہ ابن عزیز نے ابتک ابو علی کو زندہ رکھ چھوڑا ہی کہ کسی دن اوسکے
کام آویگا اور اوسکو اپنا سامان جنگ کر کے امیر سبکتگین سے لڑے گا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ ہماری
خواہش یہ ہی کہ ابن عزیز کو یہان بھیجدو سو امیر رضی نے سیف الدولہ کے پونہچنے سے پہلے اس کام کا
کرنا واجب جانا اور ابن عزیز اور المینکو کو ایک عماری پر سوار کر کے بھیجدیا کہ یہ اوسکی عمر کا خاتمہ ہی
امیر نے حکم کیا کہ ابن عزیز کو ایسے محل مین بٹھلا کر دیز لیجاوین کہ اگر اوسکو خواب مین دیکھتا تو اپنی
زندگی سے استعفا دیتا اس عرصے مین کہ سیف الدولہ بخارا جاوے ایلک خان اپنا انبوہ ترک لیکر
آگیا اور از سر نو صلح کی درخواست کی اور امیر نے اس لیے کہ امیر رضی نے اپنے آنے مین تقاعد
کیا تھا مصلحت جانا کہ اوسکی صلح قبول کرے اور یہ شرط کی کہ ایلک خان قطوان سے پرے رہے
اور قطوان پر اپنا دخل نکرے اور امیر اپنے عامل اور پیادے نہ بھیجے اور چونکہ ایلک خان نے فائق
کے لیے سفارش کی اور کہا کہ یہ بھی بسبب خدمتگزاری خاندان رضی کے کچھ حقدار ہی اس لیے سمرقند
فائق کو دیجاوے اور یہ صلحنامہ طرفین کے سرداروں اور علما کے روبرو لکھا گیا اور ہر ایک نے اپنی اپنی راہ
لی امیر سبکتگین بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور اور چونکہ بسبب ترکستان کے امیر رضی کو تھا وہ
سب دور ہوا ابو نصر مہمات وزارت پر متوجہ ہوا کہ ولایت تو اب کم ہوگئی محاصل مین قصور ہوا جو
کچھ کہ تنخواہ وغیرہ مصارف لکھے ہوے تھے اونکو کافی نہوے اس لیے بڑا شغل اور اہتمام
اوسکا واسطے زراعت کے تھا اور ایام گزاری کرتا تھا اور خون کا بدلہ خون دیتا تھا ایکدن اوسکے
ایک نوکر نے اوسکی وزارت کے پانچوین مہینے کے شروع پر مار ڈالا اب امیر کو یہ خیال ہوا کہ
شاید امیر سبکتگین کو یہ خیال ہوگا کہ اسکا قتل ہمارے ایما سے ہوا ہی اس لیے بہت اندوہ ظاہر
کیا اور بڑی مصیبت بیان کی اور خود گھر سے باہر نکلے اور جنازے کی نماز پڑھی اور قاتلون کے
ناک کان کاٹنے کا حکم جاری کیا اور نصراب قوتجی نے یہ مرثیہ میرے سامنے پڑھا شعر اوّل شعر

بزرگی خود سراسیمہ پھرے ہی	بہت غمگین ہین خود جان کے دل

ابو القاسم ابن سیمجور ابو علی کے بھائی کا ذکر

ابو القاسم کچھ دنون اپنے بھائی سے جدا ہو کر گوشہ نشین رہا جب امیر سبکتگین نیشاپور سے خاستر
پونہچا تو یہ بھی اوسکی خدمت مین نیاز حاضر ہوا امیر نے بھی اوسکی عزت کی اور اوسکو تقویت دی
اور اوسکے خوش کرنیکا ذمہ کیا اور امیر رضی کو لکھ بھیجا کہ قہستان اسکو عنایت ہووے امیر رضی نے
قبول کیا اور فرمان کا حکم دیا اور ایک خلعت بھی بھیجا تا کہ امیر سبکتگین کو ثابت ہووے کہ اوسکا کہنا
امیر رضی نے قبول کیا اور ابو القاسم کو زمرہ ملازمین بادشاہی مین عزت دی گئی سو ابو القاسم
خوش ہو کر باسباب آراستہ سرسبز او رسیراب جگہ قہستان مین جا رہا یہانتک کہ امیر سبکتگین کو
سفر ماوراء النہر دریا پار ترک کی تدبیر کے لیے کرنا پڑا تو امیر نے اسکو بھی بلایا کہ وہ بھی ارکان دولت و
اور سرداران سلطنت مین شامل ہووے سو اوسکو کچھ انجام کا خیال ہوا اور کچھ بدگمانی ہوئی
کہ ابھی اوسکے بھائی کے ساتھ سوای ذلت اور رسوائی کے اور کیا کیا اس لیے یہ ٹھہر رہا
اور یہ بھی جانا کہ یہ ٹھہرنا موجب اسکی مصیبت اور رنج کا ہوگا کہ اکیلا اوسکو دفع نکر سکے گا اور خراسان کا
خالی ہونا غنیمت جانکر نیشاپور چلا گیا اور اوسکے ساتھ ابو نصر ابن محمود حاجب بھی شامل ہو گیا اور مال اور
لوگون کا اکھٹا کرنا شروع کیا یہ خبر امیر سبکتگین کو پونہچی تو اوسنے سیف الدولہ کو حکم دیا کہ نیشاپور جاوے
اور اپنے بھائی بغراجق کو اوسکے ساتھ کیا کہ ان دونون نے جو یہان استحکام کیا ہے اوسکو اوکھاڑ دین
اور اونکو نکال دین لیکن خود بھی چلا اور ان دونون پر لکھنا نکیا اور بلخ سے انکے پیچھے ہولیا ابو القاسم
اور ابن محمود انکے لشکر دیکھکر ڈرے اور بھاگ کر اسلوا مین پونہچے کہ شاید جان بچے اور دونون امیر انکے
پیچھے چلے کہ جیسے بکریونکو بھگاتے چلتے ہین یہانتک کہ خراسان سے نکال کر حد جرجان پر پونہچایا
اور امیر طوس کو روانہ ہوا اور وہان ٹھہرا اونکو خبر ملی کہ امیر یہان آن پونہچا سو اونھون نے اپنے بھاگنے
مین بہت جلدی کی اور سیف الدولہ اور بغراجق خراسان سے ان دونونکو نکال کر امیر سبکتگین کے پاس
آگئے اور فخر الدولہ ابن بویہ امیر کی خدمت مین بمقام بلخ تحفے سونے اور چاندی کے لیکر نہایت نیاز سے حاضر
ہوا امیر سبکتگین نے اوسکے بدلے چند تحفے اور تین ہاتھی دیے اور اپنا معتمد عبد اللہ منشی بھی ساتھ کر دیا
تو لوگون نے کہا کہ یہ شخص امیر نے صرف جاسوس بھیجا ہے کہ تمھاری حقیقت اور لشکر کی تعداد اور سلطنت کی
کیفیت دریافت کرے فخر الدولہ نے امیر سبکتگین کو لکھا کہ قاصد شخص کا اوسکی زبان ہے اور دل اوسکا

مفسر ہو اور یہ شخص یہاں آیا ہے اوسکا قول ظاہری اور ہے اور ارادہ باطنی اور ہے اور خلاصہ اس خط کا یہ تھا
کہ اگر امیر کو دریافت کرنا منظور ہو تو معلوم کرے کہ یہ سیر آتخت سلطنت جو ناف زمین مین ہے صرف جوانان
زور مند اور شیران سیاہ رنگ سے قائم ہے اس کلام سے امیر سبکتگین کو خلجان ہوا اور فخر الدولہ نے جو دوستی کا
نام لیا تھا اوسمین خدشہ معلوم ہوا اور اوسکے پیچھے ایک خط اور ابو القاسم کے ہاتھ بذکر رعایت دوستی کے
بھیجا اور یہ بھی لکھا کہ امیر رضی اگرچہ بہت رعایت رکھتے ہین اور رشتہ مندی کا بھی خیال ہے لیکن جو امر کہ بذریعہ
امیر سبکتگین کے مترتب ہوئے اوسکو نہایت منتظم اور درست جانتے ہین اس لیے درخواست ہے کہ آپ
مجھ سے دل سے ایسی محبت رکھیے کہ عہد و پیمان محبت کے ایسی مضبوط اور مستحکم ہون کہ اونپر قسم کھانا
درست ہو اور مخالفت اور کنارہ کشی دور ہو جائے سبکتگین نے یہ درخواست قبول کی اور اوسکو ایسا دوست
بنایا کہ اپنا ہمراز کیا اب ان دونون مین بخوبی صفائی ہو گئی اور سب طرح کی کدورت زائل ہوئی اور
ابو القاسم سیمجور نے خراسان سے ناامید ہو کر فخر الدولہ کے پاس امان لی فخر الدولہ نے دامغان اور
قومس اور جرجان کے پاس اوسکو ٹھہرایا اور کچھ اسکے لیے مقرر کر دیا کہ اوسکے اور اوسکے نوکرون کے
کام آوے باقی قصہ اسکا اسکے موقع پر ذکر ہوگا اب مونس نام خادم امیر رضی کا امیر سبکتگین کے پاس آیا
کہ بعد ابی نصر کے جو منصب وزارت خالی ہے اب کسکو دیا جاوے کہ کفیل کار ہوئے امیر نے
اس کام کو امیر رضی کی مرضی پر چھوڑا کہ اپنے لوگونمین سے جسکو مناسب ہو مقرر کرو اوس نے
ابو المظفر محمد ابن ابراہیم برغشی کو وزیر کیا اور بدستور خلعت اور انعام دیا ابو المظفر نے خوب کام کیا
جب تک کہ امیر رضی زندہ رہا نہایت انتظام اور آراستگی سے انجام دیا یہانتک کہ امیر رضی مر گیا
امیر سبکتگین اب بلخ گیا اور سیف الدولہ نیشاپور جبکہ طوس پر جنگ ہوئی تو ابو الحسین ابن ابو علی ابن
سیمجور تاین مین تھا اور اپنے باپکی ہزیمت سنکر رے چلا گیا فخر الدولہ نے اوسکی بہت تعظیم کی اور
خلعت دیا اور وہ مسند کہ جسپر پادشاہ بیٹھتے ہین اوسکو دی اور پچاس ہزار درہم اوسکی تنخواہ ماہیانہ
مقرر کی اور علاوہ اسکے اور بھی خلعت اور انعام ہمیشہ دیتا تھا کہ اور اپنے ہمسرون سے اوسکو عزت
زیادہ ہووے کہ کچھ تو اوسکے باپ کا لحاظ تھا اور کچھ یہ خیال تھا کہ ایسا شخص اوسکے اولیاے دولت
اور ملازمین نعمت مین ہووے اب تقدیر نے اسکو دھکہ دیا آرام اور راحت چھوڑ کر بھاگ گیا
کہ اپنی خواہش کے موافق نیشاپور گیا وہان ایک عورت اسکی معشوقہ تھی اور یہ گمان کیا کہ جب تک

روپوشی ہوگی تو میرا حال پوشیدہ رہیگا کہ یہانسے نکلکر اوس عورت سے اپنی ضرورت نکالے تو یکایک
جاسوسونے آن پکڑا اور جہان اوسکا باپ قید تھا ایجاکر قید کیا یہانتک کہ حکم قضا جاری ہوگیا
یہ قید ایسی تھی کہ قوت اوسکی زائل اور بُرے طور سے اوسکی عمر تمام ہوئی اور کسی بہت اچھے شاعر
نے یہ شعر کہا تھا **شعر**

نہوے جبتلک پورا جو کچھ قسمت مین لکھا ہی		نہین آتا خلاف اوسکے کسی کی عقل مین ہرگز

اور امیرک طوسی سیف الدولہ کے لشکر مین شامل تھا جب امیر سیف الدولہ کو سفر عبور نہر جیحون کا
درپیش ہوا تو اوسنے بنظر احتیاط و بندوبست امیرک طوسی کو بھی ابو علی وغیرہ کے پاس حوالات
مین بھجوا دیا اتفاقاً وہان یہ سب مارے گئے امیر سبکتگین طوس سے پھرتا ہوا جو بلخ مین آیا
تو خبر ملی کہ ابو علی اور اوسکے ہمراہیان سب قید مین مرگئے اور اوسکے بعد پے درپے خبرین سلاطین
اور سرداران خراسان و عراق کے مرنیکی آنے لگین کہ گویا موت کا تار بندھ گیا اور گویا ایک کے
بعد دوسرے کی موت مقرر تھی اور صورت یہ ہی کہ ابو علی کے مرنیکے بعد مامون ابن محمد والی جرجان کے
مرنیکی خبر آئی اوسکے سپہ سالار نے اوسکی دعوت کی تھی اوس دعوت مین اوسیکے لوگونمین سے
کسی نے اوسکو مار ڈالا کہ اس دعوت مین بجای سرود کے رونا اور بجای خوشی کے ماتم ہوا اور
اوسکے بعد خبر آئی کہ امیر رضی چند دن بیمار رہکر ۱۳ - رجب ۳۸۷ھ ہجری کو بروز جمعہ مر گیا (مطابق ۹۹۷ء)
اور بعد مرنیکے رضی لقب ہوا اوسکے مرنے سے سلطنت پر زلزلہ پڑگیا اور اب امیر سبکتگین پر
بہ لحاظ اوسکی بہن اور اوسکے بچون اور غلامون کے بڑی بڑی مصیبتین پڑنے لگین اب یہ بھی بیمار پڑا
اور زندگی سے نا امید ہوا اور اپنے وطن غزنہ کے جانیکا مشتاق ہوا کہ وہانکی آب وہوا سے
راحت پاوے اور شفا ہووے سو راستے ہی مین غزنہ تک پہونچنے نہ پایا کہ مرگیا اور جنازہ غزنہ
لیگئے اور بہت تعجب ہی کہ ایکدن مین اوسکے پاس موجود تھا اور اتفاقاً بیماریون کے آنے اور جانیکا
ذکر چلا تو امیر نے ابو الفتح منشی کیطرف اشارہ کرکے کہا کہ ای صاحب ہماری جان جو موت
لیجاتی ہی اسکی ایسی مثل ہی کہ بال بر منجملہ ریوڑ کے ایک بھیڑ کو پکڑتا ہی اور زمین پر ڈالکر ہاتھ
پانون اوسکے باندھ دیتا ہی اور وہ خلاف عادت بخوف مرنیکے تڑپتی ہی اور ہاتھ پانون
مارتی ہی پھر جب بال کتر چکتا ہی تو اوسکو چھوڑ دیتا ہی اور اوسکے ہاتھ پانون کھول دیتا ہی تو وہ

خوش ہوتی ہی کہ گویا اوسکی جان پھر آگئی اور اوسکو نجات ہوئی پھر جب دوسرا سال آتا ہی تو بابل بر پھر اوسکو پکڑکر
پچھاڑتا ہی تو اوسکو پھر آرزدہ ہوتی ہی اور کچھ ڈر رہتا ہی اور گمان کرتی ہی کہ جیسے سال گذشتہ مین کیا تھا ویسا
ہوگا اور پھر نجات ہوگی پھر اوسکو نجات ہوتی ہی اور خوشی خوشی چلتی پھرتی ہی اور پھر تیسری بار بابل بر اوسکو
قصائی کے حوالے کرتا ہی کہ وہ اوسکے گلے پر چھری پھیر دیتا ہی حالانکہ وہ اوسکو ابکی بار بالکل اطمینان
تھا کہ جیسے پہلے دو تین بار پچھاڑا اور بابل کتر کے چھوڑ دیا ابکی بھی چھوڑ دینگے ایسے ہی ہمپر بھی بار بار امراض
اور تکلیفات آتے ہین لیکن چونکہ اچھے ہو جاتے ہین اس لیے ہر بار گمان نیک ہوتا ہی کہ ناگاہ نوحہ گر
عورت پکارتی ہی کہ فلان مرگیا یہ مثل کہکر قریب چالیس دن کے زندہ رہا سو بہت تعجب ہوا کہ تقدیر نے
اوسکی زبان سے گویا اوسکا مرنا بیان کروا دیا اور مرنے سے پہلے سہل آباد کو خوب تعمیر کیا تھا لیکن رہنا
میسر نہوا کہ مرگیا اوسکے بیٹے نے اوس عمارت کو نحس جانکر چھوڑ دیا کہ خراب ہوگئی اور ایک مرد فاضل نے
جو اوس مکان پر گزرا تو یہ کہا شعر اوّل **شعر**

تجھکو ای گھر سلام ہی میرا	تیرا گھر ہوگیا ابھی خالی	

اور لعنت ہی اس دنیا پر کہ گویا سوسمار ہی جو اپنے ہی بچونکو کھاتی ہی اور نہایت ستمگار ہی کہ نہ پیمان کی رعایت
ہی اور نہ حق کی حفاظت ہی اور اس زمانے کی گردشونکی اللہ سے فریاد ہی ابو الفتح بستی نے
یہ مرثیہ کہا ہی شعر اوّل **شعر**

کرامت اور بزرگی دیوے اللہ	امیر ناصر الدین مرگیا ہی	

اور اور بھی شعر کہے ہین شعر اوّل **شعر**

خدا پر بھروسا کرو یار تم	اوسی کو بناؤ مددگار تم	

اور اوسکا اور فخر الدولہ علی ابن بویہ کا مرنا آگے پیچھے ہوا کہ یہ دونون شعبان ۳۸۷ھ ہجری مین
مرے ہین اور فخر الدولہ کے مرنے کا یہ حال ہی کہ اوسنے اپنی تفریح طبع کے لیے طبرک پہاڑ پر ایک
قلعہ بنایا تھا وہان جاکر بیٹھا اور کہا کہ گائے کے گوشت کے کباب ہوویں تو اوسکے روبرو گائے
ذبح ہوکر کباب ہوتے تھے اور وہ کھاتا تھا اور اوسپر اوسنے انگور کھائے اور شراب بہت سی
پی بس تھوڑی دیر نہ گذری کہ درد شکم ہوا اور غرغراہٹ کی ہونے لگی یہانتک کہ مرگیا اور ابو الفرج ساوی
نے یہ مرثیہ کہا ہی **شعر**

مطابق ۹۹۷ء

ڈرو تم قتل و غصّے سے ہمارے	کہا کرتی ہے یہ دنیا پکارے

مسمی علی ابن مامون ابن محمد اپنے باپ کا جانشین ہوا اور لوگون نے اوس سے بہت جلد بیعت کی
اور ملک اوسکی طرف رجوع ہوگیا اور امیر رضی نے اپنے فرزند ابو الحارث منصور ابن نوح کو اپنے
ملک کی وصیت کردی تھی جب وہ بیمار ہوا اور مرگیا تو سب ارکان دولت نے منصور سے بیعت کی
اور بادشاہ کیا اور اوسنے اموال بیشمار اور دولت بیحساب لوگون کو انعام اور بخشش کرنی شروع کی کہ سلطنت
خوب جم گئی اور سب مطیع ہوگئے اور ابو المظفر محمد ابن ابراہیم برغشی بدستور وزیر رہا اور امیر سبکتگین نے
اپنے ملک کی وصیت اپنے بیٹے اسمعیل کے لیے کی تھی اور اوسکو اپنا خلیفہ کرکے وصیت کی
تھی کہ ہمارے جملہ امور معمولی بدستور جاری رہین اور سب داروغون اور سردارون کو اوسکی متابعت
پر وصیت کی جب امیر سبکتگین مرگیا تو سب اہالیان ملک نے اسمعیل پر اتفاق کیا اور حسب وصیت اس سے
بیعت کی اور اسمعیل نے ماتم سے فارغ ہوکر تخت شاہی پر جلوس کیا اور لوگون کو انعام و بخشش دیکر
خوشنود کیا اور ابو الحسن علی فخر الدولہ کے بعد لشکران دیلم نے اوسکے فرزند مجد الدولہ ابو طالب رستم
کو امیر بنایا اور سب کار ریاست اور انتظام سلطنت اوسکو سونپ دیا اور اوسکو خلیفہ وقت سے مجد الدولہ
کہف الملۃ لقب ملا ہے ہر ایک کا بیان آگے آتا ہے ابو الحارث منصور ابن نوح کو جب سلطنت ہوئی
تو اوسکی عمر نوجوانی اور شروع بلوغ پر تھی اور اصالت اور نجابت اور دانائی اوسکی ظاہر اور روشن
ابو المظفر محمد ابن ابراہیم کو بدستور وزیر رکھا اور فائق کو بھی ملک کا مدبر اور کفیل کار کیا اور سیف الدولہ
جبکہ بخارا جاتا تھا تو عبد اللہ ابن عزیز اوس سے پہلے ترکستان کو چڑھ گیا تھا اب کہ امیر رضی مرگیا تو اوسنے
ابو منصور محمد ابن حسین اسبیجابی کو برانگیختہ کیا کہ خراسان کی سپہ سالاری لیوے اور ایلک خان کو اپنی
مدد کے لیے بخارا پر لے آوے جب مقصود حاصل ہوگیا تو ان دونون کے ساتھ ایلک خان
روانہ ہوکر سمرقند پر آپہنچا اور اوسکے روبرو سبزہ زار زمین پر خیمہ لگایا ابھی اوسکے غلام و خدام خیمہ وغیرہ کی
درستی اور تیاری میں تھے ابو منصور اوس سے ملنے گیا تو پہلے اسکو بہانے کھانا کھانے اور حمام کرنیکے
روکا اور پھر حکم دیا کہ یہ اور ابن عزیز قید رکھے جاوین سو اونکے پانوئین بیڑی ڈالی گئی اور پھر ایلک خان نے
فائق کو بلایا اور اوسکی خوب عزت اور تکریم و تعظیم کی اور تین ہزار فوج اوسکو دیکے کہ ہمارا مقدمۃ الجیش ہوکے
بخارا کو چلے سو وہ موافق حکم کے چلا ابو الحارث کو یہ خبر ہوئی تو اسکی دہشت سے مع اپنے لوگون کے

جو کچھ چھوٹے بڑے موجود تھے جلد بخارا سے نکل گیا کہ کوئی تدبیر معقول اور کوئی وجہ درست اسکو نہ سوجھی
فائق نے بخارا آکر زمین پر سر جھکایا اور دربانونکی مجلس مین بیٹھا اور ابو الحارث اور سلاطین گذشتہ کے ملک اور
امور کے تہ و بالا اور درہم و برہم ہونے پر قلق و افسوس ظاہر کیا اور مشائخ بخارا کو اسپر تکلیف دی کہ ابو الحارث کو
بخارا ابن بصیرالدین ابو الحارث نے اس قول پر اعتماد کیا اور ایک فرمان لکھا کہ اوسکی اطاعت و تقرب کی
خوبی اسمین بیان کی شرح نامہ یہ ہی کہ جو شخص کہ خلوص محبت کو اپنی باگ بناوے کہ وہ اوسکی مدد کرتی
ہے اور نصیحت کو اپنا پیشوا بناوے کہ وہ اسکی ہمنار ہے تو اوس جا ٹھہرنا کہ خلوص و محبت اوسکو ٹھہراوے
اور اوس جگہ آنا کہ نصیحت اوسکو بلاوے بہت خوب اور مبارک ہی ابو الحارث فائق کی مخالفت سے بے خوف
ہوکر بہت خوش ہوا اور بے سوچے سمجھے بکتوزون حاجب داروغہ کلان کو بعہدہ سپہ سالاری نیشاپور کی
دروازے پر بخارا بھیجا اور اوسکا سنان الدولہ لقب ہوا اور تھوڑے دنون سے خود او ترا تب فائق نے
اوسکا استقبال کیا اور سب رسمین خدمت و نیاز کی بجالایا اور حق اطاعت جو فرض تھا ادا کیا اور فائق بخارا
مین امیر کو لایا اور سب کار سلطنت بدستور جاری ہوئے اور آتش فتنہ سب فرو ہوئی اور چونکہ فائق اور
بکتوزون مین قدیم عداوت تھی اس لیے امیر ابو الحارث نے فائق کو قسم دی کہ جو عداوت اور کینہ
تمھارے دلمین اسکی طرف سے ہی اوس سے درگزر کرو اور صاف کرو کیونکہ تم دونون باتفاق ہماری
خدمت اور متابعت مین ہوگئے سو فائق نے قسم کھائی اور اطاعت ظاہر کی اب امور سپہ سالاری
بکتوزون کو سپرد ہوے اور سب دولت اور موال خراسان بے کھٹکے ابو الحارث کے پاس جمع ہوگئے اب
بکتوزون کا دماغ پھرا اور شقاوت اوسکے دلمین پیدا ہوئی اور پادشاہ کی خدمتگزاری سے تجاوز
کرکے ایسا امر پیش کیا کہ ملک تباہ ہوا اور زمانے مین اوسکے لیے ایک ایسی عیب کی یادگاری
رہی کہ اوسکا دھبہ کسی طور نہ دھویا گیا اور اوسکی گرد دہرے سے کسی طور دور نہ ہوئی

امیر سیف الدولہ اور امیر اسماعیل اوسکے بھائی مین جو واقعہ ہوا

جب امیر سبکتگین مرا اور سلطنت اسمٰعیل کو سپرد ہوئی تو اوسنے دولت تقسیم کرنی شروع کی
کہ اہل فوج اور ارکان سلطنت اوس سے متفق رہین لیکن اہل فوجکو معلوم ہوا کہ اسمٰعیل بہت
سست اور ضعیف تدبیر ہی اور نوجوان اور کم عمر ہی اور یہ بھی ڈرتا ہی کہ اوسکا بھائی اوس سے
ملک چھین لیگا تو سب نے طمع کی اور اتفاق کیا کہ تنخواہ معمولی سے زیادہ لیوین ہیانتک کہ جو امیر سبکتگین نے

چھوڑا تھا سب لے لیا اور خزانہ اتنا بھی نہ رہا کہ بروقت ضرورت کام آوے، اب اسماعیل کو ضرورت ہوئی
کہ اونکی تنخواہ وغیرہ دینے کے لیے وہ اسباب نکالے کہ امیر مرحوم نے صرف عزت کے لیے جمع کیا تھا
اور سب اہل فوج وغیرہ اسی طرح اسماعیل پر ناز کرتے رہتے تو بیشک وہ اس اسباب کو بہت جلد تباہ
کر ڈالتا اور پھر یہ سب ارکان دولت تتر بتر ہو جاتے اب امیر سیف الدولہ کو اپنے باپ کے مرنے کی خبر
پہونچی تو رسم ماتم کر کے اسماعیل کو جھٹ خط تعزیت کا لکھا اور پیچھے اوسکے ابو الحسین ممولی کو بھیجا کہ جا کر
اسماعیل سے یہ کہے کہ مجکو حق بزرگی ہے اور واجب ہے کہ مین سب خاندان کا کفیل ہون اور تم ہمارے
میری آنکھ کے ہو یا ہمارے دست قوت کے یا انسے بھی بہتر اور مین تمھاری سب خواہش اور
خدامندی مین خوب کوشش کرتا ہونگا اور جو کچھ کہ تمکو باپ نے وصیت کی ہے اسکی وجہ یہ ہے کہ تم یا
موجود تھے اور مین اونسے دور تھا میرے لیے وصیت نکر سکے کہ وہ جلدی مر گئے اب مشورہ
یہ ہے کہ حاکم ریاست تو تم رہو اور اموال ریاست جسقدر ہے آدھوں آدھ بانٹ لین اور غرض کہ میرے عیال
اور سب خاندان کے لوگ وہان ہین اور آرامگاہ خاص وعام ہے صرف مجکو اس شرط پر دیدو کہ بلخ بانیشاپور
مع تمام علاقے کے تم لیلو اور اسماعیل نے جان لیا کہ وہ سختی اور نکبت ہے جو اللہ تعالی نے اوسکی
قسمت مین لکھی ہے اور سوای انکار اور التوای جواب کے اور کچھ نہ کیا اب والی جوزجان ابو الحارث
فریغونی واسطہ ہوا کہ ان دونون کا جھگڑا مٹا دیوے، اور دونو نکو اعتدال اور انصاف پر قایم
کردے اور یہ بھی چاہا کہ دونون میرے روبرو ملاقات کرین اور آپسمین بالمشافہہ اپنی مراد کے
موافق باتین کرلین کیونکہ روبرو مین جو کچھ لحاظ اور پاس ہوتا ہے وہ غیبت مین کم ہوتا ہے امیر
سیف الدولہ نے یہ بات پسند کی اور چاہا کہ یہ کام ہو جاوے مگر اسماعیل نے قبول نکیا اور
اوسنے اس کام مین کچھ شبہہ جانا اور ایسا خوف اوسکے دلمین بیٹھ گیا اور وہم وگمان ایسا غالب
ہوا تھا کہ اوسکا آرام بھی جاتا رہا اور مناسب جانا کہ مال جو مانگا ہے اس ملاقات سے دیدینا بہتر ہے اور
ایک دن سیف الدولہ ہمدانی کے شعر جو اوس نے اپنی بھائی ناصر الدولہ کے
حقمین بتعریض الفت پڑھے تھے مین نے اسماعیل کو سنائے شعر

بزرگی تمکو دی اللہ نے لائق تھا مین اوسکے	کہا مینے نہووے فرق مجہ مین اور بھائی مین

ان شعرون نے اوسکے دل پر کچھ اثر نکیا اور اوسکے کانون سے اوپر اوپر اڑ گئے اب امیر سیف الدولہ

حیران ہوا کہ کیا تدبیر کرے کیونکہ نرمی اور صلح سے کام نکالنا اوسکو بہت پسند تھا اور صلۂ رحم ہر وقت منظور نظر تھا اور ہر امر مین نکوکاری اختیار کرتا تھا اور پھر لاچاری کو داغ دیکر اچھا کرنا علاج جانتا تھا اور جبکہ کوئی وجہ صلح کی نہ نکلی تو اب لاچار مستعد ہوا کہ کام اپنا درست کیجیے اور جو کچھ کہ اوس سے چھین گیا ہی واپس لیجیے اور ابو الحارث کو خبر دی کہ سوای اسکے کہ اب تدارک کیا جاوے اور کچھ گنجائش نہین ہی اور جسقدر کہ ہو سکے طاقت صرف کیجاویگی اور اپنے غلامون اور تابعدارون کو لیکر ہرات کو چلا اور یہان آکر اسمٰعیل کو کچھ نرمی اور کچھ سختی اور کچھ وعدہ اور کچھ وعید اور کچھ آزار اور کچھ دھمکی کے خط لکھے مگر اوسکو کچھ بھی اثر نہوا اور پھر بار بار خط گئے یہانتک کہ اب امر تحقیق ہوا اور آتش جنگ بھڑکی اور اب سوای تلوار کے اور کسی طور فیصلے کی صورت نرہی اور امیر سیف الدولہ نے اپنے چچا بغراجق کو اپنی مدد اور رفاقت اور مصلحت خاندان کے لیے بلایا وہ بہت جلد آیا اور اوسکی متابعت پر اقرار کیا اور وہان سے بست گئے اور وہان ابو المظفر نصر بن ناصر الدین سبکتگین تھا جو دوستکام اور وفادار وہ بھی بہت جلد خدمت مین حاضر ہوا اور امیر سیف الدولہ نے مع اپنے سب ہمراہیون کے غزنہ پر مقام کر دیا اور سرداران لشکر اسمٰعیل کو خوب جانتے تھے کہ نہایت ضعیف البدن اور سست رای ہی اس لیے خطوط اور قاصد واسطے صلح اور توقف جنگ کے انھون نے بھیجے لیکن منظور خدا یہ تھا کہ جو کچھ ہوا اور سیف الدولہ نے جنگ کا آوازہ دیا اور لشکر کو خوب مرتب اور آراستہ کیا اور اسمٰعیل بھی اپنا سب سامان اور سب لشکر اور ہاتھی وغیرہ لیکر سامنے آیا اور لشکر آراستہ کیا اور صف بندی کی اور لڑائی شروع ہوئی نیزہ بازی اور تیراندازی یہانتک ہوئی کہ دوپہر ہوگئی اور دھوپ تیز ہوئی تو وہ لوگ سیف الدولہ سے ملے ہوے تھے اونھون نے پناہ مانگی اور اوسکی طرف چلے آئے اور اوسکا ستارۂ اقبال روشن ہوا اور پھر سیف الدولہ نے خود حملہ کیا اور دونون لشکر ملگئے اور خوب تلوار چلی اور ایسا غبار ہوا کہ کچھ تمیز نہوئی اور دکھائی دینے سے رہگیا بہت نیزون سے مارے گئے اور بہت گھوڑون سے روندے گئے جب غبار ہٹا تو لاشون پر لاشین پڑی تھین اور بچے کھچے خوف کے مارے بھاگ گئے اور اسمٰعیل غزنہ کے قلعے مین جا چھپا کہ سیف الدولہ نے اوسکو نرمی سے بلایا اور امان دی اور احسان اور نکوئی کا ذمہ دار ہوا جو کچھ کہ ابو القاسم ابن سیمجور اور ریکتوزون مین اسکے بعد واقعہ ہوا فخر الدولہ کے مرنے کے بعد اوسکے بیٹے مجد الدولہ کے پاس ابو القاسم گیا اور اوسکے باپ اور بھائی کے

سب لشکر اور غلامون کو جمع کیا اور سب کردی اور عرب کو بلایا بہت قوت اور جمعیت بڑہ گئی اور فائق اور
بکتوزون مین جو عداوت تھی اس لیے فائق ہر وقت حیلہ دیکھتا تھا کہ اوسکو ہلاک کرے اور ابو القاسم کو
فائق نے کہلا بھیجا کہ اگر تم بکتوزونکو عاجز کر کے نکالدو تو مین سپہ سالاری تمکو دلوا دونگا اس تعلیم نے
ابو القاسم کو جرجان سے نکالا اور نقد کو قرض پر چہوڑا اور ملک کو خطرہ تھا مین ڈالا اب ابو القاسم بقصد نیشاپور اپنے
مردمان تجربہ کار کے ساتھ جرجان سے چلا اور ابو علی ابن ابی القاسم فقیہ کو اپنا مقدمۃ الجیش بنا کر اسفرائین بھیجا
کہ وہان بکتوزون کا تھوڑا لشکر تھا امین لڑائی جاری ہوگئی اور ابو علی کی مدد پہونچی شروع ہوئی اور بکتوزون
کے لوگ نیشاپور بھاگ گئے کچھ زخمی اور کچھ شکستہ حال کچھ مارے گئے کچھ قید ہوے اب ابو القاسم
اوسکے پیچھے نیشاپور گیا کہ گویا ابر کو ہوا لیے جاتی ہے اور نیشاپور کے سامنے نہایت شوکت کے ساتھ
پڑا اور بکتوزون نے ابو القاسم کو کہلا بھیجا کہ جنگ مین کبھی ادھر غلبہ اور کبھی ادھر غلبہ اور اوسپر تکیہ
یعنی بھروسا کرنا خلاف عقل ہے اور لڑائی کا دروازہ کھولنا آفتون کا سر لینا ہے اور لڑائی ہی کر سکتا ہے
جسکو کوئی وجہ صلح اور اصلاح کی نہو وے سو جسکی اسی مین کمال ہوشیاری ہوگی وہ اپنے کو قتال اور دہشتون
مین گھسنے سے بچائیگا اس لیے رای یہ ہے کہ اب تم قہستان جاؤ کہ وہانکا حاکم ابو الحارث تمھارے
اگلے حقوق اور حسن خدمت اور عہد و پیمان کی رعایت کریگا ابو القاسم نے اس نصیحت اور مصلحت کو
نمانا ہی اور اپنے لشکر کی مضبوطی پر ناز کیا اور اوسکو لڑائی پر لے چڑھا صبح کیوقت اونھون نے
یہ نیزہ بازی اور شمشیر زنی کی کہ اونکو فتح کا یقین کامل ہوگیا اور دھوکے اور فریب سے غافل تھے
اب بکتوزون نے بھی سپہ سالاران ابو الحارث سے اپنا لشکر مرتب کیا اور نیشاپور کے روبرو
شیخہ گانون پر جنگ شروع ہوئی اور ابو القاسم نے اوسکی فوجکو دیکھا کہ سب نو عمر اور گویا شہاب ثاقب
ہین پر اوسکے لوگ اونمین ایسے گھس گیے کہ جیسے کانٹون مین آگ گھس جاتی ہے اور بہت سخت لڑائی ہوئی
کہ ادھر کے لوگ اودھر ہوگئے اور گمان ہوا کہ بکتوزون کے لوگ بھاگ گئے اور اپنا مال چھوڑ گئے
پر بکتوزون نے ابو القاسم کے قلب لشکر پر ایسا حملہ کیا کہ اونکو جگہ سے اوکھاڑ دیا اور ہزیمت
و شکست سخت ہوئی کہ ابو القاسم فقیہ جو اوسکا بہت معتمد اور بڑا رکن تھا گرفتار ہوگیا اور خود ابو القاسم
اپنی جمعیت سراسیمہ اور شکستہ کو لیکر قہستان کو بھاگا اور یہ واقعہ ۳۸۵ ہجری ربیع الاول کا ہے
اور بکتوزون نے یہ خوشخبری فتح کی بخارا لکھ بھیجی کہ سب لوگ بہت خوش ہوے مگر فائق بہت دل

مطابق ۹۹۵ء

اور اندوہگین ہوا اور ماتم کیا اب پھر ابو القاسم اپنا سامان اور حال درست کر کے بوشنج پر گیا کہ اوسپر ناو خل
کرے اور بکتوزون بھی گیا کہ بوشنج کو اوسکے قبضے سے نکالے طرفین کے قاصد نامہ و پیغام صلح کے لانے
لگے اور صلح ہوگئی اور ابو القاسم معروف ابو سہل کو اسکی ضمانت مین سپرد کیا اور باہم اتفاق ہوا اور جھگڑا مٹ گیا
اور ابو القاسم تو قہستان اور بکتوزون نیشاپور رجب ۳۸۳ہجری مین چلے گئے اب   مطابق ۹۹۳ع
فائق اور ابو المظفر محمد ابن ابراہیم وزیر مین کسی کام اور کسی مال کی تدبیر پر عداوت ہوگئی اب فائق ابو المظفر کے
درپے ہوا اوس نے ابو الحارث بادشاہ کے پاس پناہ لی اور بادشاہ نے اوسکو اپنے گھر مین بحفاظت رکھا
اور فائق نے بادشاہ سے کہا کہ ابو المظفر کو میرے حوالے کردین بادشاہ نے فائق سے ترش ہوکر سخت کلام
کیا اور وہ دربار سے باہر نکلا ایسا اوس سے ظاہر تھا کہ ترک مین جاوے اور ملک مین خلل ڈالے سو بزرگان
بخارا نے فائق کی آتش کو ٹھنڈا کیا اور امیر ابو الحارث سے اوسکی خطا معاف کروا دی اور آپس مین پھر صلح
ہوگئی اور ابو المظفر وزیر جوزجان کو بھیجا گیا اور ابو القاسم برمکی وزیر ہوا اسکے باب مین جو راہی
مضراب بوشنجی شاعر کی ہو درست ہی شعر اوّل شعر

بہت دسنے ہم کہہ رہے ہین ہمیرا	زمانے نے کو اس انقلابات پر

نام اس ابو القاسم کا افضل تھا یہ شخص نہایت بخیل تھا جب وزیر ہوا تو سپاہی اور ارکان دولت مین بابت
وظائف معمولی اور تنخواہون کے مناقشہ ہوا اور بے قوت اور بے سامان محض اوسنے مقابلہ کیا تو
ترکون کے گرز و تیغ اوسکی گردن توڑ ڈالی اور ہڈیان کچل ڈالین اور کسی نے یہ شعر کہا ہی شعر اوّل شعر

یہ کہتا ہی بخیل کہ ہون بیوقوف	جو مین چھولون اوسکو تو ہون بیوقوف

اوتار لانا سیف الدولہ کا اسمٰعیل کو قلعہ غزنین سے

سیف الدولہ اپنے بھائی اسمٰعیل کو قلعے پر سے امان اور ضمانت دیکر اوتار لایا اور سب کنجیان
خزانون کی لیلین اور سب خزانون اور دفینون پر قبضہ کیا اور سب شکستہ حالی دور ہوئی اور پھر رونق
اور حال اوسکا درست ہوا اور اپنے معتمدین اور کار پردازان حمایت شعار کو غزنہ مین آباد کیا اور سب
اولیا اور ارکان دولت کو لیکر بلخ چلا جو کچھ اوسکے باپ کے بعد کام بگڑ گیا تھا درست ہوگیا اور جس امر مین
کوشش کی اوسکا بندوبست ہوگیا اور بلخ اور اوسکے سب اطراف آدمیون اور ہاتھیون سے
بھر گئے اور امیر ابو الحارث کو لکھا کہ مین پھر آیا اور جو امر کہ درمیان میرے اور بھائی کے تھا وہ فیصل ہوا

اور مین بجای اپنے باپ کے حامی اور مددگار سلطنت کا ہون اور احسان بادشاہ کے بسقدر مجھپر ہین
یاد ہین اور خوب جانتا اور پہچانتا ہون تو بادشاہ نے ابوالحسن علوی وصی ہمدانی کو بھیجا کہ پیغام تہنیت
پونہچا وے اور اوسکے آنے پر خوشی ظاہر کرکے بلخ اور ترمذ اور ہرات اور بست مع اونکے
سب متعلقات اور مضافات کے اوسکے لیے مقرر کیے اور نیشاپور کے دینے مین یہ عذر کیا کہ بکتوزون
کا اوس پر سے موقوف کرنا دشوار ہی مگر کسی بہانہ سے ہوگا سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ سب منافقہ
حاسد ونکی کا بیازی اور دھوکہ بازی سے ہی اور کینے کا علاج نہین اور حصول مطالب نکوئی و
احسان نہین ہوتا ہی اور نہایت عمدہ اور نفیس تحفہ کہ بڑے سخی اوسکے دینے پر بخل کرین اپنے معتمد
ابوالحسین حمولی کے ہاتھ سرکار مین بھیجے اور حکم دیا کہ بادشاہ سے ہمارا پیغام اوسوقت کہنا کہ تخلیہ ہووے
اور کوئی بدگو اور خلل خور یہ راز نہ سنے تاکہ خوب عزت ہووے اور ہمارا اعتماد رہے اور یہ بھی عرض کرے
کہ خراسان مین میرا خیمہ لگانا صرف حضور کی دوستی اور ولایت کی درستی کے لیے ہی پر حمولی نے اس کام
خدمت سے اعراض کیا کہ اوسکے پونہچتے ہی وزارت خالی ہوئی اور اوسپر پیش کی گئی اور قاصد گری
چھوڑی وزارت اپنے لگا اور خوب کوشش استقلال کے ساتھ یہ ہوا اور ارادہ کیا جو امر کہ شکستہ اور
پراگندہ ہی اوسکا انسداد کرے اور جو راز کہ ظاہر ہوگیا ہی اوسکو چھپاوے پر جو عطر کہ بگڑ گیا ہو عطار
اوسکو درست نہین کرسکتا ہی اور منصور ابن شاعر نے یہ شعر مجھے سنائے شعر اول شعر

زمانے کو اس انقلاب بتر	بہت دن سے ہم کہہ رہے ہین برا

جب امیر سیف الدولہ کو حال معلوم ہوا کہ اس قدر رای مین اختلاف ہی اور تدبیر اور خواہش مین ایسی
سستی ہی اور ملک بسبب نرمی ہوا خواہون کے قریب زوال ہی اور یہ لوگ صرف اپنی غرض اور مطلب کے
خواہان ہین اپنے عمدہ سپہ سالاری پر نیشاپور کا مع اپنے سب امرا اور غلامون کے قصد کیا اور جب
بکتوزون نے سیف الدولہ کا چلنا سنا تو نیشاپور سے بھاگ نکلا کہ اپنا سامان اور اسباب بچاوے
اور اوس سے بہت ڈرا اور امیر ابوالحارث کو اپنا نکل جانا نیشاپور سے اور سب حال لکھ بھیجا اب امیر
ابوالحارث کو نشہ نو عمری اور لڑکپن کی عقل اور بے تجربہ کاری نے آمادہ کیا کہ خراسان جاوے
اور بکتوزون کی مدد کرے اور جیسے تیر کمان سے نکلکر جاتا ہی یا جیسے رو بانی کے ڈھلان پر سے
بہتی ہی ایسا جلد چلا اور سرخس پونہچا اور امیر سیف الدولہ کو معلوم ہوگیا کہ یہ صرف بسبب دھوکے بازی اور

سست تدبیری ہوا غور ہونے لگے ہوا ہی کیونکہ اون لوگون مین اتنی قوت نہین ہے کہ امیر سیف الدولہ کا مقابلہ
کر سکین گیے اس لیے کہ امیر اگر ایک چنگاری بھی اوپر کھینچ مارے گا تو وہ انکو جلا کر راکھ کر دیگی کہ آندھی لے اوڑیگی
اور ہوا مین پر واو بچھو اوسکو اوڑا دینگی لیکن امیر سیف الدولہ نے یہ خیال کیا کہ حقوق اور عہود اس سلطنت کے
ہم پر بہت ہین اور چاہیے کہ اسکی حرمت اور حشمت کے باقی رکھنے کے لیے ہم چشم پوشی اور پردہ داری کرین
جبتک کہ نیشاپور بدلیل و حجت ہماری طرف رجوع نکرے کہ جسسے قریب اور بعید اور شہری اور صحرائی
گواہ ہو جاوین یعنی امیر ابو الحارث کا لڑنا اور حق ندینا جبتک سب پر خوبی کھل نجاوے ہمکو کچھ نکرنا چاہیے
چنانچہ زاغول کے پل پر کہ مرو الرود مین ہے خیمہ لگایا اور نگران رہا کہ حقیقت کھلجاوے اور سب تدبیر
معلوم ہو جاوے اب بکتوزون امیر ابو الحارث کے پاس حاضر ہوا اور وہان فائق بھی اپنے سب لوگ
اور غلام لیے ہوے موجود تھا بادشاہ نے اوسکا چلا آنا قصور سمجھا تو اوس نے جانا کہ بادشاہ نے
میری عزت نکی اس لیے یہ قصور بادشاہ پر لگا کر فائق سے گلا کیا فائق نے اوس سے بڑھکر بادشاہ کا
گلا کیا سو دونون مل گئے اور بادشاہ کے عیب اور سختی مزاج اور بدخوئی اور بدخلقی خوب بیان کی
اور لشکر کو برانگیختہ کیا کہ بادشاہ کو بادشاہت سے نکال دین اور اوسکے بدلے اور مقرر کرین کہ جب راحت
ہووے سو سب لشکر اونکے ساتھ ہو گیا کہ نئے کام مین لذت جانتے ہین اور بادشاہ کا ضعیف
ہونا غنیمت ہوا اور بکتوزون نے بادشاہ کو کہا کہ ایک امر ضروری کے لیے لشکر جمع ہوا ہی اور
آپکا اوسمین نظر اور فکر کرنا ضرور ہی اور آپکی رای اوسمین شامل ہونی لازم ہی سو جب بادشاہ آیا اوسکو قید
کر دیا اور حکم کیا کہ اسکی آنکھون مین سلائی گرم پھیری جاوے اور اوسکی دردمندی پر رحم نکیا جاوے
اور وہ نہایت خوبصورت اور صاحب جمال تھا اور اسوقت بادشاہ نے اپنی تین حاجتین نہایت
عاجزی سے بیان کین جو بہت آسان ہین منجملہ اونکے ایک یہ بھی ہے کہ میری والدہ کو طلب مصادرہ سے
محفوظ رکھنا تا لوگ اوسکو اسوجہ سے نہ دیکھین سو بکتوزون نے انہین بہت ہی سنگدلی سے انکار کیا
کہ اوسکے سینے مین اور بھی آتش حسرت بھڑکی اور رنج اوسکو دو چند ہوا آخر بکتوزون اور فائق نے
اوسکے بھائی عبد الملک بن نوح کو کہ اس سے چھوٹا اور ضعیف تھا اسکے قائم مقام بادشاہ کر دیا اب
یہ فتنہ اور فساد دیکھکر خلقت بہت مضطرب ہو گئی اور لوگون کو خبر ہوئی کہ سیف الدولہ زاغول کے پل پر
پہنچی تو سب کے سب ایسے ڈر کے بھاگے کہ گدگا وحشی سوار یا کتے سے ڈر کر بھاگتی ہی اور مرو مین جا کر دم لیا

سیف الدولہ نے ان دونونکو کہلا بھیجا کہ تمنے اپنے ولی النعمت کے ساتھ یہ کیا کیا کہ حشمت اوسکی زائل کی اور اوسکا
حق حرمت ضائع کیا تمکو نہ کچھ دین کا پاس ہوا نہ کچھ اسلام اور مسلمین کا لحاظ رہا نہ یہ ڈر ہوا کہ فتنہ کہ یہ ہمارا قیامت تک
لوگونکی زبان پر رہیگا اور ایسا ہی کئی بار کہلا بھیجا پر یہ دونون سیف الدولہ کو دھوکا اور فریب دیتے تھے
کہ ہمین انکو فرصت ملتی تھی اور طمع دیتے تھے کہ عبد الملک بن نوح جو اب پادشاہ ہے اوس سے کہکر تمھاری
مرتبت اور ولایت مین زیادتی کر دیجاویگی پھر سیف الدولہ کی یہ رای ہوئی کہ اپنے خیمے گاہ سے مرو کے روبرو
خیمہ لگائے یا بلطائف صلح ہووے یا تلوار کا کام ہووے جب ان لوگون نے سنا کہ سیف الدولہ مرو پر آگیا تو اونکے
پیٹ مین نامردی اور اونکے اعضا مین سستی اور اونکے خون مین خوف پیدا ہوا اور جانا کہ ہمنے بہت برا
کیا تو اب دعا مانگنے لگے کہ اللہ ہمپر رحم کرے ورنہ ہم تباہ ہو جاوینگے لیکن اللہ تعالی کی یہ مرضی ہوئی کہ اونکو
سیف الدولہ کی تلوار سے بدلہ دیا جاوے پس سیف الدولہ نے اونپر ایسی تلوار چلائی جیسا مینہ برستا ہی
مگر اس بارش مین تباہی ہے اور اس ابر مین ہلاکی اور عذاب ہے جس گنہگار بستی پر خدا کا عذاب ہو تو ایسا ہی ہوتا ہے
اب فائق اور بکتوزون اپنے انبوہ کو لیے ہوے مع تمام لشکر کے سیف الدولہ کے مقابلے مین نکلے
اور بہادری خوب ظاہر کرنے لگے اور بزدلی چھپانے لگے اور دکھانے کے لیے کچھ آگے بڑھتے تھے
اور حقیقت مین پیچھے رہتے تھے اب زمین باوصف فراخی کے انپر تنگ ہو گئی اور راستے اطراف
ممالک کے بند ہو گئے اور رسوائی انکی بہت ہوئی اور ہوا ہی ادبار انپر ہر طرف سے چلنے لگی اور انکا یہ حال
ہوا کہ باوجودیکہ جانتے ہین کہ ہلاک ہوتے جاتے ہین پر ہلاکت مین ایسے گھسے جاتے ہین کہ گویا
پروانہ آگ مین گھستا ہے اور خود اپنے ہی ہاتھون تباہ ہوتے جاتے ہین اب پھر سیف الدولہ کے
پاس قاصد آئے کہ صلح پر موافقت کرین اور اس ہلاکت سے بچین اور موت سے جان بچاوین سیف الدولہ
جانتا تھا یہ لوگ جو کہتے اور کرتے ہین دھوکا اور فریب ہے پر صلح اس لیے کی کہ خلقت مین اپنا عذر متحقق
ہو جاوے اور سرکشی سے برات ہو جاوے سو بجز اسکے کہ صرف خیمہ کوچ کے لیے اور نیزہ
رجوع کے لیے اوکھڑے اور کچھ نہوا یہانتک کہ اوباش اونکے پیچھے پڑے کہ اونکے لشکر
لوٹین اور اپنے دلمین کیا کیا گمان کرتے تھے گویا موت پر جلدی کرتے تھے اور سانپ کی دم کو چھیڑتے تھے
کاش انکو شعور ہوتا اب سیف الدولہ کو معلوم ہوا کہ یہ لوگ گمراہ موت مین گھسے جاتے ہین اور حرص
وطمع مین گردن باندھ رکھی ہے اور اونکے بزرگ و دانا اس گمراہی اور بدروشی سے منع نہین کرتے ہین

تو جان لیا کہ یہ ارادہ ہی ہے اور یہ مرض سرکشی اور دشمنی کا ہے اور یہ بھی اوسکو یقین ہوا کہ وہ لوگ پوشیدہ شامل ہین
کیونکہ یہ سب حرکت جو اپنی ہمت سے ترکی تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ بحکم کام ہوتا ہے اس لیے سیف الدولہ نے حکم دیا کہ بلوے اون
پر نقارہ جاری ہوے تو اوسکے لشکریون کو جوش آیا کہ اونکو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور اونکے ساتھ لڑنے مین اشتغال
کیا اور لشکر مرتب کیا گویا آفتاب مین اور داہنے اور بائین طرف پہاڑ کھڑے کر دیے اور انکے گرد دو سو
ہاتھی کھڑے کیے اور سیف الدولہ قلب لشکر مین کھڑا ہوا اور اپنے دونون بھائی نصر اور اسماعیل کو اور
حاجب بغراجق کو اپنے ساتھ لیا ابو فراس نے گویا اس بات مین شعر کہے ہین شعر اول شعر

مرا گھوڑا ہی ایسا خوب مضبوط	کہ ہی ثابت بوقت نیزہ بازی

اور یہ سب سامان لیکر سیف الدولہ اونکی طرف روانہ ہوا گویا اونپر قیامت آئی اور سوای حسرت اور ندامت کے
اور کچھ اونکو نتھا اور آپسمین ایک دوسرے کو ملامت کرتے تھے کہ اپنے اوپر یہ کیا مصیبت سخت لی ہی لاچار
وہ بھی مستعد ہوے پیادہ اور سوار اطراف خراسان اور ماوراء النہر سے آئے ایسے مختلف رنگ اور
صورتون کے لوگ اکھٹے ہوے کہ گویا عید کا دن ہے اور اسقدر تھے کہ کبھی اتنے کسی لڑائی مین جمع
نہوے تھے لیکن جو لوگ کہ پہلے اس سلطنت مین نہایت تجربہ کار اور بہادر تھے وہ نہین آئے اب
ایسے طور اور ترتیب سے انھون نے بھی لشکر قایم کیا اور لڑائی جاری ہوئی اور نہایت سخت لڑائی ہوئی
اور جہان گرد آباد ہو گیا اور آنکھون مین سرخی چھا گئی اور سیف الدولہ خود جنگ مین شامل ہوا کہ تلوار اور تیر
اور نیزے سے خوب کام کیا اور صبح سے شام تک برابر لڑائی رہی اور وہ لوگ اس لڑنے سے
گھبرا گئے اور چاہا کہ ایکبار حملہ ہو کہ جس سے اقبال و ادبار کا فیصلہ ہو جاوے تو سب کے سب داہنے بائین گرے
اور کیا کیا اپنے دلمین گمان کیے مگر مرضی خدا کی کہ سب کام الٹے ہوے اور جو امر کہ اپنے ولی نعمت
یعنی منصور کے ساتھ کیا تھا اوسکے وبال مین مبتلا ہوے اب امیر سیف الدولہ نے اپنے اون لوگونکو
لیکر کہ اوسکے گرد تھے حملہ کیا سو ایسی سخت لڑائی ہوئی کہ سب کے پانون اوکھڑ گئے اور گردنین ٹوٹین اور
نیزے گر گئے اور جانین ٹھنڈی ہو گئین اور اتنے مین رات ہو گئی سو ہر طرف بھاگے اور ہلاکی اور ادبار
کی اونپر خاک پڑی اور ایسے منتشر ہوے کہ پھر کبھی دو ملکر نہ بیٹھے یہ بہت بڑی یادگار ہے اور عبد الملک
بن نوح مع چند آدمیون کے کہ فائق بھی اونمین تھا نکل گیا اور بکتوزون نیشاپور بھاگا اور ابو القاسم
قہستان گیا اور سیف الدولہ کو اللہ نے مدد اور بخت عنایت کیا سلطنت آل سامانی اور ملک

مطابق سنہ ۹۹۵ع

خراسان سنہ ۳۸۵ ہجری میں اوسکو ملا اور یہ رای نہوئی کہ بکتوزون اور ابوالقاسم سیمجور کو
پھر جمع ہونے دیوے اور آمین بہت جلدی کرے اس لیئے اپنا لشکر لیکر طوس روانہ ہوا اور بکتوزون
وہانسے جرجان بھاگا کہ اوسکے پیچھے ارسلان جاذب کو دوڑایا اوس نے اوسکو جرجان سے بھی بھگایا کہ حدود خراسان
سے نکل گیا اور سیف الدولہ نے کچھ لشکر اوسکو دیکر طوس کا حاکم کر دیا اور خود بجانب ہرات چلا کہ وہان کا جاکر
بندوبست کرے بکتوزون نے جو دیکھا کہ سیف الدولہ ہرات گیا فوراً پھر آیا اور نیشاپور پر قبضہ کیا اور
اوسکو یہ گمان تھا کہ یہ کام مین سلطنت کے لیئے کرتا ہون حالانکہ وہ تو ختم ہو چکی تھی سو سیف الدولہ کو ابھی کچھ
توقف نہوا تھا اور گھوڑے کا اوسکے پسینہ بھی نہ سوکھا تھا اوسیوقت حملہ کرنا پڑا تو ابی ورد کو بھاگا اور
سیف الدولہ نے اوسکے لیئے دوڑ بھیجی یہ مرو کے جنگل مین جا گھسا کہ شاید یہان بچ جاوے اور پھر مرو
الروذ مین گیا اور وہان چاہا کہ اوسکا مالک ہو جاوے اور اوسمین بحفاظت رہے تو سیف الدولہ کے
لحاظ اور اوسکے شکر احسان کے سبب مروالروذ کے ساکنان نے اوسکو یہان ٹھہرنے سے منع
کیا تو اوسنے اونکو کچھ لوٹ مار کر آمل کے جنگل کی راہ لی اور دریا جیحون سے اوتر کر بخارا پونہچا اور جب کہ
خراسان بکتوزون اور اوسکے ہمراہیونسے خالی ہوا تو سیف الدولہ نے ارسلان جاذب والئے طوس کو قہستان
بھیجا کہ ابوالقاسم کو جو باوجود بے سامانی کے اپنے سامان کی فکر مین ہے وہانسے نکال دے تو کچھ جھگڑا
ہوا اور ابوالقاسم کو طبس کیجانب نکالا اور سیف الدولہ نے اپنے بھائی نصر کو خراسان کی سپہسالاری دیکر
نیشاپور بھیجا کہ مثل آل سیمجور کے فرمانروا ہووے اور خود بلخ کو چلا کہ اپنے باپکی قرارگاہ پر دار السلطنت
اور تختگاہ مقرر کرے اور اس سفر مین یہ اتفاق ہوا کہ مروروذ مین سیف الدولہ شکار پر مصروف تھا اور
اوسوقت اوسکے ساتھ اوسکا بھائی اسمٰعیل اور نوشتگین کاج اوسکا مدار اوسکے ساتھ تھا جب وہ
شکار مین مصروف ہوا تو سردار مذکور نے ارادہ کیا کہ سیف الدولہ کو قتل کرے اور تلوار پر ہاتھ ڈالا اور
اسمٰعیل سے اشارہ کر کے مشورہ لیا کہ سیف الدولہ کی نظر اوسپر پڑی اور سردار کا اوس سے مشورہ لینا اور
اسمٰعیل کا منع کرنا سب اوسنے دیکھا بس جو اعتماد کہ اوسکو اسمٰعیل پر تھا جاتا رہا اور سلطان سیف الدولہ کو
خیمے مین آیا اور سردار مذکور پر اپنے خاص غلام متعین کیئے کہ اوسکو مار اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے اور
پھر اسمٰعیل کو بلایا کہ اوسنے عذر لاعلمی ظاہر کیا آخر بات سے خط و کتابت جاری ہو کر یہ ٹھہری کہ سیف الدولہ
اپنی جان اور ملک کی اوس سے خود احتیاط اور حفاظت رکھے کیونکہ دو چھری ایک میان مین نہین

رہ سکتی ہین اور مجکو یہ معلوم ہوا ہی کہ سلطان سیف الدولہ نے ایک مجلس محبت مین خوشخاطر اور خوشدل ہوکر اسماعیل سے گفتگو کی جیساکہ مین اب تیرا حاکم اور قابض ہون اگر ایسے ہی تم مجھپر قابض ہوتے تو میرے لیے کیا کرتے اوسنے اپنی خوشی اور سرور مین صاف کہدیا کہ میری رای یہ تھی کہ مین کسی قلعے مین تمکو مع سب تمہارے گھر اور غلامون کے نظر بند رکھتا اور بقدر کفایت وظیفہ پوہنچایا کرتا پس سیف الدولہ کو اوسکی طرف سے اب شبہہ آتو یہی معاملہ جو اوس نے کہا تھا اوسکے ساتھ کیا اور آلوالحارث والی جوزجان کے اوسکو حوالے کردیا کہ جو اوسکی حاجت ہو وہ ادا کرتا رہے اور جو اسکا قصد ہو اوس سے بہرہ مند کرے پس یہ کام بادشاہ کا حقیقت مین کرم کے لیے زینت ہی اور بادشاہونکی کوشش اسکے آگے گرد ہی اور یہ کام اگرچہ بوجہ قرابت کیا ہی پر سیف الدولہ کا یہی حال بیگانون کے ساتھ بھی ہی کہ اونکی گردن گناہ اور خطا کی سبب اونچی نہین ہوسکتی ہی اور باوجود قصور کے اونکو چھوڑ دیتا ہی پس ایسا آمرزگار اور بردبار کوئی اور نہین سنا گیا اور یہ آمرزگاری اور بردباری قابو مین ہی اور بادشاہ دانا وہ ہی کہ غصے مین ایسی وہ چیز ضبط کرے جو خوشی مین دی بھی سکے مثلا مال جو لیوے تو دے بھی سکتا ہی لیکن جان جو تلف کر ڈالے تو واپس نہین ہوسکتی ہی +

امیر المومنین قادر باللہ خلیفۂ عباسی نے سلطان سیف الدولہ کو لقب دیا

خلیفہ قادر باللہ امیر المومنین نے سلطان سیف الدولہ کو ایسا خلعت دیا کہ کبھی ایسا نہ سنا گیا تھا اور اوسکو اپنے خط مین یمین الدولہ امین الملۃ لقب دیا کہ لقب گویا مثل موتی کے سیپ کے پیٹ مین پوشیدہ تھا کہ بہت غوطہ خورون نے اوسکو ڈھونڈھا اور بہت بادشاہون نے رغبت کی پر کسیکو نہ ملا سو یہ تخت سلطنت پر جلوہ آرا ہوا اور یہ خلعت پہنا اور اطاعت خلیفۂ وقت امیر المومنین قادر باللہ کی خوب ظاہر کی اب سب امرای خراسان اسکی خدمت مین حاضر ہوے اور موافق قاعدۂ خدمت اور لزوم ہیبت کے کھڑے ہوے اسنے سبکو حکم دیا کہ اس مجلس انس مین بیٹھین اور اپنے غلام اور خواص اور سرداران فوجکو عمدہ عمدہ خلعت اور لباس دیے کہ ایسے مال اور کسی سلطنت مین یا کسی کے دلمین نہ سما سکین خراسان اسکے حکم کا اب فرمان پذیر ہوگیا اور منبرون پر خطبے مین اسکا نام جاری ہوگیا اور سب امور اور سب پرگنے اور عملداری اسکے ساتھ متعلق ہوگئے اور اسکا انتظام جاری ہوگیا اب اسنے لازم کرلیا کہ ہندوستان پر ہر سال لڑائی کیا کرے

عبد الملک ابن نوح پھر بخارا مین آیا

عبد الملک بن نوح کچھ بچا کچھا لشکر لیکر مع فائق کے بخارا مین آیا اور پیچھے سے ایلکتوزون بھی اپنے چند

آدمی لیکر آن ملا اور عبد الملک کے یارون نے اس جمعیت پر بادشاہی کا لالچ کیا اور اسے اقبال ... کے ...
فال لی اور دوبارہ لڑائی کا مشورہ کیا اور اسوقت شعبان ۳۸۹ سنہ ہجری مین فائق مر گیا اور یہ ان
کی نیت اور ان سب مین سردار تھا اور لقب اسکا عمید الدولہ تھا اب انکے دل اور بھی سست ہو گئے کہ
اوسکے مرنے سے انتظام جاتا رہا اور ایلک خان بخارا آن پونہچا اور ظاہر کیا کہ مین عبد الملک اور اوسکے
لشکر کی مدد کے لیے آیا ہون اور حقیقت مین اوسکو منظور یہ تھا کہ دھوکے اور فریب سے اونکو پکڑ کر مار ڈالے اور
ان سب نے اپنی مصیبت اور سختی کے لیے اوس سے مدد مانگی اوس نے اچھی اچھی باتین کین اور خوب
دم دیا ایک روز بکتوزون اور فائق والا انیا ستگین اور سرداران شاہی صبح کیوقت ایلک خان کے پاس
آئے جب وہ لوگ اطمینان سے بیٹھ چکے تو حکم دیا کہ یہ سب قید کیے جاوین اور انکے ہتھیار چھین لیے جاوین
سو سب پکڑے گئے اور جو بھاگا سو بچا اب یہ خبر عبد الملک کو پونہچی تو اپنا حال اور سب قلیل اور سست
دیکھکر سوای روپوشی کے اور کچھ سمجھ مین نہ آیا اور ۳۸۹ سنہ ہجری ذیقعدہ کی دسوین تاریخ منگل کے
دن ایلک خان بخارا مین چلا آیا اور خاص محل شاہی مین آکر عبد الملک کو ڈھونڈھا اور پکڑ لیا اور اوزکند
مین بھیجدیا گیا کہ وہان جاکر مر گیا اب سلطنت آل سامان ماوراء النہر اور خراسان پر ختم ہوئی اور ایسے
گئی کہ گویا کبھی آباد بھی نہ تھے اور اگلی سلطنتونکا بھی یہی حال ہوا ہی اور یہ بڑی عبرت کی بات ہے

مطابق ۹۹۹ع

ذکر ابو ابراہیم اسمعیل منتصر ابن نوح کا اور اوسکا ماجرا ایلک خان کے ساتھ ماوراء النہر پر اور ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین کے ساتھ خراسان پر

جب ایلک خان بخارا مین گیا اور ابو الحارث نابینا اور عبد الملک اور ابی ابراہیم اور ابی یعقوب اور
ابی صالح فرزند امیر نوح ابن منصور رضی کو اور اونکے چچا ابی زکریا ابی سلیمان ابی صالح غازی وغیرہ
سب خاندان سامانی کو گرفتار کیا اور حکم کیا کہ ہر شخص الگ الگ حجرے مین قید ہین کہ آپسمین مشورہ
نہ کرسکین کیونکہ آپسمین سکے لیے احتیاط ہی مگر ابو ابراہیم قید خانے مین سے اوس لونڈی کا لباس
پہنکر نکل بھاگا جو ان قیدیون کو دیکھنے اور کھانا دینے آتی تھی جیسا کمیت شاعر اپنی
جورو کا لباس پہنکر قید خانے سے نکل بھاگا تھا اور منتصر وہانسے بھاگ کر ایک بڑھیا کے پاس
جا چھپا جب اوسکی تلاش موقوف ہوئی تو بامید اعانت خداوندی خوارزم گیا اور بیان اسکے پاس

سب چھپے لگے پیچھے پیچھے پیادہ سوار فوج سلطنت آن جمع ہوئے کہ کچھ جمعیت اکٹھی ہوگئی سالار بلو
حاجب بخارا چلا اور ایلک خان پہر رات کے وقت کہ وہ غافل ہوتے تھے جا چھاپہ مارا اور خوب تلوار چلائی
اور جعفر تگین کو مع ستر آدمیون کے پکڑ کر جرجان کو چلدیا اور کچھ باقی ایلک خان کے پاس بھاگے
کہ اونکا ارسلان نے تعاقب کیا اور اونکو مارتے مارتے حدود سمرقند تک لیگیا سمرقند پر تگین خان
ایلک خان کا نائب لشکر جرار لیے ہوئے موجود تھا وہ اس سے کوہک کے پل پر آن بھڑا اور اس فوج
شکستہ کی مدد کے لیے لڑنیکو موجود ہوا سوار سلان اوسپر نہایت سختی سے حملہ آور ہوا گویا زمین پر آگ
لگادی لاچار تگین خان بھاگا اور جو کچھ مال اوسکا ہاتھ لگا وہ اپنی درستی سامان مین صرف کیا ادھر ادھر
ابو ابراہیم منتصر اپنی کچھ جمعیت لیے ہوئے بخارا آیا اہل بخارا اوسکا یہ حال خوش دیکھکر خوش ہوئے کہ بامراد
آیا ایلک خان کو خبر آئی کہ ابو ابراہیم آیا تو اوسنے اپنے ترک اکٹھے کیے اوس سے لڑائی کی تیاری کی اور
ارسلان جاذب کی مدد مین آنے کے لیے پھر الیکن ادھر مین سے احتیاطاً آمل شط پر گیا وہانکا سب مال
سمیٹا اور جب اوسمین لشما سکا تب ابی ورد کے جنگل مین چڑھ گیا اور اوسپر بھی قبضہ کیا اور نیشاپور کا قصد کیا
اور وہان سپہ سالار نصر ابن ناصر الدین سبکتگین تھا اور نیشاپور سے چار کوس پر دو گانون مین بغاغن اور
لبشجہ ان دونون کے درمیان جنگ ٹھہری اور یہ بدھ کے دن اٹھائیسوین ربیع الاول ۳۹۱ھ کو
بہت سخت لڑائی ہوئی اور ابو ابراہیم کی فوج نے نصر کی فوجکو آن گھیرا آیہ نصر کی فوج کو یہ مصلحت سوجھی
کہ ہرات چلے جاوین کہ شاید اللہ مدد کرے آخر شب کوچ کردیا اور فجر ہوتے ہوئے بوزجان پونہچے
اور منتصر نیشاپور پر قابض ہوگیا اور بہت فوج اوسکے پاس جمع ہوگئی سلطان یمین الدولہ امین الملت
یہ سنتے ہی نیشاپور کو چلا منتصر نے جو سنا تو اسفرائین کو چلا گیا اور اپنے ساتھ سب پیدل لیے اور
باقی اپنے لوگونکو اطراف اور پرگنونپر پھیلا دیا کہ محصول لیکر آوین تا سب اخراجات اور تنخواہ فوجمین کام
آوے لیکن اسنے سنا کہ دوڑ آتی ہے تو وہانسے بھی بھاگا اور شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر کے پاس بامید
مدد فریادی پونہچا اوس نے اسکی خوب مدد کی اور اتنا دیا کہ یہ راضی ہوگیا اور ایک بارہی اسقدر دیا کہ دس
بیل معہ سونیکی جھولون کے اور تیس بہت اچھے گھوڑے معہ اونکے برقع اور جھولون کے اور بیس خچر
اور کہ اونکے ساتھ پچاس اونٹ اسباب اور فروش نادر اور عمدہ اور طبرستان کے بودیے اور عجائبات
خزانے جرجان کے لدے ہوئے تھے دیے اور سوا اسکے دس لاکھ درہم اور تیس ہزار دینار اور

ڈیڑھ سو تھان دیبائی شوشتر اور سقلاط عضد شاہی اور فخر شاہی اور طاقے اور سب کپڑے معتبر ہی دیے اور اوسکے
لشکریونکو عنایات دین کہ اونکے کام آوینگی اور کہا کہ آپ ری کو جائیے کہ وہانکے لوگ بہت سست اور ضعیف ہین
اور دشمن کے حملے کی تاب نہیں لا سکتے اور علاوہ اسکے اونمین آپس مین نفاق بہت ہی اس سبب سے جو جاتا ہی
اوسپر قبضہ کر لیتا ہی اور اپنے دونون بیٹے دارا اور منوچہر کو لشکر جیل اور دیلم اور کردی اور عرب دیگر اوسکے ساتھ
کیا کہ منتصر کی اس ولایت کے چھڑانے مین امداد اور اعانت کرین اور ہر طرح پر اوسکے شریک حال ہین
تاکہ پھر اوسکو اپنی ولایت خراسان کے لینے مین قوت حاصل ہووے منتصر نے یہ مشورہ بہت پسند کیا اور استخارہ
کیا اور وہانتک چلا کہ ری پر جا پونچا اہل ری نہایت خوفناک ہوے اور آپسمین کہنے لگے یہ کیا آیا گویا
آفتون اور مصیبتونکی جڑ آئی ہی غرضکہ چند سردار لوگ ذی حوصلہ اور دل چلے بھی ری سے باہر نکلکر اوسکے مقابلے
کو روبرو آئے اور ڈیرے لگائے اور پوشیدہ چند معتمد ارسلان بالو اور ابو القاسم سمجور وغیرہ کے پاس بھیجے جو
منتصر کے معتمد تھے کہ کسی حیلے اور بہانے سے منتصر کو یہانسے ٹالین اور اونکو کچھ مال بھی یا وعدہ اپنی طمع اور
امید پر فریب بازی کے لیے موجود ہوے اور منتصر کو سمجھایا کہ سلاطین مشرق یعنی آل سامان باوجود اپنی
عزت اور عظمت کے تیری تعظیم کرتے ہین تو تجکو بہت ہی نازیبا ہی کہ جو لوگ قرابت اور دوستی کے مدعی
ہووین اونسے مخاصمت اور جنگ کرو صرف تمھارے ذریعے سے اونکو روٹی ملتی ہی اگر تمکو ملے تو
اونکے حقمین غنیمت ہی اور اگر تمکو لاچاری ہووے تو اونپر تکلیف ہی یعنی وہ تو تمھارے رنج و شادی مین شامل
ہین پس اوسکی رای کو ری سے پھیر دیا اور خراسان پر متوجہ کیا سو ری کو چھوڑا اور دامغان کو چلا اور اب
شمس المعالی کے دونو بیٹے اوس سے جدا ہو کر جرجان کو چلے گئے سو یہ تدبیر بڑی بڑی اور تقدیر
کی حقیقت کھل گئی برائی قسمت کی کوئی بھی دور نہیں کر سکتا ہی اور وہانسے نیشاپور کو چلے کہ جہان
ابو المظفر سپہ سالار موجود تھا اب اس سے وہی خطا ہوئی جو پہلے ہوئی تھی کہ احتیاطاً اوس سے کنارہ کش
ہو کر پوزجان چلا گیا اور منتصر شوال سنہ ۳۹۱ ہجری مین داخل نیشاپور ہوا اور اپنے
لوگ پرگنون پر بھیجے کہ محاصل حاصل کرین اور سپہ سالار مذکور نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ سے مدد
مانگی اوسنے داروغہ کلان مسمی التونتاش والی ہرات کو حکم کیا کہ شجاعان ترک اور دلیران ہندوستان
لیکر بہت جلد جاوے جب اوسکو اس سامان کے ساتھ تقویت ملی تو نیشاپور کو روانہ ہوا اور منتصر ارسلان
بالو اور ابی نصر ابن محمود اور ابو القاسم ابن سمجور کو لیکر اوسکے سامنے آیا اور سخت لڑائی ہوئی کہ آل سامانیہ

مطابق سنہ ۱۰۰۰ء

بھاگ نکلے اور ابوالمظفر نصر بن ناصرالدین سبکتگین نیشاپور پر قابض ہوگیا اور منتصر ابی ورد گیا اور دیکھا کہ پیچھے دو آفتین ہین تو حیران گیا یہ حال اسکا جو شمس المعالی قابوس نے سنا تو اوسکے مقابلے مین دو ہزار کردی بھیجے کہ اوسکو وہانسے بھی بھاگنا پڑا اور مدد سے مایوس ہوا اب حیران تھا کہ کدھر جاوے اور اولٹا پھر نا پڑا اسی درست جورہی کے باب مین تھی رسی پر جو کا اور چونکہ ارسلان بالو منتصر پر ناز کرتا تھا اور حد سے بڑھکر بات کرتا تھا اور جسکا یہ ارادہ کرتا تھا وہ اوسپر تکرار کرتا تھا یہانتک کہ اوسکی ہر بات پر جو اوسکے موںھہ سے نکلتی تھی جھگڑتا تھا اور یہ بھی تہمت منتصر نے ارسلان بالو پر لگائی کہ تو ہمسے عداوت رکھتا ہے کہ اوسکا رتبہ ہمارے یہان اختصاص کا ہے اور وہ اس جنگ مین کہ ہمنے ابوالمظفر سے شکست کھائی شامل تھا تو نے اپنے حسد اور عداوت سے ہمارا کام بگڑوا دیا تو اوسکی اسی مین یہ آیا کہ ارسلان بالو کو قتل کرنا چاہیے تاکہ تشفی ہووے اور یہ سب کام درست ہو وین سو اوسنے ناگاہ اوسکے ٹکڑے ٹکڑے کردیے اس خیال سے اوسکو آرام ہوا اب سارے لشکر کو یہ کام اسکا ناگوار معلوم ہوا یہ ابوالقاسم سیمجور نے منتصر کیطرف سے عذر و معذرت کرکے فتنہ فرو کیا لیکن اس سب لشکر نے یہ ارادہ کیا کہ ترکس کے سردار کی کہ اوسکا باپ فقیہ تھا مدد کرین کہ وہ منتصر کے ساتھ مدد اور سامان دینے پر تیار رہتا تو یہ لوگ ابی ورد کی راہ ہو کر وہان گئے اور وہان کا سب محاصل لیا اور جو کچھ کہ اوس سردار نے دیا اوس سے اپنا اسباب درست کیا اب یہ خبر ابوالمظفر سپہ سالار کو ہوئی کہ یہ لوگ اس طرح جمع ہوگئے ہین وہ نیشاپور سے ایک جمعیت بہادر ونکی لیکر چلا تاکہ اونکو دفع کرے اور اودھر سے منتصر آ پہنچا کہ ان دونون مین جنگ شروع ہوگئی اور بہت سخت لڑائی ہوئی منتصر کی فوجکو ہزیمت ہوئی اور ابوالقاسم سیمجور اور تونتاش حاجب پکڑے آئے کہ انکو غزنہ بھیجدیا گیا اب منتصر کو سوا ہی ہلاکی اور تباہی کے اور کچھ میسر نہوا اور ابوالمظفر باشان و شوکت واپس چلا آیا ابومنصور ثعالبی نے یہ شعر مجکو سنائے شعر اول شعر

زمانے نے دکھائی تازہ رونق	ہوے باغی شکستہ حال و پامال

منتصر بھاگتے بھاگتے اتراک غزیہ کے مقامات مین جا پہونچا ان لوگونکو بسبب شرافت آل سامان کے اور اونکے کرم و احسان کے اوسکے ساتھ توجہ اور میلان خاطر ہوا اور چڑھتے چڑھتے چلا گیا کہ ایلک خان کے پاس شوال ۳۸۴؁ ہجری مین جا پہونچا پر وہ اپنا بدلہ لینے کے لیے اوسکے درپے ہوا اور حد دشمن قند پر آکے ڈیرے لگائے اب قوم غزی نے آپس مین مشورہ کیا کہ ایک رات کو

شوال سنہ ۳۸۴؁

چھاپہ مارے اور ایسا ہی کیا کہ بیخبر آن پڑے اور خوب لوٹا اور مارا اور اوسکے بڑے سرداروں کو پکڑ کے لیگئے
اور یہ مشورہ کیا کہ منتصر کے حوالے نکرین بلکہ کچھ مال لیکر انکو چھوڑ دینگے یہ خبر منتصر کو ہوئی کہ یہ لوگ آپسمین یہ صلاح کر
رہے ہین کہ ایلک خان سے دوستی کرنی چاہیے اوران قیدیونکو واپس دینا چاہیے کہ اوسکی خدمتمین ہمکو سود
ہوگا اسسے اوسکو ایسا شبہہ ہوا کہ پانون کے تلے کی زمین نکل گئی اور آنکھونکی نیند جاتی رہی پھر سات سو
سوار اور پیدل لیکر چلا اور آمل شط تو بہت دور تھا پر دریا جو جما ہوا تھا تو اسپر نزال بچھا کر پار اتر گیا اور آوسکے
پیچھے دوڑے چلے لیکن دریا سے اوتر نسکے اور آمل شط مین پہونچکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس پیغام بھیجا
کہ ہمارے بزرگون کے حق آپ پر بہت ہین اور اب ہمپر بہت سختی ہی کہ دشمن ہجوم کر رہے ہین اور اب ہم
تمہارے تابعدار ہین اور تمہاری مدد کے محتاج ہین اور آمل شط سے مرو کو چلا کہ ترکون کے ہاتھ سے
جان بچے اور مشکون اور کشتیون کے ذریعے سے دریا پار ہو گیا اور ابوجعفر خواہرزادہ سے کہ باپ اوسکا
نہایت کمینہ تھا اور دولت سامانیہ مین اوسکو عروج ہو گیا تھا اور سلطان یمین الدولہ نے اپنی عادت
کے موافق اوسکو اوسکے باپ کی جگہ مقرر کر دیا تھا مدد کی درخواست کی اوسنے اوسکے قاصد کو بہت ذلت
سے نکالدیا اور خود سامان جنگ کر کے اوسکے مقابلے پر آن موجود ہوا مگر منتصر کی فوج نے اوسکو مار کر
متفرق کر دیا اور ابیورد کی راہ لی کہ سنہ ۳۹۴ ہجری مین وہان جا پونہچا اور سلطان یمین الدولہ
نے اوسکے قاصد کو عزت دی اور پیغام کو بہت خوشی سے قبول کیا اور کچھ مال بھیجا کہ اپنا سامان درست
کرے اور خواہرزادہ پر حکم بھیجا کہ اسکی خدمت مین اطاعت اور طاعت کے ساتھ حاضر ہووے اب وہ
لاچار حاضر ہوا اور جو قصور کہ اوس سے ہوا تھا اوسکا عذر کیا اور جبکہ ابونصر نے سنا کہ منتصر آیا تو اوسنے
اپنے بادشاہ خوارزم شاہ کی اطاعت چھوڑ کر اسکی اطاعت کی اور اوسکے نام کا خطبہ قصبہ نسا مین پڑھا
اس کام سے اسکے اہل نسا کو خوف ہوا کہ شاید خوارزم شاہ کو ہماری شرکت کا بھی گمان گزرے تو اوسوں نے
باظہار اپنی دوستی کے دربار شاہی مین یہ حال لکھ بھیجا وہانسے ابوالفضل حاجب چلا کہ اس شر کو دفع کرے
اور ابونصر منتصر کے ساتھ ہو گیا اور بہت جمعیت بہم پونہچائی اور منتصر براہ استوخبوشان پیر روانہ ہوا اور
ابوالفضل بھی فوج خوارزم شاہ کی لیکر مقابلے پر آیا اور رات کو اتفاق جنگ ہوا اور خوب لڑائی ہوئی
جب صبح ہوئی تو معلوم ہوا کہ ابن محمد اور ابن حسام الدولہ تاش مرے پڑے ہین اور باقی بھاگ گئے
اور منتصر اسفراین بھاگ گیا وہان کے لوگون نے بھی اوسکو وہان گھسنے نہ دیا کہ محنت اور فتنے مین پڑ سکے

مطابق سنہ [illegible]ء

پس اپنے چند آدمی لیے ہوے سرخس کو پھرا اور کچھ یہان ٹھہرا کہ باقی لوگ بھی آکے جمع ہوے اور پھر چلا کہ دریا سے
اوتر کر قبطان پونچا اور اب کوتوال بخارا اوسکی گرفتاری کو آیا اور سب طرف راستے بھاگنے کے بند کر دیے
سو منتصر نے ارادہ کیا کہ آنکو چھاپہ مارے اور کر گزرا اور خوب مارا اور اپنی جان بچا کر لے نکلا اور ثغر نور
بخارا مین پونچا اور لوگون نے قصبہ دبوسیہ صغدی مین امان لی اور اوسکے لوگون سے مدد مانگی اور یہ وہان گیے
لوگون پر جا پڑا کہ اونکو خوب مارا اور ابن علمدار سپہ سالار سمرقند نے منتصر کو اپنی طرف مائل کیا اور تین ہزار آدمی لیکر
آن حاضر ہوا اور بخارا کے امرا نے تین سو غلام اسکی خدمت مین بھیجے اور اسکے سوا اور بھی سلوک کیا اور قوم غزی
اوس سے آن ملے تو اوسکو کچھ قوت حاصل ہوئی ایلک خان نے سنا کہ منتصر سامان بہم کر کے پھر آیا وہ بھی
اپنے ترک لیکر آیا اور بورنگند پر لڑائی ہوئی اور خوب تیر و تلوار چلی اور ایلک خان کا لشکر بھاگا اور قوم غزی
اونکے پیچھے ہولی یہانتک لوٹا کہ ہاتھ تھک گئے اور یہ شعبان ۳۹۴ھ ہجری مین ہوا ایلک خان
اپنے دیار ترک کو گیا اور پھر لوگ جمع کر کے واپس آیا کہ بدلہ لیوے اور قوم غزی مال لوٹ کر اپنے وطن بھاگ
گئے اور منتصر اور ایلک خان مین درک اور خاوس سروشنی کے میدانمین جنگ شروع ہوئی ابو الحسن ابن
طاق نے ایلک خان سے امان مانگی اور اوس سے جا ملا اور اپنے پانچہزار آدمی اپنے ساتھ لے لیے
اب ایلک خان نے منتصر کے لوگ خوب کاٹے اور منتصر لاچار بھاگا اور تختون پر بیٹھکر دریا اوتر گیا کہ
اون دنون مین کشتی اور پل نہ تھا اور پھر اپنی جان بچا کر اندخوذ جوزجان کے علاقے مین گیا اور اوس
جنگل مین جو گھوڑون کا ریوڑ چرتا تھا اوسکو ہانک لیگیا اور اپنے لوگونمین تقسیم کر لیا اور پھر جنگل کو چڑھ گیا
کہ زاغول کے پل پر جا پونچا سلطان یمین الدولہ کو جو خبر ہوئی تو بدین خیال کہ منتصر کچھ سامان اور مدد
بہم نہ پہنچا لے ارادہ کیا کہ بلخ جلد چلے اور فرلغیون ابن محمد کو چالیس سردار فوج کے دیکر اسکے پیچھے
دوڑایا کہ اوسکو وہانسے دور کرین سو منتصر نے اوسکو بہت عاجز کیا اور پھر جنابذ علاقہ قہستان مین چلا گیا
کہ جہان جاتا تھا وہان تلوارین نظر آتی تھین اور جدھر بھاگتا تھا موت سامنے موجود تھی اور اب نصر بن
ناصر الدین سبکتگین مع طغانجق والی سرخس کے اور ارسلان جاذب والی طوس کے اوسکی گرفتاری کے
لیے دوڑے اور وہانسے بچکر جومند اور وہانسے بسطام گیا وہان قابوس نے دو ہزار کردی شاہ جانی لیکر
اوسکو نکالدیا کہ وہانسے بیار گیا اور جسکے مشورے پر بسطام آیا تھا اوسکو ملامت کی اور بہت تنگ اور
حیران ہو کر قصبہ نسا مین آیا اب سرخک سامانی نے جو ایلک خان سے ملا ہوا تھا اوسکے مشورے سے

ایک فریب بنایا کہ منتصر کو خط لکھا کہ تم ہمارے پاس آؤ اور ہم اور تم ملکر ایلک خان سے لڑینگے پس بہت سا
تردد کیا کہ اوسکی عقل مانع تھی اور حرص امید اوسکو ابھارتی تھی پس آخرکار سوار ہوا اور چلا اور ابھی حمادکے کنوئین
جو آمل کے جنگل مین تھا پونہچا تھا کہ اوسکا لشکر اوس سے جیحون پر پہلے پونہچا اور دیکھا کہ جیحون جما ہوا ہی اور اوسکے
ساتھ بھاگتے بھاگتے تھک گئے تھے کہ نہ دن مین اور نہ رات نیند آور آپسمین مشورہ کیا کہ سلیمان اور صاقی ایلک خان
کے حاجبون کے پاس چلے گئے اور جا کر کہا کہ سامانی بہت پاس ہی اور اپنی محنتون اور کوشش سے لاچار اور
تنگ ہوگیا ہی پس ہر شخص اوسکو پکڑ سکتا ہی اب ابو ابراہیم نے کچھ فوج دیکھی اور اونسے کچھ مقابلہ کیا اور پھر
بھاگا اور آوسکے دو بھائی اور اونکی ہاربابط بشری پر پکڑے گئے اور اوترکند قید ہوکر بھیجے گئے اور بھاگتے
بھاگتے فرودگاہ ابن بہیج عربی مین جو قافلہ عرب اس جنگل مین تھا آنکر دم لیا اور ماہ روی بندار منجملہ
تابعین سلطان یمین الدولہ کے اوس قافلے مین تھا کہ اوس نے اوس قافلے کو اشارہ کیا کہ اوسکو ہر طرح
اور ہر وقت دیکھے رکھین پس جب رات ہوئی تو ان لوگونے اوسپر حملہ کیا اور حلال کر ڈالا کہ زمین اوسکی
خون سے لال ہوگئی گویا ابو تمام نے اسی کے لیے شعر کہے تھے شعر اوّل شعر

مرگیا اک جوان نیزون مین	خود ہی نصرت تھا جب نہو نصرت

اور اوسکی لاش کو رود بازرم کے پاس آب مرغ مین ربیع الاول ۳۹۵ سنہ ہجری مین دفن کیا
اب خبر سلطان یمین الدولہ کو پونہچی تو حکم دیا کہ بندار قید ہوکر آوے اور اوسپر ناحق شناسی کی
جاری ہووے اور حکم دیا کہ ابن بہیج عربی کو اور سب عرب کے قافلون کو لوٹ لین اور اجاڑ دین

اور اب خاندان آل سامان کی خاک اوڑگئی۔

فہرست سلاطین سامانیہ ابتدا سے جبتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا مالک ہوگیا
سلطنت بنی سامان کی ماوراء النہر اور تمام خراسان مین مع اوسکے سب متعلقات کے اور وقت
بوقت سجستان کرمان جرجان طبرستان ری تا بحدود صفہان مین ایکسو دو برس او چھ مہینے اور
دس دن تک رہے سب مین اول ابو ابراہیم اسمٰعیل ابن احمد ہی کہ اسنے پندرھوین ربیع الاول
۲۸۷ سنہ ہجری روز سہ شنبہ کو عمرو بن لیث کو اطراف بلخ مین قید کیا اور خراسان کا مالک ہوا
اٹھ برس تک سلطنت کی اور ۲۹۵ سنہ ہجری چودھوین صفر منگل کی رات کو مرگیا
مرد نیک اور عادل اور خلیفہ وقت کا مطیع تھا اور بعد اسکے ابو نصر احمد ابن اسمٰعیل نے چھ برس تین مہینے

مطابق سنہ ۱۰۰۴ء

مطابق سنہ ۹۰۰ء

مطابق سنہ ۹۰۷ء

مضافات پر حملہ آور ہووے اور ایسے ہی غزنہ اور اوسکے متعلقات پر برانگیختہ کیا اور بمقابلہ ابو علی کے سبکتگین کی
مدد کرنے پر اوسکو ندامت ہوے اور اوسنے چند بار بر مجلس سبکتگین پر یہ تعریض کی کہ بادشاہونکی بادشاہت
چھین لینا اور اون خاندانون کا تباہ کر دینا نہایت برا ہی اور بیوقوفی اور بیعقلی خوب معلوم اور ظاہر ہی یہ سب
باتین اوسکی سبکتگین پر کھل گئین ناصر الدین کو غصہ آیا اور فوراً ارادہ کیا کہ سجستان پر جلد پونہچکر اسکا علاج
کیجیے پر ابو الفتح علی ابن محمد بستی نے نہایت نرمی اور خوبی سے یہ بات کہکر اوسکا غصہ ٹھنڈا کیا کہ بہت
خبرین غالباً جھوٹ ہوتی ہین اور اونکے موافق جو مرتکب ہووے وہ بھی مثل قایل کے گنہگار ہوتا ہی
جانور ہوائی بے دانہ و دام اور بے حیلہ قابو مین نہین آتے ہین اور ایسے ہی لوگو نکے دل بے احسان
دام مین نہین آسکتے ہین لیکن باوجود اسکے اگر کوئی سخت بات کہی جاتی ہی تو پھر ایسی وحشت و نفرت
ہوتی ہی کہ پھر تابو مین آنا بہت دشوار ہی یہ سنکر ناصر الدین کا دل ذرا ٹھہرا اور اوس جلد ہی اور طیش سے باز
رہا اور ابو الفتح نے یہ شعر اپنے مجکو سنائے شعر اول شعر

اگر چاہو کسی کو پھر ہو تابو		و یا چاہو کرو تم دوست اپنا	

اب پھر خلف ابن احمد نے خط بھیجنے شروع کیے کہ مین ان سب امور سے بری ہون اور
ایسی حرکت سے خود بیزار ہون پس ناصر الدین نے یہ بھی معاف کر دیا اور اپنے دلمین سے یہ سب
مٹا دیا اور پھر تمام عمر اوس سے مدارات اور صفائی سے گزری یہانتک کہ مرگیا پھر اوسکے بعد
سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو خبر آئی کہ خلف میرے باپ کے مرنے سے خوش ہوا شعر

نہ خوش ہونا کہ یہ جو ٹل گیا ہی		فقط یہ تھا مگر اک اور بھی ہی	

یہ بات یمین الدولہ نے اپنے دلمین رکھی کہ کبھی وقت اور موقع پر دیکھا جاوے گا یہانتک
کہ ملک خراسان کا مالک ہو گیا کہ اوسمین کچھ کھٹکا اور کسی کا لگاو نرہا کہ اوس ہنگام مین خلف نے
اپنے بیٹے طاہر کو قہستان پر بھیجا کہ اوسنے اسپر آکر قبضہ کیا اور پھر یہانسے جلکر قوشنج پر قبضہ کیا
اور یہ اور ہرات بغراجق کی جاگیر تھی پس اوسکے چچا بغراجق نے اوس سے اذن مانگا کہ اس متغلب کو
اپنی جاگیر سے نکالدون اور اجازت لیکر چلا کہ قوشنج کے میدان مین اوس سے لڑائی ہوئی اور
خوب سخت واقعہ ہوا آخر طاہر بھاگ گیا اور بغراجق نے اوسکا پیچھا کیا اور چونکہ بغراجق نے اس جنگ سے
پہلے شراب پی تھی تو اوسکو ایک حرارت بہادری کی تھی اور ایک حرارت شراب کی تھی اس لیے

اسی جوش شراب مین طاہر کے پیچھے تنہا بھاگا چلا گیا آخر طاہر ابن خلف نے اسکو ایسی تلوار ماری کہ
گھوڑے سے گرا اور پھر اوسنے اسکا سر اوتار لیا سو ہر مصیبت پہلے طاہر کو ہوئی اب بغراجق کو ہوئی اور
یہ خبر یمین الدولہ امین الملۃ کو پہونچی سو اسکو اپنے چچا کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور طاہر کی ان
حرکات سے یمین الدولہ کو خوب معلوم ہو گیا کہ ان دونون باپ بیٹونکی اور اونکی سلطنت اور اونکے
امرا کی ہلاکت قریب ہے کہ گاہی قریب اپنی موت کے چھری سے اپنا سر گڑتی ہے اور چیونٹی جب مرنے
لگتی ہین تو اوسکے پر نکلتے ہین اور پروانے کی موت آتی ہے تو خود آگ پر دوڑتا ہے ۳۹۰ سنہ ہجری مین
سلطان یمین الدولہ خلف ابن احمد پر چڑھ گیا اور وہ اسپہند کے قلعے مین
جو بہت بلند تھا جا بیٹھا سلطان نے اوسکا محاصرہ کیا اور جب اوسکا سب آرام کھانا پینا چین سے بیٹھنا اور سونا جاتا رہا
تب لاچار ہو کر نہایت عاجزی سے اپنی امان اور رہائی کی درخواست کی اور یہ شرط کی کہ ایک لاکھ دینار اور
جو کچھ سلطان پر نذر دینار کے لایق ہو گا حاضر کرونگا سلطان نے درخواست قبول کی اور اپنے لوگ متعین
کر دیے کہ اوس سے یہ زر وصول کرین ورنہ جبتک اسی طور سے قید مین رہے اور اگرچہ اوسکی نسبت یہ تھی
کہ سیستان کسی طور سے فتح کیجیے لیکن بالفعل یہ ارادہ ہوا کہ ہندوستان پر یورش کرے سو ایک قصبہ
پیشاور پر آ ڈیرے لگا دیے اور یہی خبر آئی کہ راجہ جیپال اوسکے مقابلے پر چلا آتا ہے اوسوقت لشکر مین سے
سلطان نے پندرہ ہزار سوار چھانٹے اور حکم دیا کہ باقیون مین سے کوئی شامل ہونے پاوے اور
راجہ جیپال بارہ ہزار سوار اور تیس ہزار پیادہ اور تین سو ہاتھی لیکر چڑھ آیا پس لڑائی شروع ہو گئی اور خوب
جنگ ہوئی کہ دوپہر مین قریب پندرہ ہزار آدمی ہندوستان کے مارے گئے اور پندرہ ہاتھی کہ
اونکی سونڈ اور پانون تلوار اور تیر سے چھد گئے تھے گر پڑے اور راجہ جیپال اور اوسکے بیٹے اور اوسکے
پوتے اور بھتیجے اور نامی آدمی اوسکے اقارب اور شہر کے گرفتار ہو گئے اور سلطان کے پاس حاضر کیے گئے
اور راجہ جیپال کے گلے سے جو مالے موتیون اور جواہر کے کھولے دو لاکھ دینار کی قیمت کے تھے اور
اوس سے دوگنا اون لوگون کے پاس سے نکلا کہ قید تھے یا مارے گئے تھے بلکہ اوس سے بھی زیادہ
سلطان نے پانچ لاکھ لونڈی غلام فوج مین تقسیم کر دیے اور یہ سب مال اور قیدی لیے ہوے اپنے
خیمے مین آیا اور یہ ملک ہندوستان جو اوسکو فتح ہوا بہ نسبت خراسان کے بہت عمدہ ہے اور یہ واقعہ
جو مشہور ہے بروز پنجشنبہ ہشتم محرم سنہ ۳۹۲ ہجری مین واقع ہوا اور یہ رائی ہو گئی

مطابق سنہ ۹۹۹ء

مطابق سنہ ۱۰۰۲ء

راجہ جیپال سے صرف پچاس ہاتھی بہت اچھے لیکر اوسکو چھوڑ دے اور جبتک کہ ہاتھی آوین تب تک اوسکا
بیٹا اور پوتا یہان رہے نظربند جیپال جب اپنے مکان پر آیا تو اسنے اپنے بیٹے انندپال کو کہ دریای جیحون
کے ادہر اوسکا راج ہی خط لکھا کہ ہمپر بہت سخت لڑائی اور بڑی مصیبت ہوئی ہی اور پچاس ہاتھی کی
جو طلب ہی جلدی بھیجدو کہ وہان بھیجے جاوین تاکہ بیٹا اور پوتا وہان سے آوے اوسنے یہ ہاتھی فوراً اپنے باپکے
پاس بھیجدیے کہ وہانسے سلطان کے پاس بھیجے گئے اور وہانسے قیدی بھیجدیے گئے اور راجہ ہندپال کو
یہ معلوم ہوا کہ اوسکا باپ بہت بڑھا ہو گیا ہی اور اب اوسکا ادبار آگیا ہی تو مناسب ہی کہ اب مرجاوے اور
یہ بھی دستور تھا کہ جب کوئی مسلمانون کے ہاتھ مین قید ہو جاتا تھا پھر وہ لائق راج کے نرہتا تھا اور جیپال
نے بھی جو دیکھا کہ مین بہت بڑھا ہو گیا ہون اور بہت رسوائی اور ذلت ہوئی اور جینا مناسب نجانا تو اپنا
سر منڈایا اور آگ مین بیٹھکر جل گیا اب سلطان نے دیکھا کہ جو ارادہ کیا تھا وہ پورا ہوا تو دوسرے حملے کا ارادہ
کیا اور بھٹنیر پر متوجہ ہوا وہان جاکر بسبیہ زوری مقام کیا اور معلوم ہوا کہ بہت گروہ ہندوونکے جنگل اور
پہاڑی کھوہ مین چھپے ہوئے تیاری کر رہے ہین سو سلطان نے اونپر فوج بھیجی کہ اونسے جاکر لڑین وہ
چڑھ آئے اور جنگ برپا ہوئی اور ایسی بڑی لڑائی ہوئی کہ گویا دنکو تارے دکھا دیے گئے اور وہ سب
بھاگ گئے اسکے بعد سلطان نے غزنہ کا ارادہ کیا اور وہان خلف ابن احمد نے اپنے جیتے جی اپنے
بیٹے طاہر کو اپنا قائم مقام سجستان کا والی اور فرمانروا کر دیا اور تخت اور ملک سب اوسنے سونپکر آپ
الگ ہو گیا تاکہ سلطان کو معلوم ہووے کہ اب خلف نے سلطنت چھوڑکر زہد و ورع اختیار کیا ہی اور
عبادت الٰہی مین مصروف ہوا ہی کہ اب سلطان اوسپر کبھی حملہ نکرے جب طاہر کو ایک مدت گزری تو اوسنے
اپنے باپ کی نافرمانی اور اوسکی ناحق شناسی کرنی شروع کی پر خلف اپنے بیٹے کی مدارات اور ملاطفت
مین ہمیشہ متوجہ تھا یہانتک کہ جو کچھ اسکو اوس سے امید تھی اوس سے مایوس ہو گیا اور اپنے بیٹے
کو قلعہ سپہند مین اس بہلانے سے بلایا کہ مین بیمار پڑا ہون اور اوسکو سب وصیت کرے اور سب کچھ امانت
اور رازہاے خفیہ اوسکو سونپ دے پر اوسکا بیٹا اس حقیقت سے غافل اور اپنی تباہی اور ہلاکی
پر متوجہ ہوا اور خلف نے چند آدمی فوج کے پوشیدہ کر رکھے تھے کہ انھون نے طاہر کو گھیر لیا اور اوسکو
قید کر دیا یہانتک کہ وہ اوس قید مین مر گیا یہ خبر جب طاہر ابن زید سپہ سالار سجستان اور اور سب سالارون
نے سنی تو اونکے دلمین خلف کیطرف سے فساد پیدا ہوا اور خوف سرداری اور تابعداری سب دور ہوا اور

یہ شہر خلف سے چھین لیا اور سلطان معین الدولہ کے لیے مقرر کیا اور اوسکو لکھ بھیجا کہ ہم سب آپکی اطاعت اور
طاعت مین آگئے اور بیان آپکا معتمد آدے کہ انکو اوسپر اپنا قبضہ کرلے اور ہم در دولت پہ حاضر ہووین سلطان نے
اونکی درخواست کے موافق کیا اور اونکو بہت انعام و اکرام دیا اور سلطان کے نام کا ۳۹۳ھ ہجری
مین خطبہ شروع ہوا اب سلطان نے کہا کہ خلف پر حملہ کیجیے اور اس شر کو دور کیجیے سو خلف ان دنون
مین قلعہ طاق مین تھا کہ اوسکی سات شہر پناہین تھین اور دیوارین بہت بلند تھین اور ایک خندق اوسکے
گرد بہت گہری اور بہت چوڑی تھی کہ اوسپر سے گذرنا محال تھا پر جب ضرورت ہوتی تھی تو ایک پل بنا رکھا تھا
کہ وہ ڈالکر اوسپر جاتے تھے پھر اوٹھا لیتے تھے پس اوسکو سلطان کے لشکر نے گھیر لیا اور متردد ہوے
کہ یہ خندق کیونکر بھرین کہ پیادہ اور سوار خوب آمد و رفت کرین اور اوسکے گرد کثرت سے درخت تھے
سلطان نے حکم عام دیا کہ درخت کاٹ کر خندق بھر دین سو سب اوسپر پل گئے اور درخت کاٹ کر خندق
مین بھر دیے اور سب سوار اور پیادے قلعے مین گھس گئے اور پھر ہاتھی چلے گئے اور خلف کے لشکر نے اوسپر
پتھر مارنے شروع کیے اور ایک ہاتھی نے قلعے کے دروازے پر اپنے دانت اڑا کر دروازے کو
اوکھاڑ کر پھینک دیا سب فوج اوسمین گھس گئی اور خلف کے لوگ بہت مارے گئے اور باقی سب نے
شہر پناہون مین امان لی اور دوسری شہر پناہ پر چڑھکر کونوں مین پتھر مارنے شروع کیے اور اوسوقت
کہ جنگ بہت گرم تھی خلف بھی باہر نکلا اور دیکھا کہ لڑائی خوب ہو رہی ہے اور دیکھا کہ ہاتھی آدمیونکو اپنی
سونڈ مین پکڑ کر بلند اونچا اوٹھاتا ہے پھر دونون دانتون مین بھینچ دیتا ہے اور پھر اور لوگون کو اپنے
پانون تلے ڈالکر مار ڈالتا ہے اور پھر دروازے پر متوجہ ہوا کہ اپنے دونون کندھے کا زور دیکر اوسکو اوکھاڑ
پھینکا خلف یہ سب کچھ دیکھکر کانپ گیا اور دہشت و ہول کے مارے بیتاب ہو کر سلطان سے امان مانگی
سلطان نے جنگ موقوف کی اب خلف نے اوسکی خوشی کو انعام دینا شروع کیا اور پھر بموجب حکم سلطان کے
حاضر دربار ہوا اور باوجود بڑھاپے کے زمین خدمت پر جھکا اور سلطان کے با انداز جواہر اور مروارید
کی لڑیان بچھا دین کہ کچھ شکر اوسکے احسان و عفو کا ہووے سلطان نے اوسکی خوب عزت کی اور اپنا
ہاتھ اپنے سینے پر رکھا کہ تمہارا سب قصور اور حرکات ہم بھول گئے اور اوسکو اختیار دیا کہ اس قلعے کے اسباب
موجود سے جو اور جسقدر پسند ہو لیجاؤ اور جہان مناسب جانو رہنا قبول کرو اوسنے کہا کہ مجکو جوزجان کی آب و ہوا
پسند ہے وہان رہنا منظور ہے سلطان نے حکم دیا کہ بعزت اور حرمت وہان پونہچا دیا جاوے چنانچہ وہان

مطابق ۱۰۰۲ء

چار برس تک بآسایش تمام رہا پھر سلطان کو خبر آئی کہ خلف خفیہ خطوط ایلک خان کے پاس بھیجتا ہی تاکہ سلطان
کے مقابلے مین آوے اس لیے سلطان نے اوسکو احتیاطاً گردیز مین بھیجا کہ وہان اس خبر کی حقیقت معلوم
ہوجاویگی اور اسکی حفاظت بھی خوب رہیگی پس یہان آکر نظر بند رہا یہانتک کہ رجب ۳۹۹ ہجری
مین مرگیا اور سلطان نے حکم کیا کہ اسکا سب متروکہ بحفاظت رکھا جاوے کہ اوسکے بیٹے ابو حفص کو
دیا جاویگا اور اس واقعے مین ابو منصور ثعالبی نے اپنے یہ شعر مجکو سنائے شعر اوّل شعر

کسیکا وقت ہمیشہ نہین رہا یکسان — کہ کار سہل ہو دشوار و سخت ہو آسان

اور خلف ابن احمد کے پاس بسبب اوسکی سخاوت اور بخشش کے اطراف و اکناف سے ہر وقت لوگ
آتے رہتے تھے اور اکثر علما اور شعرا نے اوسکی مدح لکھی ہی اور ذکر اوسکا دیار و امصار مین بہت مشہور ہی
اور اوس نے علما کو جمع کیا تھا کہ قرآن شریف کی ایک ایسی تفسیر لکھین کہ کوئی بات کسی مفسر کی اور کوئی
معنی اور کوئی نکتہ باقی نرہے اور سب طریقے قرأت کے اور سب بحث نحو و صرف کے اور ذکر مذکر اور مونث
کلمات کا اوسمین درج ہووے اور احادیث جسقدر کہ متعلق اوس سے ہووین سب مذکور ہووین اور
تیس ہزار دینار اسپر خرچ کیے اور یہ تفسیر نیشاپور کے صابونی کتب خانے مین موجود ہی اور اتنی بڑی ہی کہ
کاتب کی عمر تمام ہوجاوے اور یہ ختم نہووے جبتک کہ چند کاتب ملکر نہ لکھین اور ابو الفتح نے
کہا ہی کہ مین نے بے ارادے یہ تین شعر خلف کی مدح کے کہے کسی نے اوسکے پاس پہنچا دیے
وہانسے یکایک ایک ہمیانی تین سو دینار کی میرے پاس آئی شعر اوّل شعر

یہ ہی خلف سب باقیون مین بزرگ — ہوا سب بزرگون مین رتبہ بزرگ

مین نے ابو الفتح سے کہا کہ یہ بات تو ایسی ہوئی کہ سیف الدولہ ہمدانی کا قاصد جو بغداد مین آیا تو
ابراہیم ابن ہلال صابی سے اپنے بادشاہ کے لیے شعر مانگے وہ وعدہ امروز فردا کا کرتا رہا
مگر چلتے وقت اوس نے یہ شعر اوسکو کہہ دیے شعر اوّل شعر

کرون تجھ سے مین دوستی ایکوقت — مذمت یہی ہووے تب سیف کی

سو جب قاصد پھر آیا تو تین سو دینار لیکر آیا اور ابو الفتح نے یہ قصیدہ بھی خلف کے لیے لکھا تھا شعر اوّل شعر

جو زمانے سے چاہے کچھ عزت — جسنے لاکھون بنا بگاڑ دیے

امیر ابو الفضل ہمدانی نے یہ قصیدہ اوسکی مدح مین کہا ہی اور وہ اس مین اپنے باپ کا بھی

مطابق ۱۰۰۸ء

ذکر کرتا ہے کہ وہ حاجیان مکہ سے اپنے وطن کا حال پوچھتا ہے شعر اول شعر

بہت ساریت کے سینے پہ ہے زیور ستارون کا	مگر خالی ہوئی زیور سے گردن جلکی ہاںکل

ابوجعفر محمد ابن موسی موسوی شاعر نے کہا کہ یہ شعر خلف کے دروازے پر لکھے ہوئے تھے شعر اول شعر

جسے ہو آرزو دیکھے وہ جنت	یہان آکر وہ دیکھے منزل لہودان

اب سجستان بالکل صاف اور بے کھٹکے سلطان کے ملک ہو گیا اور جتنے فساد اور فتنے تھے سب مٹ گئے اور خلف کے سب لوگونکی طمع اس ملک سے اب جاتی رہی اب سلطان فتحمند غزنہ کو پھرا کہ اللہ نے اوسپر احسان کیا کہ ملک سجستان جو کبھی کسی کے قبضے مین نہ آیا تھا اوسکے قبضے مین آگیا اور ابو منصور ثعالبی نے سجستان کی فتح مین یہ قصیدہ لکھا ہے شعر اول شعر

زمانہ خوب روشن ہے ترے چہرے کی خوبی سے	اوسنے زینت ہوئی کامل ترے جینے کی خوبی سے

اور یہ شعر ابوالفضل بدیع نے کہے ہین شعر اول شعر

خدا نے کسقدر رتبہ کیا عالی	فریدون ہے دیا اسکندر ثانی

اور سلطان نے سجستان پر قنجی صاحب کو جو ناصر الدین سبکتگین کے سپہ سالارون مین سے تھا متعین کیا اسنے خوب سیاست کی اور نہایت نرمی اور مہربانی سے پاکباز لوگونسے پیش آیا اور اہل شبہہ پر چشم نمائی کی چند دن جو عیش اور آرام سے گذرے اور کچھ فراغت اور وسعت حاصل ہوئی تو چند اوباش اہل فتنہ وفساد نے آپس مین مشورہ کیا کہ کسیکو اپنے ساتھ ملا یا جاوے کہ وہ ہمکو لیکر سلطان پر چڑھائی کرے پس ان لوگون نے جھگڑا کھڑا کیا اور فساد مچایا سلطان نے جب یہ دیکھا کہ ملک سجستان میرے ہاتھ اور میرے امین پر فساد کرتا ہے تو سپہ سالار ابوالمظفر ابن ناصر الدین اور تون تاش حاجب اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو لیکر فوراً سجستان پر آگیا اور قلعہ ارک کا محاصرہ کیا کہ جسمین سرکش لوگ تھے اور اسکے لشکر نے شہر پناہ کو گھیر لیا اور سب مقامات پر متعین اور تقسیم ہو گئے اور بروز جمعہ بیسوین شعبان سنہ ۳۹۳ ہجری چار گھڑی دن سے لڑائی شروع ہوئی اور باغی لوگ خوب ہمت اور مدد باہمی سے لڑتے تھے آخر جب خوب جنگ ہوئی اور کچھ تھکے تو اب شہر پناہ کی فصیل اور برج پناہ لینے لگے یہانتک کہ اندھیری رات مین سلطان کی فوج نے شہر پناہ پر قبضہ کر لیا اور سلطان کی مدد اور حمایت کا آوازہ دیا سو یہ باغی بھاگ نکلے اور باقی مارے گئے اللہ تعالی نے دوبارہ یہ ملک

مطابق سنہ ۱۰۰۳ع

سجستان سلطان کو دیا کہ یہ سب فتنے اور فساد سے خالی اور پاک ہو گیا اور اب سلطان کی ہیبت اور رعب سجستان پر ایسا ہو گیا کہ بھیڑیے سے بھی امن ہو گیا یعنی ہمین بھی طاقت نہ رہی کہ ایذا دیوے اور کسی کا یہ شعر ہی شعر

خدا کرے کہ ہمیشہ ہو فتح تجکو نصیب	کہ تیرے رتبہ عالی پہ آگ چمکے ہی

اور ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ کہا ہی شعر اوّل شعر

بادشاہون پر ہو غالب بادشاہت کے نگین	تمکو ہیا ہی یقینا دار و گیر کفر و دین

اور سجستان مع نیشاپور صرف خرچ ذاتی ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین سبکتگین کا مقرر کیا اور بلاد مشرق مین دونون ملک نہایت عمدہ ہین اور ابو منصور نصر ابن اسحاق کو اسکا وزیر مقرر کیا اور سب انتظام اور بندوبست اسکو سونپا کہ وہ انتظام اور سیاست اور تحصیل محاصل پر خوب مصروف ہوا اب سلطان بارادہ جنگ ہندوستان کے بلخ کیطرف مڑا شمس المعالی اٹھارہ برس تک خراسان مین مبتلای گردش حوادث رہا مگر کوئی اوسپر دست درازی نکر سکا اور باوجود ان تغیرات کے اوسکے صفات مروت اور ہمت مین کچھ فرق نہ آیا اور کوئی سردار اور امیر ایسا نہو گا کہ اوس نے اوس سے کچھ نہ کچھ فائدہ اور انعام نہ لیا ہو جسکے پاس جو سامان ہی اور جو گھوڑا کسی کے زیر ران ہی وہ اوسی کا انعام و احسان ہی اور سلاطین سامانیہ کو ہمیشہ یہ فکر رہی کہ شمس المعالی کو اوسکے ملک پر پہنچا دین اور اوسکے دشمن کو وہانسے نکالین لیکن اونکو اپنے حوادث اور آفتون سے اسقدر فرصت نہوئی اور یہ سب مشقت اور محنت اسکی تجربہ کاری کے لیے تھی کہ آخر اقبال اوسکا غالب ہوا اور اوسکو فتح نصیب ہوئی اور یہ شعر گویا اوس کے لیے کہے گئے ہین شعر اوّل شعر

گردش سے زمانے کی ہمین تم نہ ڈراؤ	جو صاحب عزت ہی اوسی پر ہی مصیبت

اور جب کہ ناصر الدین سبکتگین میدان خراسان طی کر چکا اور ابو علی ابن سیمجور پر فتح پائی تو قابوس سے ملکر بہت خوش ہوا اور وعدہ کیا کہ ہم تمھاری مدد کرینگے پر اوسکو بلخ پر اتفاقا جانا پڑا اور اس وعدے پر اتنا زمانہ گذرا کہ ابو علی ختم ہو چکا اور اوسکا قصہ مٹا اور پھر بطلب ابو القاسم سیمجور کے طرف طوس کے گیا اب پھر شمس المعالی نے ناصر الدین کے لیے وعدے ٹھہرے اور بہت اخلاق سے ملاقات ہوئی اور یہ ذکر آیا کہ فخر الدولہ والی ری نے مدد بن حسنویہ کردی سے مدد مانگی ہی اب ناصر الدین سبکتگین نے ارادہ کیا کہ اپنی فوج شمس المعالی کی مدد پر ان لوگون کے اوپر چڑھاوے اور ایلک خان کے پاس تون تاش اپنے داروغہ کلان کو بھیجا کہ ماوراء النہر جو ہمارا اور تمھارا وعدہ محبت اور مدد باہمی کا ٹھہرا تھا کہ جو ملک ہاتھ لگے گا اوسمین ہم اور تم شریک ہونگے

سواب دس ہزار ترک نہایت دلاور اور خلاصہ اپنی فوج کے بھیجدیجیے اور شمس المعالی کو اونکے آنے تک ٹھہرایا اور اسکی انتظار مین ناصر الدین بلخ چلا گیا بس اتنے مین کہ ایلچی آوے ناصر الدین سبکتگین مرگیا اب یہ سب کام اور تمام بندوبست برہم ہوگیا اب اشراف لوگ محمود یمین الدولہ اور شمس المعالی کے درمیان آنے جانے لگے کہ یمین الدولہ محمود اسکی امید برلاوے اور اوسکے دشمنونکو ہٹاوے یمین الدولہ محمود نے اقرار کیا کہ ہم جرجان پر قرار پذیر ہوکر دو مہینے بعد تمہاری مدد کرینگے اور وہ اس بات پر انکار کرتا تھا کہ اوسکی رعیت دشمنونکے ظلم اور ستم سے تباہ ہوئی جاتی ہے چاہیے کہ مملکت میری جلد دلائی جاوے لیکن سلطان یمین الدولہ کو اوسکے باپ کے مرنے سے یہ امر ضروری پیش آیا کہ اپنے باپ کی میراث کا اہتمام کرے اور اپنے بھائی کے حال پر متوجہ ہووے اور وطن جلدی جاوے تو شمس المعالی سے اسقدر کام کے لیے رخصت مانگی اور غزنہ کو روانہ ہوا کہ اللہ تعالی نے اوسکے سب کام آسان کیے اور سب زخم بھر گئے اور جب فخر الدولہ مرا تو ابو القاسم قومس سے جرجان پر جا قابض ہوا شمس المعالی نے سلطان کو لکھا کہ جرجان پر میری مدد کرے تا یہ ملک پھر میرے ہاتھ آوے سو سلطان بوعدہ کیطرف چلا اور اب ابو القاسم استرآباد مین تھا اور بمقام ری ابو العباس اور فیروزان ابن الحسین سرداران دیلم اور اکراد کو اکٹھا کر کے سامان درست کیا اور ابو القاسم کو بخارا مین یہ لالچ دیا گیا کہ قہستان اور ہرات پر قبضہ کرلیوے اور حکم ہوا کہ خراسان مین پھر آوے کہ اپنے سامان اور اسباب سے مدد کیا جاوے سو اوس نے ارادہ کیا کہ اس سب وعدے پھر جائیے اور اس سب کے خلاف کیجیے اور کچھ خیال نکیا کہ جسکو اپنی مدد پر بلایا تھا اوس سے جدا ہونے مین ندامت ہوگی اور اسفرائین چلا گیا اور شمس المعالی بغرض برامد امید نیشاپور چلا گیا اور جب دیکھا کہ سامان آل سامان بگڑتا جاتا ہے اور دن پہون بے ترتیبی اور بے انتظامی ہوتی جاتی ہے تو اب فکر کیا کہ کیا کیا چاہیے تو یہ سمجھا کہ اسپہبد شہریار ابن شروین کو جبل شہریار کے اوپر بھیجے کہ اوسکی تو صفائی ہووے تو اسپہبد چلا اور جبل پران دنون رستم ابن مرزبان حاکم تھا جو میر ابو طالب رستم ابن فخر الدولہ رہ والے کا ماموں ہے یہ لوگ اپنی رسم کے موافق ڈھال تلوار باندھکر اسپہبد سے لڑنے کو آموجود ہوے اور خوب جنگ ہوئی کہ اونکو بھاگنا پڑا اور جنگ مین متفرق ہوگئے اور بہت مارے گئے اور جبل فتح ہوا اور شمس المعالی کے نام خطبہ پڑھا گیا اور بہت غنیمت ہاتھ لگی اور آن لڑائی مین جو لوگ جبل کے تھے اونمین بائی ابن سعید ایک جوان مرد تھا کہ بظاہر اپنے گروہ مین شامل تھا اور بحقیقت

شمس المعالی کا دوست تھا اور اتفاقاً نصر بن الحسین فیروزان کو بسبب تنگدستی اور تنگ حالی کے اسفندار یہ کیطرف علاقہ دیلم مین جانا پڑا تو وہان پونچکر یہ لالچ ہوا کہ اسفندار یہ پر اور جو لوگ کہ اسمین ہین اونپر غلبہ حاصل کیجے تو جو لوگ کہ اوسکو مزاحم ہوے اونپر اوسنے انگارسے پھینکنے شروع کیے اور ابوالفضل کلار بائی ابن سعید کے بھائی کو پکڑ لیا اور قید کر دیا کہ وہ اس قید ہی مین مرگیا اور پھر بائی ابن سعید کا قصد کیا اور یہ دونون قصد آمل پر ملے اور وہان ابو العباس قریب دو ہزار کے لشکر رے کا لیے ہوے پڑا تھا ان دونون نے اوسکو مار نکال دیا اور بائی نے ایک خط شمس المعالی کے پاس بھیجا کہ ہمنے تمھارے لیے یہ فتح کی ہر شمس المعالی نیشاپور سے جرجان کو چلا اور بائی اوسوقت نصر سے جدا ہو کر استرآباد کو چلا اور جو لوگ جیل کے کہ بائی کے ساتھ دوستی رکھتے تھے وہ سب اسکے پاس آن جمع ہوے اور شمس المعالی نے اسپہند کو حکم دیا کہ بائی کے پاس حاضر ہووے وہ بموجب حکم کے اس سے آملا اور ابو العباس اوسوقت جرجان مین تھا اوسکو خبر ہوئی کہ یہ لوگ اسطرح جمع ہوتے ہین سو وہ انکے دفع کرنیکے لیے چلا اور استرآباد کے دروازے پر لڑائی ہوئی اور قریب تھا کہ بائی کو ہزیمت ہووے لیکن کردی اور عرب انکے ساتھ ہوگئے اس لیے ابو العباس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور یہ اوسکے پیچھے دوڑے کہ اوسکو مع ایکہزار اور بیس آدمی اوسکے لشکر کے قید کر لیا اور باقی اوسکے وقت جرجان بھاگ گئے اور جرجان پر سالار بن کاش کو شمس المعالی نے بھیجا کہ وہانسے وہ لوگ بھاگ کر جرجان پونچے ہی تھے کہ اونپر اوسی وقت یہ سالار جا پونچا تو سوا فریاد اور زاری کے اور کچھ اونسے نہ بن پڑا اور کوئی راہ اور قابو اونکو نہ ملا اگرچہ بھاگنے پر بہت تڑپے اور اللہ تعالی نے اس فتح کی بھی خبر شمس المعالی کو سنائی اور وہ یہ سنکر جرجان کو آیا اللہ نے اوسکا دل خوش کیا اور غم دور ہوا اور مشکل آسان ہوئی اور رتبہ اوسکا اور بھی بلند ہوا اور شعبان ۳۸۸ ہجری مین جرجان مین داخل ہوا اور ایک شاعر کا یہ قصیدہ ہی شعر اول شعر

سعی جاری ہی جبتلک ہی تخت		مرد کو صبر ہی بکار سخت	

اور ابو بکر ابن ابی العباس طبری معروف خوارزمی کا یہ قصیدہ ہی شعر اول شعر

اوسنے رخصت کیا باشک روان		اور رکھا تھا دست خود بدہان	

اور اوسی شاعر کا دوسرا قصیدہ یہ ہی شعر اول شعر

بہت خورشید رو ہین صاحب پرہ		نکلتا ہی جدائی اور جدائی ہی	

اور ایک قصیدہ قاضی ابو الحسین علی ابن عبد اللہ جرجانی کا ہی (بسبب پرانی ہوگے کتاب کے شعر پڑہے
کاغذ پھٹا ہوا ہی) اور وہ لوگ شکست کھاکر جب ری پوہنچ چکے اونکو بہت سی ذلت اور ندامت ہوئی اور اب
یہان ابو علی حسین ابن احمد حمولہ وزیر تھا اوسنے سب دیلم اور ترک اور عرب اور کردوین سے دس ہزار آدمی نہایت
عمدہ اور بہتر چھانٹے اور منوچہر ابن قابوس اور بےستون ابن تجاسب اور کتان ابن فیروزان اور شاموخ شمس
دیلم کے بھانجے کو اور موسی حاجب اور شار ابن کردویہ اور ابو العباس ابن خانی اور عبد الملک ابن باکان مہران
جیل اور دیلم کو اپنے ساتھ لیکر چلا اور جیل شہریاری پر پوہنچا شمس المعالی کو جو خبر ہوئی تو اوسنے سب جگہ سے
لوگ سمیٹے اور شہریار سے مدد مانگی کہ اللہ تعالی نے جو یہ ملک پھر عطا کیا ہی قائم رہے اور ابو علی حمولہ کو اس سے
زیادہ تردد ہوا کہ نصر ابن الحسین فیروزان شمس المعالی کے ساتھ ملا ہوا ہی تو اوسنے اوس سے بہت جادو بھری
باتین کہین اور کہا کہ تجھ مین اور فخر الدولہ مین قرابت بھی ہی اگر اسوقت تجھ سے کوئی کام اسکی جانب درست ہووے
تو باعث تیری عزت اور ترقی کا ہوگا نصر نے یہ سب باتین اوسکی سنکر ابو طالب فخر الدولہ کیجانب آمیزش
کی اور ساریہ کو چلا پھر اباذان وطراسک کے داہنے باتین گیا جب قومس کے قریب گیا تو اپنے سب ہمراہیون
مین اپنی یہ رای ظاہر کی کہ شمس المعالی سے ترک اور قطع کر کے بیٹے ابو طالب فخر الدولہ کی اطاعت اور
طاعت کی اسکے ہمراہیونمین اب اختلاف ہوا کوئی اسفندار یہ گیا کوئی جرجانمین یا بان حاضر ہوا کوئی
وہین رہا اور اسنے قومس پر مقام کر دیا اور ابو علی بن حمولہ سے درخواست کی کہ کسی قلعے مین مجکو اجازت
ہووے کہ وہان اپنی آل وعیال اور اپنا اسباب محفوظ رکھون اونھونے جومند کا قلعہ اوسکو بتا دیا کہ اوسکو
اپنا وطن بنا وے اور جو کچھ مال واسباب ہی اوسکے سپرد کیا اب اس سے ابو علی خاطر جمع کر کے ساریہ کو
بارادۂ جرجان چلا یہان جب آگیا تو منوچہر ابن شمس المعالی اپنے باپکے عقوق اور نافرمانی سے توبہ کر کے
اپنے باپ کیخدمت مین آنکو روانہ ہوا اب ابو علی کو یہ ڈر ہوا کہ بےستون ابن تجاسب اوسکے ساتھ
جیل مشترک ہی ایسا نہو کہ یہ بھی شمس المعالی پاس چلا جاوے اور اور لوگون کو بھی اپنے ساتھ لیجاوے
تو اوسکی مشکین باندھکر ری بھیجدیا اور خود جرجان چلا گیا اور قبر دامی کے پاس ٹھہر کر لشکر درست کیا اور
اپنے ہمراہیونکو خوب وصیت کی کہ تمہین مدد کرتے رہین اور خوب جنگ کرین اور اپنی آبرو اور غیرت
پر نگاہ رکھین اور لڑائی شروع ہوئی اور صبح وشام یہ کام جاری رہا یہانتک کہ دو مہینے گزر گئے اور
جرجان مین لشکر کو جو رسد غلے کی نہ پوہنچی تو نہایت تنگی ہوئی لیکن وہین جمے رہے اور جو کچھ باقی تھا

ادہر گزارہ کیا اور پھر وہانسے نکلے اور قبر واعی کے میدان سے ہوکر محمد آباد پونہچے کہ جہانسک کیطرف سے
غلا ادینہین سوا اہپر اسقدر بارش ہوئی کہ غلہ لانے سے بند ہوگئی اور زمین موج زن ہوگئی اور خیمے گر پڑے
اور سب جانور اور آدمی کیچڑ مین دھنسنے لگے اور شمس المعالی کا لشکر خندق کے اودھر سے آپونہچا اور لڑائی شروع
کردی اور ایسے حملہ کر لڑے کہ طلوع آفتاب سے قریب غروب تک لڑتے رہے اور اوسوقت جیل نے دیلم پر ایسا
حملہ کیا کہ اونمین کوئی بدلہ لینے والا نہ رہا اور اوسکے سردار اسفلار ابن کورانکج اور زربہوار حیسان ابن ارسلان اور
اوسکا بھائی جند ابن سالار اور محمد ابن دھشوذان گرفتار ہوگئے اور ایک ہزار تین سو آدمی مارے گئے اور اللہ تعالی
نے مال بیحساب جیل کو دلوایا اور شمس المعالی نے زخمیونکا علاج کیا اور گرفتار ونکو رہا کیا اور اونکو انعام و خلعت
دیکر اونکے ملک کو روانہ کیا ابو منصور ثعالبی نے یہ قصیدہ اس فتح مین لکھا ہی شعر اول شعـــر

بہت ہی خوش نمانہ فتح کامل ہی	سبھی ہین خوبیان شمس المعالی مین		

اور امیر فاضل ابو الفضل عبید اللہ ابن احمد میکالی شاعر نے ایک شعر کہا ہی شعـــر

نہو شمس المعالی کا مخالف	نہین تو فتنین آدینگی تجھ پر		

ابو علی ابن حمولہ نہزیمت کھاکر قومس کیا اور نصر ابن الحسن فیروزان سے درخواست کی کہ اس ہزیمت
پر ہماری مدد کرے پر دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہی تو رے کو بھاگ گیا اور آدھر اوسکی تلاش مین نصر آیا وہ سمنان
آکر ٹھہر گیا اور ابو طالب مجد الدولہ رستم ابن علی ابن فخر الدولہ کو مدد کے لیے بہت خط بھیجے سو ہمین ایک زمانہ
دراز گزر گیا پھر ابن بلتکین حاجب سے چھ سو آدمیونکی مدد ملی اور کچھ طاقت بہم پونہچی انکے مقابلے
مین شمس المعالی نے بائی ابن سعید کو بھیجا اور اسپہبد شہریار کو بھی بلایا کہ اوسکی مدد کرے نصر ابن
فیروزان نے سب طرف کے راستے بند کر لیے تھے کہ کوئی اوسپر نہ آسکے اور کسیکو اوسکی خبر نہووے اور
تنہا رہنا اختیار کیا تھا جو بائی اوسپر چڑھ آیا اور لڑائی شروع ہوگئی نصر نے بھی اوسپر ایسا حملہ کیا کہ بائی
لاچار ہوکر بھاگا اور اوسکے ہمراہی سب بھاگ گئے اور بہت خونریزی ہوئی اور اسکی مدد کو رستم ابن مرزبان
مجد الدولہ کا ماموں تین ہزار آدمی لیکر آیا اور جیل شہریار پر اوسکو سپہ سالاری اور اسپہندی دیے گئے
اور نصر نے دنباوند پہاڑ پر اوس سے ملاقات کی اور اسپر اور اوسکے حدود پر اوسکو مدد دی اب اسپہبد
شہریار کو ہسار یہ جانا پڑا کہ یہان منوچہر ابن شمس المعالی محفوظ اور امن سے بیٹھا ہوا تھا اور اتفاقا اہل
فریم پر قحط پڑا کیونکہ وہانکی رعایا نے غلہ وغیرہ اسباب جو کچھ جمع کر رکھا تھا وہ سب ان لوٹون مین گیا

لاچار بسبب اس قحط کے نصر رستم ابن مرزبان کو چھوڑکر اولٹا چلا سو اسکا جانا کہ اصپہبند سالار رستم پر چڑھ آیا اور اوسکو مار کر ری کی حدود مین نکالدیا اب یہ ٹکڑا تو پھر صاف ہوگیا اور اوسکے قبضے مین آگیا اور رستم نے جو ابو نصر کو تنگ کیا تو لاچار اوسکو شمس المعالی کے پاس جانا پڑا سو اوس نے بہت خاطر اور مدارات کی اور بہت کچھ اوسکو دیا اور بحصول مطلب اوس سے وعدہ کیا اور بقدر کفایت سپاہ اور سامان دیکر ابو نصر کو نصر کے اوپر بھیجا اور بہت سخت لڑائی ہوئی پہلے تو خود حملہ کیا اور پھر اپنی فوج لیکر حملہ کیا کہ اوسکی جمعیت کو متفرق کردیا اور بستان بن داعی اور ابن ہند وغیرہ سردار پکڑے گئے اور زمین کشتون سے بھر گئی اور نصر سمنان کو بھاگا اور یہ واقعہ جمادی الثانی ۳۹۵ سنہ ہجری مین ہوا اور نصر باوجود شرافت خاندان اور عظمت خاندان کے مبتلاے مصائب رہا اور مکے کے مسافرون کا رستہ اوسکی ولایت مین تھا تو ان مسافرون کو ہر سال طرح طرحکی تکلیفات پہنچتی تھی کہ اونکی دعا بد اسکے حق مین باعث مصائب کی ہوئی اور نصر اپنی مدد کے لیے پدر پدری خط بھیجتا تھا سو وہان سے بجز وعدہ امروز فردا کے اور کچھ نتھا کہ اسپر ایک مدت گزر گئی اور اسکو خبر آئی کہ مجد الدولہ اور شمس المعالی نے اتفاق کرلیا ہی کہ نصر کو پکڑ لین تو اب اور بھی اسکو تنگی اور تکلیف ہوئی اور یہ بھی خبر آئی کہ ارسلان ہند و بچہ والی قہستان سردار یمین الدولہ امین الملۃ نے ابی القاسم سیمجور پر شبخون مارا اور وہ بچکر جنابد بھاگ گیا تو اب اوسکی مدد اور رفاقت کے لیے جنابد گیا اوسکی مدد اور سامان کے لیے حیلہ بہانہ ڈھونڈنے لگا اور بار بار ری کی خوبیان بتلاتا تھا تاکہ اوسکے ساتھ چلکر ابوطالب پر یورش کرے کہ ابوطالب کی اطاعت و رطاعت سے اکثر لوگونکی نیت و ارادے مین خلل ہوگیا ہی ابوالقاسم بھی اوسکے دم مین آکر ری پر چلا تو راستے مین بہت سخت لشکر اوسکو ملا کہ اوسکی سبب رستہ بند تھا یہ حال سخت اور دشوار دیکھکر ابوالقاسم اولٹا پھرا اور اس سفر پر بہت پشیمان ہوا اور شمس المعالی نے جو سنا کہ یہ دونون ری سے اسطرح اولٹے پھرے تو اونکے مقابلے کو ایک لشکر بھیجا کہ اوسکے حدود ملک سے اونکو نکالدیا جب ان دونون نے دیکھا کہ سب طرف سے دھکے ملتے ہین اور کہین ٹھکانا نہین لاچار یہ مشورہ کیا کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کی امان مین حاضر ہووین اور چلے آئے لیکن پھر ابوالقاسم بھاگ نکلا کہ سلطان نے اوسکو پکڑواکر قید کیا اور اوسی قید مین وہ مرگیا اسکا ذکر اوپر ہوچکا ہی اور نصر ایک مدت تک اوسکی خدمت مین رہا یہانتک کہ سلطان نے بیار اور جومند دو پرگنے اوسکی مدد معاش مقرر کردیے یہ وہان گیا لیکن اوسکی ہمت نے اسپر قناعت نہ کی ہمیشہ اپنی تدبیر مین تڑپتا تھا یہانتک کہ فریب مین آکر رے گیا او

مطابق ۳ سنہ ۱۰۰ء

وہان سے استونا وند بھیجا گیا کہ یہ اسکے لیے برا قید خانہ ہوا اور جو قلعے کہ درمیان جرجان اور استراباد کے واقع تھے شمس المعالی نے انپر اپنی فوج بھیجدی کہ اونھون نے اون قلعون کو آخر بحیلہ و بہانہ فتح کرلیا اب سب ملک مع تمام قلعون اور اطراف اور حدود کے بالکل صاف ہوگیا اور سب مال و دولت کہ عمرون مین لوگون نے جمع کیے تھے سب شمس المعالی کے قبضے مین آگئے اب اسپہند سالار کے دلمین یہ آیا کہ اسباب اور لشکر ہمارے پاس تو خوب جمع ہے شمس المعالی سے نافرمانی اختیار کرکے جیل شہریار کو اپنے قبضے مین لائیے اور بالاستقلال خود حکومت کیجیے شمس المعالی نے اوسکے مقابلے مین ابو علی رستم ابن مرزبان ابوطالب کے ماموں کو مع سرداران دیلم کے اور بے ستون ابن تحاسب کو پہلے جو بجمان دوستی قابوس اپنے آقا کے گرفتار ہوچکا تھا بھیجا اور جنگ شروع ہوئی سو اسپہند کو شکست ہوئی اور قید ہوا اور رستم نے فرمان شمس المعالی کی رُو سے مین منادی کروائی اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھا گیا اور اوسکو اس فتح کی خبردی اور بے ستون ابن تحاسب اپنے آقا ولی نعمت کی خدمت مین حاضر ہوا اوسکے احسان اور اکرام سے بہت خوش ہوا پر اوسکی موت آئی اور مرگیا اور تمام ملک جیل جرجان اور طبرستان کے متعلق ہوگیا شمس المعالی نے اپنے فرزند منوچہر کو دیدیا اور آب اس منوچہر کو رویان و شالوس اور حدود اسفندار یہ ہاتھ لگے اور اسکے عدل و جہان کی شہرت ہوئی اور اسکے امن و امان کا ذکر ہونے لگا اور شمس المعالی نے سلطان یمین الدولہ کو خطوط بدین غرض بھیجنے شروع کیے کہ بوقت نزول مصائب مددگار رہے اور اسکے ساتھ بہت تحفہ اور عمدہ چیزین بھیجین کہ دوستی اور محبت خوب ہوگئی اور جرجان اور طبرستان دریا کے کنارے تک مع دیار دیلم کے اسکے ممالک محروسہ مین داخل ہوگئی کہ اونمین بے تکلف احکام جاری تھے اور شہری اور دیہاتی سب خوش تھے اللہ شمس المعالی کو سلامت رکھے کہ بہت بلند ہمت اور صاحب کرم ہے کہ ایسا اگلے سلاطین مین نہین سنا گیا ہے اور صاحب عقل اور علم اور صاحب حکمت اور صاحب احتیاط اور کبھی لغو اور کار بیہودہ پر متوجہ نہین ہوا کہ وہ یہ جانتا تھا کہ ملک داری اور لہو یعنی کھیل دونون آپس مین ضد ہین اور یہ دونون باقی نہین رہ سکتے ہین یا یہ ہی رہے یا وہ ہی رہے اور اس رای کی تائید مین ابو الفتح بستی نے یہ شعر کہے ہین شعر اوّل شعر

تو برباد ہو مملکت جلد تر	جو مشغول ہو بادشہ لہو مین

اور اوس سے زیادہ کوئی انصاف اور عدل والا نہین ہوا اور اب وہ آداب اور حکمت مین کامل اور طریقہ سیف اور قلم مین جامع اور اوسکی تصنیفات بہت ہین کہ وہ دان بلاد مین جاری رہین

اور منجملہ اوسکے ایک سالہ ہی اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم کے بیا مین اور خط اوسکا ایسا عمدہ تھا کہ اسماعیل ابن عباد اوسکو دیکھکر یہ کہتا تھا کہ یہ خط ہر یا مور کے پر ہین گویا متنبی نے اوسی کے لیئے شعر لکھے ہین شعر

اوسکا خط ہر شخص کو مرغوب ہر		روشنائی اوسکی بھی بس خوب ہر	

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کی ایلک خان سے دوستی و رشتہ مندی ہوئی اور پھر مخالفت ہوئی

ایلک خان جب آل سامان پر غدر کر کے خراسان کا مالک ہوگیا اور یہ وقت اوسکو غنیمت ہوا کہ اوسنے سب خاندان اور ہر خاندان کو جو خراسان مین کچھ بھی نامور تھے مٹا دیا اگر کسیکا ناخن بھر بھی لگاؤ تھا یا کچھ بھی صاحب عزیمت تھا تو فوراً اوسکو قلم کر دیا اور اوکھاڑ دیا پھر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو خط بھیجا اور لکھا کہ یہ خیرہ احوال اور یہ خالص ملک وملک اور یہ عزت ظاہری اور احسان باطنی کہ اللہ نے آپکو دیا ہی مبارک ہو اور اپنی برآمد آرزو بر رفعت اقبال وحصول جاہ وجلال کا بھی اوسمین ذکر کیا اور جانبین سے قاصد آنے جانے لگے کہ اوسمین وہ ملاقات ہوئی جو کہ مراتب حال کو سرسبز رکھے اور دوستی اور ملاقات ثابت رہے اور یہ سب ایک ہو جاوین اور مصلحت باہمی کے مددگار رہین اور جبکہ سلطان بمقام نشاپور منتصر ابی ابراہیم کی تلاش مین تھا اوسوقت ابو الطیب سہل ابن محمد ابن سلیمان صعلوکی امام اہل حدیث کو ایلک خان کے پاس مع بغراجق کے بھیجا اور اپنی لڑکی بھی اوس سے منسوب کر کے بحساب جہیز دیکر انکے ساتھ روانہ کی متوجہ قاصد کہ دریای ترک سے ملک ایران کو ایک در یتیم لیکر جلد تر وہاں پونچا تو بہت خوشی اور نہایت تعظیم ہوئی کہ سلطان کا ایلچی اور خصوصاً ایسا ایلچی کہ خود بھی امام اہل فضل تھا سو جبتک کہ رسم شادی اور نکاح سے فارغ ہوا وہان رہا اب وہانسے نہایت تحفہ تحفہ گھوڑے وغیرہ اسباب اور عمدہ عمدہ لونڈی اور غلام لیکر روانہ ہوا انہیں دوستی اور محبت ان دونون مین خوب ہو گئی گویا ایک ملک مین دونون شریک ہین یہانتک کہ شیطان نے انمین فساد ڈال دیا اور نوبت بجنگ وجدال پہنچی کہ اپنے اپنے مواقع پر ذکر ہوگا اب ہم اس قاصد بزرگ کا حال لکھتے ہین پھر خراسان کی رعایا اور ارکان سلطنت کا حال لکھین گے سو منجملہ کلام امام مذکور کے ہے جو کوئی کہ وقت سے پہلے سلطان بنے ضرور ذلت بھگتے گا اور یہ گویا منجملہ کلام منصور رفقیہ کے ہے عقل موجب خوش عیشی ہے اور منجملہ رعایا سلطان کے نیشاپور مین ابو نصر احمد ابن علی ہے سلطان اسپر بہت احسان کرتا تھا کیونکہ یہ شخص ایسا صاحب علم وادب تھا کہ گویا اوسکی سلطنت کا جمال تھا ابو الطمان قینی شاعر نے اسکے لیئے شعر کہے ہین

اور ابو الفضل عبید اللہ ادیب اور ابو ابراہیم اسمعیل ورطوس مین ابو جعفر محمد اور ابی القاسم ابن حمزہ ابن
موسی ابن جعفر ابن محمد ابن علی ابن الحسین ابن علی ابن ابی طالب اور ابی عبد اللہ العلکانی عواص شاعر

ذکر واقعات سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا اور اوسکا لڑنا ایلک خان سے

ذکر جنگ سلطان کا ہندوستان مین بمقام بھاٹینیر یا بھٹنڈا

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا بندوبست خوب کر چکا بھاٹینیر پر متوجہ ہوا اور اپنا لشکر دریا سے
جو ملتان کے اودھر ہے اوتار کر بھاٹینیر پر پہونچا اور اوسکی دیوارین نہایت بلند تھین اور اوسکے گرد ایک خندق
نہایت گہری اور بہت چوڑی تھی اور وہان اسباب اور فوجین اور کارخانہ آہنی اور ہاتھی بہت تھے اور وہان
کا راجہ ان دنون مین بجے راے تھا سو راجہ بجے راے اپنے سب سامان اور قوت دلیری اور فوج
اور ہاتھیون پر بھروسا کر کے میدان مین آموجود ہوا اور مردانہ جنگ شروع کی اور سلطان نے خوب تلوار اور
نیزے کے ساتھ جنگ کی تین رات دن جنگ برابر رہی اور چوتھے دن کی صبحکو بھی یہی حال تھا جب
دوپہر ہوئی تو سلطان نے پکارا کہ حملہ کرو اور سب فوج نے اللہ اکبر کہکر حملہ کیا اور سلطان نے بھی بذات خود
تلوار اپنے اور بائین چلائی شروع کی تو چند ہاتھی کہ جنکو راجہ بجے راے نے اپنا قلعہ جانا تھا چھین لیے
اور آب گرد اوٹھی اور خوب ہی کشت خون ہوا سو سب فوج راجہ کے بھاگ کر شہر مین گھس گئے کہ اندر پناہ
لینگے اور سلطان کی فوج نے احتیاطا اونکا پیچھا کیا اور سلطان قلعہ پر قابض ہو گیا اور لشکر سلطان
سب متفق ہو گیا خندق بھر دی دیوارین توڑ ڈالین اور رستہ تنگ کو کشادہ کر دیا اور دروازے کھولدیے
اور راجہ بجے راے نے جو دیکھا کہ جنگ نہایت گرم ہے اور تباہی اور ہلاکت بہت ہوتی جاتی ہے تو چند پیادہ
لوگو نکو لیکر کبھی کسی جنگل مین کبھی کسی پہاڑ کی کھوہ یا چوٹی پر جا چھپا کہ کچھ امان ہو اور کسیطرح جان بچے پر سلطان
نے اپنی فوج اوسکی تلاش مین بھیجی اونھون نے جا کر راجہ کو گھیر لیا اور تلوار چلنے لگی راجہ نے جو یہ آفت اور
تباہی دیکھی تو خنجر اپنے سینے مین ایسا مارا کہ سینے کا سب پردہ پھٹ گیا اور بیچارے نے اپنی جان دی
پھر لشکر پھرا اور جو کچھ فوج راجہ کی تھی اوس سے خوب قتال کیا اور بہت دولت ہاتھ لگی ایکسو بیس ہاتھی تو
صرف سلطان کے حصے مین آئے اب بھاٹینیر پر اپنا معتمد صوبہ مقرر کر کے خود غزنہ کو روانہ ہوا اور اتفاقا اس
سفر مین بہ قدر بارش ہوئی اور دریا ایسے چڑھے اور پہاڑون سے کر ایسے نالے بہے اور اکثر جنگ و جدال کا

بھی راہ مین اتفاق ہوتا رہا تو بہت سا اسباب رہ گیا اور بہت فوج کے لوگ سیحون مین ڈوب گئے اور مستغرق ہو گئے پر سلطان محفوظ چلا گیا ابو الفتح بستی نے اس فتح مین یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

کہدو سلطان کو مراہی نام	ساتھ اوسکے ہر دوستی اور عقل

بیان جنگ ملتان

سلطان کو خبر ہوئی کہ والی ملتان ابو الفتوح بہت بدکار اور شریر ہی سلطان نے استخارہ کیا کہ اوسپر فوج کشی کرے اور اوسکو بدکاری اور شرارت سے روکے اور اوسپر اوت کو چھاپہ مارے اور حکم جاری کیا کہ سب اطراف واکناف سے لوگ جمع ہو گئے اور موسم ربیع مین روانہ ہوا کہ اندنون مین خوب بارش ہوئی اور دریا خوب چڑھے ہوے تھے کہ ایک اوترنا بہت دشوار تھا سلطان نے راجہ انند پال سے رستہ مانگا کہ آپکے ملک سے ہو کر ہم ملتان جاوینگے راجہ انندپال نے انکار کیا اسپر ان دونون مین لڑائی ہوئی اور قتال اور آتش زنی خوب ہوئی لاچار راجہ بھاگا اور کبھی کسی تنگ تاریک مکان مین اور کبھی کہین چھپتا تھا یہانتک کہ بھاگتے بھاگتے کشمیر پونہچا اب یہ حال راجہ انندپال کا ابو الفتوح والی ملتان نے سنا اور جانا کہ راجہ ہندوستان کا کہ جنکی نسبت مین نہایت مختصر اور کمتر ہون جب یہ حال ہوا تو ہمارا کیا ہوگا وہ جھٹ اپنا سامان اور اسباب ہاتھیون پر لادکر سراندیپ کو چلدیا اور خالی ملتان سلطان کے لیے چھوڑ دیا کہ جو چاہے سو کرے سو سلطان ملتان پر چڑھ گیا اور وہانکی رعایا نے اوسکا مقابلہ کیا اور خوب جنگ کی اور سلطان کی فوج نے اونکا محاصرہ کیا یہانتک کہ اللہ نے فتح دی اور دو کروڑ درہم اونپر خراج مقرر کیا کہ اونکی جان اور اونکا مال بچا ابو تمام شاعر نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

مبارک ہوئین تجکو یہ دونون جنگ	ترے گھوڑے زور اور دھنگ مین

ایلک خان کے لشکر کا آنا خراسان پر اور سلطان سے لڑنا

اب تک سلطان اور ایلک خان مین دوستی تھی اتفاقاً فساد برپا ہوا جب سلطان ملتان پر متوجہ ہوا تو ایلک خان نے فرصت پائی اور سباشی تگین اپنے سپہ سالار اور رشتہ دار کو بہت لشکر دیکر خراسان کے پرگنون پر بھیجا اور بلخ مین جعفر تگین کو مع اوسکے چند اوباش ہمراہیون کے کوتوال کیا اور سلطان کیطرف سے ارسلان جاذب والی ہرات وطوس اسپر مامور تھا کہ غزنہ تک کا انتظام اور خبرگیری رکھے کہ کوئی فساد ہونے نہ پاوے یہ بہت جلد غزنہ آیا کہ در باب جنگ وجدال احتیاط ہے سباشی تگین نے

ہرات پر قبضہ کیا اور وطن بنالیا اور حسین ابن نصر کو نیشاپور مین دیوان مقرر کیا اسنے ہر کنون کا خوب انتظام کیا
اور زر محاصل خوب حاصل کیا اور چونکہ سلطان یمین الدولہ کی خبر ملتان سے کچھ نہ پونہچتی تھی اور اگر کچھ افواہ غلط
ہوتی تھی تو موافق اوسکی خواہش کے تھی تو اوسنے سرداران خراسان کو اپنی طرف متوجہ کیا اور وزیر ابو العباس
فضل ابن احمد کو حکم دیا کہ غزنہ اور حدود بجنیر یا میانکے راستے کا بند وبست کرے اور اوسکے گھاٹون اور
ناکون پر بہت دلاور لوگ متعین کرے اور یہ خبر بادشاہ کو پہنچی پس وہ کام کہ شروع تھا اوسکا پورا کرنا اور وہان ٹھہرنا
دشوار ہوگیا اور جلد غزنہ مین پونہچا اور جملہ ارکان دولت کو بقدر مال دیا کہ اونکو مالا مال کر دیا اور اتراک خلجی کو لیکر
جنگ پر چڑھا اور بلخ کو چلا کہ وہان سے جعفر تگین فورا ترمذ کو بھاگ گیا اور سلطان نے بلخ مین قرار پکڑا اور
ارسلان جاذب کو حکم دیا کہ دس ہزار فوج لیکر شاشی تگین پر چڑھ جاوے سو وہ بھاگا کہ جنگل کو اوتر جاوے گا
لیکن اودھر فوج سلطان نے رستہ روکا تو اولٹا پھرا اور مرو کو چلا کہ اسطرف سے دریا پار ہوکر جنگل کو نکل جاویگا
کہ اودھر کنوے اور چشمے اور غار تھے اور آندھی تیز چلتی تھی کہ اسکے مارے رستہ نہ چل سکا خس کو پھرا
وہان محسن ابن طاق رئیس ک قوم غزی تھا اوس نے اوسکو اس میدان مین گھیر لیا کہ کہین بھاگ نسکے لیکن
شاشی تگین نے اوس محسن کے دو ٹکڑے کر دیے اور اوسکے ہمراہیون سے بھی لڑا اور بھاگ نکلا کہ ارسلان جاذب
پیچھے آتا ہے اور ابی ورد گیا اور وہانسے پھر نسا گیا کہ ان دونون مین ایک منزل ہے جب ارسلان یہان آوے
تو یہ ابی ورد بھاگ جاوے اور جب وہ ابی ورد آوے تو یہ نسا بھاگ جاوے اور شاشی تگین کے بہت
مال ہرات سے ہاتھ لگا تھا اوسکی محبت اوسکو کہین جانے ندیتی تھی یونہین داہنے بائین پھرتا تھا اور
ارسلان جاذب نسا کے قریب ہوا تو یہ سینار بھاگ گیا اور دیکھا کہ پیچھے دوڑ آتی ہے تو جرجان کو بھاگ گیا اور وہان
پہاڑون اور جنگل مین چھپتا رہا اور اسکا مال قوم کرکیل نے چھین لیا اور تونگر ہو گئے تسکے ہمراہیون نے
اب شمس المعالی سے امان مانگی کہ اونکے پاس نہ سواری رہی اور نہ کھانے کو رہا اور وہ خود دہستان کو
گیا اور وہانسے نسا کو پھر پھرا اور اپنا بچا کھچا مال سمیٹ کر خوارزم شاہ ابی الحسن علی ابن مامون کے
پاس بھیجا کہ یہ امانت ایلک خان کی رکھے اور یہ بھی فکر ہوا کہ خوارزم شاہ خود اسمین دست درازی نکرے
اس لیے جو لوگ کہ اسکے ساتھ عاجز اور تھکے ہوے تھے اوسکے ساتھ کر دیے اور خود مرو کو گیا اور
سلطان طوس مین یہ منتظر تھا کہ ارسلان جاذب آوے تو اوسکو کچھ مدد دیکر شاشی تگین کے پیچھے
بھیجے اور ارسلان جاذب کو خبر ہوئی کہ شاشی تگین بیابان مین ہے تو رات کے وقت مرو کے راستے پر

اوسکو وہ کنے چلا اور سفر کی تکلیف جمع ہوئی تو ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع سرداران عرب اور اوسترا دون
کے اوسکے مقابلے پر بھیجا ان لوگون نے اوسکو گھیر لیا اور جنگ ہوئی اور اوسکا بھائی مع قریب سات سو آدمیون
کے گرفتار آیا اور سلطان نے اونکے پانون مین زنجیر اور گردن مین طوق ڈلوا کر غزنہ کو بھیجدیا اور شباشی تگین
اپنے چند آدمیون کی اور اپنی جان بچا کر بھاگا اور جیحون سے اوتر کر ایلک خان کے پاس گیا اور اس اثنا مین
ایلک خان نے اپنے بھائی جعفر تگین کو چھ ہزار فوج دیکر بلخ پر دوبارہ بھیجا مگر سلطان نے اس لیئے پہلے
شباشی تگین کا بندوبست کر لے اوسپر توجہ نکی اب کہ شباشی تگین سے فراغت ہوئی فوراً اوسپر گھوڑے
دوڑائے اور اوسکی گھات مین لگا رہا اوسکو جو یہ معلوم ہوا تو بھاگ نکلا اور سپہ سالار ابو المظفر نصر نے اوسکا
پیچھا کیا کہ مارتے مارتے جیحون سے پار اوتار دیا اب خراسان ان فسادیون سے صاف ہو گیا پر ایلک خان کو اسپر
غیرت آئی کہ اوسکے لشکر کو اسقدر تباہی اور ہزیمت ہوئی تو اوسنے قدر خان اپنے قرابت دار سے مدد مانگی تو
سب قبائل ترک اپنے اپنے مکان سے نکلے اور اولاد خاقان کی بھی آئی اور ہر ہر گھر سے ایک ایک آدمی
لیا گیا پچاس ہزار یا زیادہ آدمی لیکر ایلک خان چلا اور جیحون سے اوترا اور قدر خان پادشاہ ختن بھی اوسکے ساتھ
تھا سلطان کو جو خبر پہونچی تو اوسکے آنے سے پہلے طخارستان سے نکل کر بلخ مین جا دم لیا اور اپنا لشکر
ترکی اور ہندی اور خلجی اور افغانی اور غزنوی لیکر شہر سے چار کوس پر جرجان کے پل پر جا کر ڈیرے لگائے
اور ایلک خان بھی سامنے آیا اور دن بھر کچھ کچھ لڑائی ہوتی رہی کہ اتنے مین رات ہو گئی اور لڑائی تھم
گئی اب صبحکو سلطان نے اپنا لشکر مرتب کیا قلب مین اپنے بھائی نصر کو اور ابو نصر احمد ابن محمد فریغونی
والی جوزجان کو اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو مع فوج کردی اور عرب اور ہند کے مقرر کیا اور داہنے پر
حاجب کبیر ابو سعید تونتاش کو مع اوسکی فوج کے کھڑا کیا اور بائین طرف ارسلان جاذب کو مع اوسکی
فوج کے متعین کیا اور پانسو ہاتھیونکی صف علاحدہ لگائی اور ایلک خان اپنے سب غلامون اور خواص
کے ساتھ قلب مین کھڑا ہوا اور داہنی طرف قدر خان اور جعفر تگین بائین طرف اب لڑائی ہونے لگی اور ایسی
بڑی لڑائی ہوئی کہ عالم سیاہ و تاریک ہو گیا اوسوقت سلطان نے اوتر کر ایک ٹیلے پر نماز پڑھی
اور دعا مانگی اور پھر ہاتھی پر سوار ہو کر اپنے سب خواص اور ہاتھیونکو لیکر ایلک خان کے قلب لشکر پر
حملہ کیا اب ہاتھی نے اوسکے علمدار کو اپنی سونڈ مین لپیٹ کر اوپر اوٹھا لیا اور ہوا مین پھینک دیا اور
پھر حملہ کرتا تھا اور کسیکو سونڈ سے مارتا تھا اور کسیکو دانت سے اور کسی کو پانون تلے ملتا تھا

اور او دھر اوسکے ارکان اور اولیاے دولت سنے وہ شمشیر زنی کی کہ اونکو اوکھاڑ دیا اور بے تحاشہ بھاگے اور اونکے پیچھے فوج سلطان کی دوڑی کہ خراسان سے مار کر ماورا النہر کی طرف نکال دیا اور یہ واقعہ سنہ ۳۹۸ ہجری مین ہوا ابو الحسن سلامی شاعر نے یہ شعر فتح مین کہے ہین شعر اول شعر

سنہ ۳۹۸ ہجری مطابق سنہ ۱۰۰۸ع

تری سیف جاری ہو گر مثل عدل		تو نا خند احباب دشمن ہون خوش	

اور ابو القاسم محسن ابن عبد اللہ المستوفی نے یہ شعر کہے ہین شعر اول شعر

ہوا غالب وہی جو امر حق ہی		بلند اختر بلندی مستحق ہی	

سلطان جب اس جنگ سے بخوشی خاطر فارغ ہوا ارادہ کیا کہ ہندوستان پر حملہ کرے کہ نواسہ شاہ جو کسی ہندی راجہ کی اولاد تھا اور اوسکو سلطان نے اپنی طرف سے بادشاہ کیا تھا پھر گیا اس لیے سلطان کو اوپر حملہ کرنا ضرور ہوا اور اوسپر فوج کشی کی اور اوسکو اوسکے مکان سے نکالا اور اوسکا سب مال اور دولت ہاتھ لگا اور یہ ملک سلطان کے پاس پھر آگیا اور نہایت خوشی اور فتحمندی سے غزنہ کو واپس گیا

ذکر فتح قلعہ بھیم نگر یا نگر کوٹ

دونون فتح مذکورہ کرکے سلطان غزنہ گیا کہ کچھ آرام کرے اور ان انعامات الٰہی کا شکر بجا لاوے اور کوئی تدبیر کسی جنگ کی بھی درپیش نہ تھی جب اس سال کا ماہ ربیع الاول ختم ہوا تو سلطان نے استخارہ کیا اور چلا او جب دھیند بھٹنڈا یا بھاٹنیر کے پاس دریا کے کنارے پونچا تو راجہ برہم پال فرزند راجہ انندپال فوج جرار وکرار و مردان دلاور و کارزار لیکر سلطان کے مقابلے کو آیا اور لڑائی ہونے لگی اور حملے پر حملے ہوے ایسا کشت خون ہوا کہ زمین سرخ ہو گئی اور ایسا کچھ سامان ہوا کہ راجہ فتح پاوے لیکن سلطان نے جو اپنے خواص غلام لیکر حملہ کیا تو اونکو ہٹا دیا اور جگہ اونسے چھوٹ گئی اور تیس ہاتھی نہایت عمدہ ہاتھ لگے اور پھر فوج سلطان نے جنگلون گھاٹیون مین ڈھونڈ ڈھونڈ کر مارنا شروع کیا اور خود سلطان راجہ کے پیچھے چلا کہ جاتے جاتے قلعہ بھیم نگر جا پونچا کہ پہاڑ کی چوٹی پہ یہ قلعہ ہی اور راجہ ہندوستان کے اور سب درویش اور عابدین اور سب لوگ یہان آتے تھے اور ایک بت جو اوس قلعہ مین تھا اوسپر جواہر اور مال اور دولت چڑھاتے تھے سلطان نے اسکے گرد اپنی فوج متعین کردی اور آمادہ بقتال ہوا وہان کے لوگون نے جو دیکھا کہ ہم گھر گئے اور ہر طرف سے آگ تیر و تلوار کی برسنے لگی اور دہشت غالب ہوئی تو دروازہ کھول دیا اور سلطان کی حکومت اور سلطنت کی منادی کردی اور سلطان کے آگے بطلب پناہ و امان نہایت

عاجزی سے حاضر ہوے سو بے محنت اور بے مشقت یہ قلعہ مع تمام دولت اور مال کے سلطان کے ہاتھ آگیا اور قلعے مین مع ابو نصر والی جوزجان اور اپنے خواص کے سلطان گیا اور حاجب کلان تونتاش کو خزانہ ہاے چاندی اور سونے اور سب مال قیمتی پر محافظ مقرر کیا اور جواہر کے خزانے پر خود بند و بست رکھا اب جسقدر کہ وہ لا کر لیچلا اور جو اوسکی سپاہ نے لیا تو چاندی سات کرور درہم شاہی تھی اور سونا سات لاکھ چار سو من تھا اور رتھان تستری اور سوسی ایسے تھے کہ پرانے لوگون نے جو دیکھا تو کہا کہ ہمنے ایسا باریک و عمدہ کپڑا کبھی نہین دیکھا اور ایک کوٹھری چاندی کی بنی ہوئی تھی کہ طول اوسکا تیس گز اور عرض پندرہ گز تھا اور اوسکے تختے وغیرہ سب کلدار تھے جب چاہین جدا کرلین جب چاہین جوڑ کر کھڑا کرلین اور اوسکے اوپر ایک سائبان دیبای رومی کا چالیس گز طول بیس گز عرض چار ستونون پر تنا ہوا تھا کہ دو ستون سونے کے تھے اور دو چاندی کے پس سلطان نے اس قلعے پر اپنا معتمد متعین کیا اور خود غزنہ کو چلا گیا اور اپنے گھر مین سب جواہر وغیرہ پھیلوا دیے اور اطراف واکناف کے قاصد یہ دریافت کرنے آئے کہ اسقدر جو سلطان کو ہاتھ لگا ہے کسیکو پہلے یہ فتح و فتوحات میسر نہوئی اور طغان خان برادر ایلک خان پادشاہ ترکستان نے بھی قاصد بھیجے کہ جاکر دیکھین ہو نکیا جو کبھی نہ دیکھا تھا اور جو کبھی گمان مین نہ تھا

ذکر آل فریغون کا

ولایت جوزجان ایام سلطنت سامانیہ مین آل فریغون کی تھی کہ یہ لوگ اپنے بزرگون سے وارث ہوتے چلے آتے تھے سب بزرگ اور عالی ہمت اور نیک خو اور شریف ہوتے تھے اکثر لوگ حاضر ہوتے تھے اپنی آرزو کے موافق خوش ہو کر جاتے تھے اور اہل علم اور منشی اور شاعر کی قدر اور عزت کرتے تھے بہت غریب انکے احسان مند بہت اور بے انکی دولت سے تونگر بہت مظلوم انکے انصاف سے فتحمند اور بہت عاجز انکی نعمت اور مہربانی سے بہرہ یاب تھے ابتدا اس حکومت پر ابو الحارث احمد ابن محمد جلوہ افروز ہوا کہ نہایت صاحب کرم اور بہت صاحب ہمت تھا سلطان امیر سبکتگین نے اسکی بیٹی سے اپنے فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا نکاح کیا اور اسکے فرزند سے اپنی بیٹی کا نکاح کیا یہ مضبوط قرابت اور رشتہ بندی تھی جب یہ مرگیا تو سلطان سبکتگین نے بدستور یہ حکومت اوسکے بیٹے ابو نصر کو سنہ ھجری مین دی اور شاعرون نے اسکے لیے بہت قصیدے تعریف مین لکھے اور انعام پائے مطابق سنہ ع بغداد مین جب امیر المومنین طایع باللہ عباسی سلطنت سے معزول ہو

قادر باللہ اوسکی جگہ قائم ہوا اور اوسکے عہد مین سلطان یمین الدولہ امین الملۃ اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے آپس مین دوستی کی

بہاء الدولہ ضیاء الملۃ طایع باللہ سے اس لیے ناراض تھا کہ اوسکی بے مرضی اوس نے کچھ کام کیے تھے اور اسکے درپے ہوا کہ جو شخص نہایت دیندار اور محافظ دین وملک ہو اوسکو اب سلطنت پر ممتاز کیا جاوے کہ وین کی حمایت اور مملکت کی حفاظت اور رعایای مسلمین کی رعایت خوب کر سکے اور اس تدبیر مین مصروف تھا کہ اوسکو اسقدر قدرت ملی کہ اوس نے طایع باللہ کو سلطنت سے معزول کیا اور اوسپر اور اوسکے سب مال و دولت پر ۳۸۱ھ ہجری مین غالب ہوگیا اور بطایح سے آدمی بھیجکر قادر باللہ ابو العباس احمد بن اسحاق مقتدر باللہ کو بلوایا کہ اوسکو سلطنت دیوے تا فساد رفع ہووے اور امت پر شفقت اور عوام کے لیے مصلحت کرتا ہے قادر باللہ ماہ رمضان بغداد مین آیا اور خلقت نے اوس سے بیعت کی اور سب اوسکی امامت پر راضی اور اوسکی اطاعت سے خوش ہوے اور قادر باللہ اب کار خلافت پر مستقل آمادہ اور مصروف ہوا سو نہایت بردبار عقلمند اور پرہیزگار نیک خصلت تیز فہم روشن راے ظاہری اور باطنی اور استحکام و جلالت اور سیاست او حراست مین ایسا کوئی اور نہین ہوا ہے سو اوس نے طایع باللہ کو اپنا مصاحب اور ندیم مقرر کیا کہ ندامت اور ذلت جو اوسکو ہوئی ہے دور ہو وے اور بعد مدت ان دونون مین مفارقت واقع ہوئی اور ابو الحسن محمد ابن الحسین ابن موسی علوی موسوی نے یہ قصیدہ کہا ہے کہ جسمین مفارقت احباب کی شکایت ہے شعر اول

شعر

اگر یہ پہاڑ اب گرا کیا عجب	کہ اوسکی بلندی بہت دن رہے

اور بہت شاعروں نے قادر باللہ کی تعریف مین شعر کہے ہین جب اہل خراسان مین خطبہ بنام قادر باللہ بموجب حکم سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے جاری ہوگیا تو اوس نے ابو الفضل اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد بنایا اور غالب باللہ اوسکا لقب رکھا اور اپنے نام کے ساتھ اوسکا بھی نام خطبے اور سکے مین جاری کیا اور یہ حکم سلطان یمین الدولہ کے پاس بھیجا تو اوس نے اسکے موافق عمل درآمد کیا کہ دونون کا نام خطبے اور سکے مین برابر جاری رہا اب ذکر بہاء الدولہ ضیاء الملۃ کا یہ ہے کہ اللہ تعالی نے عضد الدولہ تاج الملۃ ابو شجاع کو فناخسرو کا ملک دیا اور کتاب صابی معروف ناجی مین اسکے سب واقعات کا ذکر ہے کہ اسی نے بختیار کو پکڑا اور اوسکو قتل کیا اور اوسکے مدد کا ابی تغلب پر یہ حیلہ کیا کہ ابن جراح نامی کو جو حدود شام مین

بنو رکچھ ملک دے یا بیٹا تھا بابت تحفہ اور ہدیہ بھیجکر ابی تغلب کے قتل پر آمادہ کیا اوس نے اوسکو پکڑا اور اوسکا
سر کاٹ کر عضد الدولہ کے پاس بھیجدیا توان واقعات کا پھر ذکر کرنا لاحاصل ہے اور جبکہ مؤید الدولہ اوسکا بھائی
حسام الدولہ تاش اور فائق سے لڑائی مین مشغول تھا توان دونون مین رمضان ۳۷۲ ہجری
مین عضد الدولہ مر گیا اسکے سب ارکان دولت نے متفق ہوکر اوسکے بیٹے صمصام الدولہ شمس الملۃ
کو اوسکا جانشین کیا اور اوس سے بیعت بمتابعت اطاعت کی اور خلیفہ طالع باللہ دریاء دجلہ مین کشتی
مین بیٹھکر آیا کہ اسکے باپ کی تعزیت کرے اور اسکے نیابت کی تہنیت کرے اور اسنے اب فرمانروائی
اور حکمرانی بالاستقلال کرنی شروع کی اور اسکا بھائی ابو الفوارس شیر زیک اوسوقت یہان نہ تھا
کرمان مین واشہر گیا ہوا تھا اوسکو جب اپنے باپکے مرنیکی خبر گئی تو فوراً چلا اور فارس پر قبضہ کیا اور
نصر ابن ہارون نصرانی اپنے باپکے وزیر کو پکڑا اور اوس سے سب مال اور دولت اور آمدنی پرگنون
اور علاقون کی وصول کی اور وہانسے اہواز کیا اور ابی الحسین احمد اپنے بھائی پر قبضہ کیا اور بصرہ
بھی اوس سے رجب ۳۷۶ ہجری مین لیا اب بغداد پر متوجہ ہوا کہ اپنے باپ اور
بھائی کا منصب اور سب اوسکا علاقہ لیوے تو صمصام الدولہ اسکے بھائی نے جو کچھ مال اور ملک باپ کا
تھا سب بسبب اسکی بزرگی اور بڑائی کے اسکے حوالے کردیا کہ فساد سے باز رہے پر یہ نجانا کہ دو چھری ایک
میان مین نہین رہ سکتی ہین پس ابو الفوارس نے پہلے تو اوسکی خوب قدر اور منزلت کی پھر اوسکو
سلطنت سے معزول کرکے اوسکی آنکھین پھوڑین اور ملک عمان مین قلعہ کیوستان مین قید کیا اور
خود مستقل پادشاہ ہوا اب طایع باللہ نے اوسکو شرف الدولہ زین الملۃ لقب دیا اور اس طور چند برس
گذر سکہ جمادی الآخر ۳۷۹ ہجری مین مر گیا اور اوسکے قایم مقام بہاء الدولہ
ضیاء الملۃ ابو نصر ابن عضد الدولہ ہوا اور سب امور مملکت کا انتظام اور انصرام بہت خوبی سے کیا
کہ نہایت تجربہ کار اور واقف انجام کار تھا اور فارس کے ترک سب ملگئے اور صمصام الدولہ کو قید سے
نکال لائے اور اوسکا غلام سعادت نام اوسکو بھی اپنے کندھے پر اوٹھا کر لیگیا سو وہان پونہچتے ہی
فارس کا مالک ہوگیا اور سب اوسکے علاقے اور پرگنے اور جملہ اوسکے محاصل اور آمدنی پر قبضہ کیا پھر
اوس سے سب پھر گئے اور اوسکے بیٹے ابو علی کو سلطان بنایا اور شمس الدولہ قمر الملۃ اوسکو لقب دیا
اور اوسکی مدد پر ہر وقت آمادہ تھے کہ صمصام الدولہ نے انپر چڑھائی کی اور خوب ملا کہ یہ شکست کھا کر

مطابق ۹۸۳ء

مطابق ۹۸۶ء

مطابق ۹۸۹ء

بغداد بھاگ گئے اور بہاء الدولہ ضیاء الملۃ نے صمصام الدولہ سے لڑائی کی یہانتک کہ بصرہ اور بہت قصبے ہوا
کے تباہ ہوگئے اور اولاد بختیار اطراف فارس مین قید تھے آزردی اور خرد ی لوگون نے اونکو قید سے نکالا
اور اونکو ساتھ لیکر فتنہ برپا کیا اور صمصام الدولہ ان فتنون اور فسادون کے دفع کرنے مین مصروف ہا آخر مارا گیا
اور بہاء الدولہ کو اس واقعے پر بہت غصہ آیا اور گھات لگائے رہا کہ آخر ان فسادیونکو خوب مارا اور نکالدیا اور لاچار
اولاد بختیار کو بھی نکلنا پڑا اور ان بختیاریون کا سردار انہون مین سالار بن بختیار تھا کہ لقب اوسکا نور الدولہ
ہی یہ جب یہانسے نکالا گیا تو لاچار رہزنی اور سوداگرون کا لوٹنا شروع کیا کہ وجہ معاش ہووے اور بہاء الدولہ
نے اوسپر لشکر کشی کی اور بمقام واشہر اوس سے لڑائی ہوئی اور اوسپر غالب ہوے اور اوسکو گھیر کر قتل کیا
اور اوسکا سر بہاء الدولہ کے پاس لے گیے بہاء الدولہ کو جو اوس سے رشتہ داری تھی اس حال پر رحم
آیا اوسکے قتل ہونے پر بہت رنج ہوا اور جو غلام اوسکا سر کاٹ کر لیگیا تھا اوسکی کھال سر سے پانوں تک
اودھڑوائی کہ اور ونکو عبرت ہووے کہ کسی بادشاہ اور رئیس کے ساتھ پھر یہ حرکت نکرین اور بہاء الدولہ
نے عمید الجیوش ملقب صاحب کو بغداد بھیجا کہ وہانکے علاقون کا بندوبست کرے اور بیت المال
کی حمایت کرے اسکی حالت اور خو بہت اچھی تھی اور مکے کے حاجیون کے ساتھ بہت سلوک کرتا تھا کہ
سب خاص عام اوسکا شکر کرتے تھے یہانتک کہ مرگیا پھر اوسکی جگہ وزیر الوزرا کو مقرر کیا بہ نسبت عمید الجیوش
کے یہ شخص بہت اچھا تھا ہر وقت شفقت اور مصلحت عام کا پابند تھا اور اطراف فارس اور کرمان بہاء الدولہ
کی اب خالص مملکت ہوگئی اور سب فتنے جاتے رہے اور امن و امان ہوگیا اور روز کے فساد اور
لڑائیون سے اب رعیت کو آرام ہوا اور ابو علی ابن الیاس سامانیونکی طرف سے بعد حکومت عضد الدولہ
کرمان پر فرمانروا تھا کسی نے اسکے ساتھ جھگڑا اور فساد نہ کیا پر اوسکو یہ گمان ہوا کہ اوسکا بیٹا الیسع آمادہ
بفساد ہی اس لیے اوسکو کرمان کے کسی قلعے مین قید کودیا اور ایک مدت دراز تک اوسکی خبر نلی اور اوسکو
قید مین بہت تکلیف تھی تو اوسکے باپ کی بی بیون کو اوسکے حال پر رحم آیا اور اوسکی رہائی کی تدبیر
کی اور اپنے دوپٹے لپیٹ کر قید خانے مین گئین اور اوسکو پھر الائین لشکر کو جب اوسکے چھوٹنے کی
خبر ہوئی تو اوسپر متوجہ ہوا کہ اوسکے ساتھ مدد اور رفاقت کرین اس حادثے کی خبر جو ابو علی کو آئی تو اوسنے
اپنا آدمی بھیجا کہ لشکر سے یہ حال دریافت کرے تو سبنے جواب دیا کہ ہم تمہارے ہونے سے تنگ
اور ناراض ہین اب کرمان سے جدا ہو جاؤ کہ تمہاری جا تمہارے فرزند الیسع کے لئے مناسب معلوم

ہوتی ہی کہ ہم سب اوسکے فرمان پذیر اور اوس سے موافق ہین آبوعلی نے یہ خبر تو مدارات اور احتمال کے طور پر لے
اور کسیقدر مال کے اکٹھا کرنے پر متوجہ ہوا کہ یہ لیکر بخارا گیا اور اپنے بیٹے کے لیے ولایت خالی کر دی اور بسوس
مہدی اور ترش حاجب کو اوسکی خدمت اور نگہبانی کے لئے مقرر کیا کیونکہ ابھی لڑکا نوجوان ہی خورد سال تہا اسواسطے اونکا
اوسپر نگہبان مقرر ہونا ضرور رہی اور آبوعلی جو بخارا گیا تو اوسکی بہت تعظیم اور تکریم ہوئی اور وہان بہت عزت سے
رہا اور شوال ۳۵۶ھ ہجری مین مرگیا اور یہان الیسع نے کرمان پر خوب فرمانروائی
کی اور محاصل و آمدنی خوب لی اور سلیمان اوسکا بھائی سیرجان پر والی تھا اب بسوس مہدی نے الیسع کو
سلیمان پر ابھارا اور بے درستی سامان اور بے انتظام اسباب کے اوسپر آمادہ کیا الیسع نے سلیمان کو
بلایا کہ ایک امر ضروری ایسا درپیش ہی کہ جسمین تمہاری شرکت ضرور رہی اوس نے بہت سے بہانے کرکے
عذر لکھا کہ مین نہین آسکتا الیسع اوس سے بہت ناراض ہوا اور سوای جنگ کے اور کچھ چارہ نہ پایا اوسپر چڑھ گیا
اور لڑا اور اوسکا پرگنہ اور مال چھین لیا اور وہ بخارا بھاگ گیا اب الیسع کو جوانی کی ترنگ مین یہ سوجھا کہ
عضدالدولہ ابی شجاع کے کسی پرگنے اور علاقے پر حملہ آور ہووے تو وہ چلا اور کرمان اور فارس کے درمیان
پہونچا تو اسکا ایک سپہ سالار کچھ جمعیت لیکر آیا اسنے سبکو انعام اور خلعت دیا اتفاقا اوسمین سے کچھ لوگ بھاگ
گئے اوسکو سب کیطرف شبہہ ہوا اور اونکو ایذای سخت اور سزا دینے لگا اس لیے اسکے سب ہمراہی عضدالدولہ
کے پاس چلے گئے اور امان لی اوس نے انکو بہت خاطرداری اور تسلی سے رکھا اور برآمد امید پر امیدوار کیا جب
الیسع کے ہمراہیون نے دیکھا کہ یہان ظلم و ستم ہی اور وہان رحم و کرم ہی سب بہم ہوے اور اوس سے
برہم ہوے اور ایک ہی بار اکہزار آدمی سرداران دیلم عضدالدولہ کے پاس چلے گئے اور وہ ظرافت مین مضطر
تھا اور یہانسے آہستہ آہستہ سب جانے لگے یہانتک کہ آخر کار کوئی نرہا صرف چند غلام اور کچھ نوکر ذاتی
اوسکے پاس رہے اب لاچار واشہر کو اولٹا پھرا اور وہانسے اپنے اہل و عیال اور سب مال لیکر بخارا کو چلا گیا
یہ خبر جو عضدالدولہ کو آئی تو وہ فورا واشہر پر آ قابض ہوا اور جسقدر کہ وہان مال اہل شہر اور اولاد الیاس
کا تھا سب لیا اور کورتکین ابن جستان کو اوسپر اپنا نائب چھوڑا اور فارس کو روانہ ہوا اور الیسع جب
حدود قہستان خوش مین پہونچا تو اپنا اسباب اور غلام کہ جنکا لیچلنا دشوار تھا یہان چھوڑا اور تنہا آپ بخارا گیا
کہ وہانسے مدد اور کمک لاوے وہان اسکی خوب تعظیم اور تکریم کی گئی اور دربار خصوصیت اور موانست
مین بلایا گیا وہان جو اوس نے شراب پی اور اوسکو نشہ غالب ہوا تو یہ بکنے لگا کہ اگر مجھکو یہ حال معلوم ہوتا

مطابق ۹۶۶ء

کہ آل سامان کی اب ہمت ایسی سست ہے کہ فریاد رسی کی فریاد رسی نہین ہو سکتی ہے تو مین یہان نہ آتا بلکہ کہین اور جا ہی پناہ ڈھونڈھتا یہ کلام اوسکا بہت ناگوار گزرا حکم ہوا کہ اسکو خوارزم نکالدوین اور ابو علی ابن سیمجور کو جو یہ حال معلوم ہوا تو فورًا بمقام خوش آ پونہچا اور اوسکا اسباب اور غلام وغیرہ جو یہان تھا سکو غنیمت مفت لیگیا اور ابو الیسع کا یہ حال ہوا کہ اوسکی آنکھ دکھنے لگی لطافت اور طلاوت اوسکی جاتی رہی آنکھ مین جب بہت درد ہوا تو اپنے ہاتھ سے پھوڑ دالی اور وہ گال پر نکل پڑی اور اسی مین مرگیا پھر کسیکو آل الیاس مین سے کرمان دیکھنا نصیب نہوا عضد الدولہ کی عزت اور قدرت کامل ہوئی آخر بہا الدولہ ضیاء الملۃ اوسکا وارث ہوا اسنے بھی ویسے ہی عدل اور انصاف اور حفاظت حدود و اطراف جاری رکھے اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ جو خراسان اور سیستان کا مالک ہوا اور اسنے بہا الدولہ ضیاء الملۃ کی حدود متصل تھی تو دونو مین حق ہمسایگی ثابت ہوا تو بہا الدولہ نے پیغام محبت اور دوستی کے خطوط بھیجنے شروع کیے اور تحفے بھی بھیجے سلطان نے سب قبول کیا اور ایسے ہی اس نے بھی تحفے اور ہدیے پیغام دوستی اور محبت کے بھیجے اور اتحاد و محبت اور وداد و مودت خوب ثابت ہو گئی +

ذکر جنگ نارائن

مطابق ۱۰۰۹ء

سلطان نے سنہ ہجری مین جو ہندوستان پر لڑائیان کین اوس سے بہت خوش تھا اب پھر ہندوستان پر چڑھا اور ہندوستان کے بیچمین آ پونہچا اور جگہ جگہ لوٹ مار کرتا ہوا جاتا تھا ایک بڑے راجہ سے مقابلہ ہوا اور بہت مال اور ہاتھی اور گھوڑے ہاتھ لگے اور اوسکی فوج نے جنگل کوہ گھاٹیون مین جہان اوسکے لوگونکو دیکھا قتل کیا یہ سب مال اور دولت لیکر غزنہ کو پھرا اور جب راجہ ہندوستان نے دیکھا کہ سلطان بار بار حملہ کرتا ہے اور لوٹ مار کرتا رہتا ہے تو کوئی صورت اوس سے نجات اور مقابلے مین برسر آنیکی نہین ہے تو چند سردار رشتہ مند اور مصاحب سلطان کے پاس روانہ کیے کہ سلطان ان شرطون پر صلح کرے کہ پہلے تو پچاس ہاتھی عمدہ لیجادے اور بہت مال اور بہت تحفے اس ملک کے لیجادے اور بھر ہر سال دو ہزار آدمی جوانمرد سلطان اور لشکر کی خدمت کے لیے خراج سالانہ کے ساتھ بھیجا کرونگا تا کہ مین اپنی ملک رانی مین مصروف رہون سلطان نے یہ سب صلح قبول کی اور اپنے معتمدین بھیجے کہ راجہ سے یہ سب مال اور اسباب کہ جسپر صلح قائم ہوئی ہے لاوین راجہ نے نہایت خوشی سے دیکر اونکو رخصت کیا اور یہ صلح قائم اور مستحکم ہوئی

ذکر جنگ غور کا

سلطان کو فکر ہوئی کہ کوہستان غور کے لوگ سرکش اور متمرد ہین اونکا بندوبست کرنا اور اونکو اپنے حلقۂ اطاعت مین لانا ضرور ہے کیونکہ بسبب بلندی اپنے کوہستان کے بہت مغرور ہین اور مسافرین اور سوداگرون کو لوٹتے ہین اور رہزنی کرتے ہین اپنا لشکر لیکر اودہر متوجہ ہوا اور تونتاش حاجب والی ہرات اور ارسلان جاذب والی طوس کو آگے روانہ کیا سو یہ دونون کوہستان غور مین گھسے چلے گئے اور دیکھا کہ گھاٹیان اور نالے سب دلاوران غور سے بھرے ہوے ہین کہ اپنے اپنے دیہات سے نکلکر آ کھڑے ہوے ہین اور لڑنے لگے کہ خوب تلوار اور نیزہ چلا اور دونون فریق خوب جمکر لڑے کہ یہ خبر سلطان کو آئی تو اپنے خوص غلامونکو لیکر روانہ ہوا اور اونکو پیچھے ہٹانا شروع کیا اور اونکی گڑھیون اور پناہ کی جگہون پر قبضہ کرنا شروع کیا یہانتک کہ وہ لوگ اپنے کوہستان مین بھاگ گئے اور سب متفرق اور منتشر ہوگئے اور اونکا سردار ابن سوری نام تھا اوسپر جا حملہ کیا اور عین تختگاہ پر اوسکے لڑائی کی اور اوسکے قصبے کا نام آہنگران تھا اوسکو گھیر لیا اور لڑائی شروع کی اور وہ بھی بمقابلے سلطان کے دس ہزار آدمی لیکر آیا اونھون نے صف بندی کرکے اپنی بہادری اور دلیری کا اظہار خوب کیا سلطان نے اپنی فوجکو حکم دیا کہ باحتیاط تمام اوپر حملہ کرنا شروع کرین کیونکہ اونکو پہاڑون اور خندقون کی امان بہت ہی اور لڑتے لڑتے دوپہر دن آگیا سلطان نے حکم دیا کہ تم اولٹے پھرو یہ سب اولٹے پھرے انھون نے جانا کہ یہ بھاگے اور اونکو شکست ہوئی وہ سب اپنی اپنی پہاڑیان اور امانکی جگہ چھوڑکر انکے پیچھے میدان مین نکل آئے پھر جو سلطان کے لشکر نے پیچھے پھرکے جنگ کی تو ایسا مارا کہ کوئی نہ بچا اور ابن سوری اور اوسکے اقارب اور خوص گرفتار ہوے اور اللہ تعالی نے یہ فتح اوسکو دی اور سب مال اور دولت کہ پشت در پشت جمع ہوتے تھے سب ہاتھ لگے اور ان قلعون اور مقامات پر اپنے لوگ متعین کردیے اور سلطان اس فتوحات اور ظفرمندی کے ساتھ اپنے وطن کو روانہ ہوا اور ابن سوری نے جو دیکھا کہ اس ذلت اور رسوائی سے قید ہوے تو اپنی زندگی اوسکو ناگوار ہوئی اور اوسکے پاس ایک انگوٹھی تھی کہ جسمین زہر تھا اوس نے چوسی اور فورًا مرگیا + + +

قحط جو سنہ ۴۰۱ہجری مطابق سنہ ۱۰۱۰ عیسوی مین نیشاپور مین واقع ہوا

خاص نیشاپور مین اور خراسان کی سب مملکت مین قحط ہوا صرف نیشاپور اور اوسکی اطراف مین ایک لاکھ سے زیادہ آدمی مرگئے تو ہر شخص کے لیے کفن کہان اونھین کی چادرون مین لپیٹ کر دفن کردیا جبہ

نوعمر جوان بڑھے جوان عورتین بڑھیان روٹی روٹی پکارتی تھین پر ن ملا جاتا تھا آنکھین بیٹھی جاتی تھین
کھڑے کھڑے یکایک ایک کروٹ پر گرکر مرجاتے تھے کچھ گھانس کھاتے تھے کھیتی سے ناامید ہوگئے
پیداوار جاتی رہی بہت دشواری ہوئی آدمی مردون پر سے ہڈیان لا کر کھاتے تھے قصائی جو بکری ذبح کرتا تو ایک بھیڑ
اوسپر لگ جاتی کوئی اپنا آبخورہ لاتا کوئی رکابی تاکہ خون ٹپکے پیوین کچھ تو بھوک سے تسکین ہووے اور جو کوئی پیتا
فورًا گر جاتا اور مرجاتا اور مین نے دیکھا ہے کہ لوگ لید اور گوبر مین سے جو کہ دانہ ڈھونڈھتے تھے جب یہ حال آدمیون کا
ہوا تو اور جاندارون کا کیا حال ہوا ہوگا اب یہ حال ہوا کہ ما نے بچے کو پکا کھایا اور بھائی نے بھائی کو اور خصم نے
جورو کو بلکہ راستے پر سے کسیکو اوٹھا لیگئے اور ویران جگہ مین اوسکو پکا کھایا آدمیونکی چربی اسقدر پھیلی کہ گاے وغیرہ
کی چربی چھوٹ گئی اور بازارون مین بکنے لگی اور بہت مسافرون کو پکڑ لیجاتے تھے کہ اونکی چربیان بیچو
تھے اور لوگون کے گھرون مین بہت کھوپریان پائی گئین جنکے گوشت اور چربیان کھائی گئین اور کتے اور بلی
کچھ تھوڑے سے رہ گئے اور اشراف یا اہل حرفہ شام کے وقت ایک محلے سے دوسرے محلے مین جا نسکتے
تھے جبتک کہ کئی آدمی ہتھیار بند نہون ایک شخص اہل علم امام صعلوکی کے پاس بہت دن بعد آیا امام نے
پوچھا کہ اتنے دن کہان تھے اوس نے کہا کہ مین ایک سخت حادثے مین مبتلا ہوا تھا اس لیے نہ آسکا
اور حال یہ گزرا کہ ایک روز شام کے وقت مین بر سر راہ جاتا تھا کہ ایک کمند میرے گلے مین آن پڑی اور
گلا گھٹنے لگا اور کمند والے نے جو کھینچا تو گھسنے لگا مین نے چاہا کہ دوڑ کر اوسکے پاس جاؤن تاکہ کمند ڈھیلی
ہووے اور گلا نہ گھٹے کہ اتنے مین ایک عورت نے میرے خصیون پر لات ماری مین بیہوش ہوکر
گر گیا پھر جو ہوش آیا تو دیکھا کہ بیہوشی دور کرنے کے لیئے میرے چہرے پر پانی چھڑکا گیا ہے اوسکی سردی
ہی اور راہ چلتے ہوے لوگ جو مجھپر اکٹھے ہوگئے اس لیے کمند والا مجکو چھوڑکر بھاگا اور کمند بھی چھوڑی
پھر جب کچھ طاقت اور ہوش زیادہ ہوے تو مین اپنے گھر آیا اور بیس دن تک بیہوش دیوانہ وار بیمار
تپ و لرزے مین گرفتار پڑا رہا پھر جو کچھ ہوش آیا اور طاقت اور صحت ہوئی تو ایک روز مسجد مین
گیا اور پکار کر اذان کہی اور پھر تکبیر کہتا تھا کہ ایک کمند آئی اور گلے تک نہ پہنچی صرف پگڑی مین لگی اوسکو
لیگئی اوس دن سے یہ عہد کیا کہ پکار کر اذان نہ کہونگا تا میرا ہونا کسیکو معلوم نہووے اور گھر سے باہر
نہ نکلون جبتک کہ خوب دن روشن نہولیوے اور شام سے پہلے گھر چلا آؤنگا اس لیے مین اتنے دن تک
نہ آسکا اس قصے سے بہت تعجب ہوا اور اوستاد ابو سعید عبد الملک ابن عثمان جو بہت نیک اور خدا پرست تھے کہ

کہتا ہے کہ مجھکو ایکروز اوس مکان مین لیگئے کہ جہان بیمار اور محتاج اور مسافر اور فقیر ونکی خدمتگزاری ہوتی تھی تا کہ
چار سو آدمی جو بھوک کے مارے مرے پڑے ہین اونکی تجہیز و تکفین کیجاوے اور مجھ سے نانبائی نے یہ بھی کہا
کہ ان چار سو آدمیون کے لیے روٹی بھی پکی ہوئی موجود ہے ابو نصر داعلی منشی نے بھی شعر کہے ہین اور ابو محمد
عبد الکافی زوزنی نے ایک عبارت اس حال مین لکھی ہے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ نے اپنے صوبون کو
لکھا کہ فقرا اور مساکین پر زر بیشمار خرچ کرین کہ اس قحط مین انکی جان بچے اور یہ قحط سنہ ۴۰۱ ہجری تک باقی رہا — مطابق ۱۰۱۱ع۔

ایلک خان کا احوال جو بعد معاودت ماوراء النہر کے سلطان کو پہنچا

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو ترکون کی ہزیمت کے بعد یہ انتظار تھا کہ ایلک خان اور اوسکا بھائی
طغانخان اب کیا تدبیر کرتے ہین کہ اوسکا بھائی طغان خان ہمیشہ سلطان سے موافقت ظاہر کرتا تھا اور
بہت قسمین کھاتا تھا اور بہت عہد و پیمان کرتا تھا اور بہت قاصد بھیجتا تھا کہ مین ایلک خان کی حرکات سے
کہ تم سے لڑا اور تمہاری مملکت مین دخل کیا بالکل بری ہون اور ایلک خان یہ قصور ذمے طغان خان کے
لگاتا تھا کہ یہ جو کچھ مجھ سے ہوا ہے سب اوسکے اغوا اور بہکانے سے ہوا ہے کہ یہ بار بار اس باب مین مجھکو خط
بھیجتا تھا ایلک خان نے جو یہ دیکھا کہ طغان خان نے یہ سب قصور میرے ذمے لگایا ہے اور آپ
بری ہوتا ہے تو یہ رای ہوئی کہ پہلے طغان خان کو تباہ کرے اور اوسکا قصہ مٹا دے یعنی اوسکو قتل کرے
اور ماوراء النہر کی فوج جمع کرکے روانہ ہوا اور شہر اوزکند سے ہوکر اوسکی طرف چلا اور راستے مین برف
اسقدر پڑی کہ راستے بند ہو گئے اس لیے یہ رای ہوئی کہ اگلے سال پر اسکو موقوف رکھے اور الٹا
پھر آیا اور دونون کے قاصد سلطان کے پاس حاضر ہوے کہ ایک دوسرے پر تہمت لگاتا تھا
اور اپنی برات کرتا تھا پر سلطان نے دونون کے قول پر توجہ نکی اور دونونکو بیہودہ سمجھا اور ان قاصدون
کی ضیافت کی اور حکم دیا کہ لشکر آراستہ کیا جاوے سو اپنے دونون جانب لشکر کھڑا کیا ایک طرف
قریب دو ہزار غلام دو رویہ صف باندھے ہوے اور بہت عمدہ عمدہ لباس دیبا وغیرہ کے
پہنے ہوے تھے اور بادشاہ کے قریب پانسو غلام خاص لباس زرین وغیرہ سے نہایت آراستہ
کھڑے ہوے اور اونکے پاس چالیس ہاتھی نہایت آراستہ کھڑے کیے گئے اور دونون صفون
کے گرد سات سو ہاتھی خوب آراستہ ہوکر کھڑے کیے گئے اور سب لشکر اپنے اپنے حاجبون سے
ایسا مرتب تھا کہ یکایک آنکھ اسپر نہین ٹھہرتی تھی اور سوارون کے آگے پیدلونکو ڈھال تلوار اور

نیزہ و تبر سے مسلح کر کے کھڑا کیا اور اپنے آگے حاجبوں کو کھڑا کیا اور آپ اون قاصدوں کو حکم دیا کہ اب آوین
اور اس حالت مین ملاقات اور ادای رسم ما وجب کرین اور اس حالت سے دسترخوان تک چلین اور دسترخوان
پر جو تکلف فرش و فروش اور ظروف اور کھانیکا کیا گیا تھا ایسا کچھ ہرگز نہ کسی نے دیکھا نہ سنا اور بعد اس ضیافت کے
سلطان نے اپنی ہمت کے موافق اونکو انعام و اکرام دیکر رخصت کیا اور وہ دونون بھائی
مدت تک آپسمین بر سر عداوت رہے آخر اون مین صلح ہوئی کہ اسکا ذکر آگے ہوگا۔

ذکر فتح قصدار

سلطان یمین الدولہ امین الملۃ ایلک خان اور طغان خان کی روز نئی نئی باتین سنتا تھا جو اون مین
بربنای عداوت و فساد ہوتی تھین اور قصدار کے والی نے بخیال مضبوطی اپنے ملک کے اور درستی اپنی
نوبت کے جو مال کہ دینا ٹھہرایا تھا نہ دیا اس لیے سلطان نے اوسپر یورش کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور یہ
واقعہ سنہ [illegible] ہجری کا ہی اور غزنین سے بست کو چلا اور ارادہ ہرات کا ظاہر کیا (مطابق سنہ [illegible]ء)
پھر یکایک قصدار کو متوجہ ہوا اور پہاڑ اور راہ دشوار طی کرتا ہوا چلا اور قصدار کے والی کو بالکل خبر نہوئی
کہ یکایک سلطان کے غلامون نے دن نکلنے سے پہلے اوسکا گھر گھیر لیا وہ یہ دیکھتے ہی چیخا
الامان الامان اور جھٹ نکلکر سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا سلطان نے ایک کرور پچاس لاکھ درہم
اوسکے ذمے کیے اوس نے اوسکا بھی ذمہ کیا اور بہت کچھ دیا اور بیس ہاتھی بہت زبردست
دیے اور اپنا آدمی اوسپر مقرر کر کے کہ اوسکا زر وہی لیکر آوے یکایک آپ چلدیا اور اوسکو بدستور خلافت قصدار کی دی

ذکر دونون شار کا ایک باپ نام اوسکا ابو نصر محمد ابن اسد دوسرا اسکا بیٹا شاہ محمد نام اور جو انکا انجام ہوا اوسکا بیان

جو کوئی غرشستان کا والی ہوتا تھا اوسکو شار کہتے تھے کہ اپنے لئے انھون نے یہ علامت مقرر کی تھی
اور اسکے معنی مالکیت و عظمت کے ہین اور ابو نصر شار وہان کا والی رہا یہانتک کہ اوسکا بیٹا شاہ محمد بالغ
ہوا اور یہ دیوانہ مشہور تھا اوس نے اپنے زور جوانی اور اپنے یارونکی مدد سے باپ سے ملک چھین لیا
اوس نے بھی اوسکو ملک سونپ دیا اور اوسکی تدبیر پر نگران رہا اور خود پڑھنے پڑھانے اور مطالعہ کتب اور
علم ادب پر مصروف تھا کہ سوای اسکے اور کسی امر مین اوسکا دل نہ لگتا تھا اور علما اور فاضل لوگ ہر طرف سے
اوسکے پاس آتے تھے اور یہ سبکے ساتھ سلوک کرتا تھا اور ابو علی محمد ابن محمد ابن سمجور سپہ سالار نے

اپنی سرکار نامدار رضی نوح ابن منصور سے باغی ہو کر چاہا کہ مملکت غرشستان کو مع اوسکے سب علاقے کے اپنے ساتھ ملا لے اور دونون شار کو اپنا تابعدار کر لے یہ ان دونون باپ بیٹون کو ناگوار گزرا کہ سلاطین سامانیہ کے بدلے اوسکی اطاعت کرین کہ اونھون نے اوسکو عزت سپہ سالاری اور سرداری کی دی ہی اور اونکو اپنے قلعے کی مضبوطی اور سامان کی درستی کا بھی خیال تھا اس لیے اوسکے حکم سے اونھون نے تمرد کیا کہ امیر رضی نوح ابن منصور کے بھی حق کی حمایت اور اوسکی عزت کی حفاظت ہی ابو علی نے انکے ملک موروثی یا انکے مال قدیمی کا لالچ کیا تو ابو القاسم فقیہ اپنے معتمد کو بہت فوج دیکر انپر روانہ کیا اسنے جا کر اونکے دار الملک کے بیچ مین لڑنا شروع کیا وہ اپنے ایک پہاڑ پر گئے وہان بھی جا لڑا اور جہان وہ نکلے وہان گیا آخر یہ دونون اپنے وطن سے نکلے اور ایک قلعے مین جو ان کے کوہستان کے پیچھے انکا موروثی ہی بھاگ گئے اور ابو علی سیجور اونکے سب قلعے اور ملک کا مالک ہو لیا اور جب امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی نوح ابن منصور کے ابو علی پر متوجہ ہوا تو ابو علی نے ابو القاسم کو دونون کے بلوایا کہ اوس کام سہل سے اب اس کام سخت مین مشغول ہووے اور اوس کلنگ کو چھوڑ کر اس شہباز کا مقابلہ کرے اب اس جنگ مین کہ امیر ناصر الدین سبکتگین بحمایت امیر رضی کے ابو علی پر حملہ آور تھا وہ دونون شار بھی امیر کے ساتھ شامل ہو گئے یہانتک کہ ابو علی سب کچھ مال قدیم اور جدید اور ولایت نئی اور پرانی چھوڑ کر بے سمجھے بوجھے جرجان گیا اور یہ دونون شار بدستور نہایت امن اور آرام کے ساتھ اپنی جگہ مین رہے یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ امین الملۃ اوسکا وارث ہوا اور ملک اور اونکے حکمران اسکی اطاعت اور طاعت مین آئے اور سب جگہ خطبہ اسکا پڑھا جانے لگا تو سلطان نے مجھکو انکے پاس بھیجا کہ سلطان کی اطاعت کرین اور اوسکے نام کا خطبہ پڑھین انھون نے بخوشی خاطر اوسکی اطاعت قبول کی اور اوسکا خطبہ ۳۸۹ ہجری مین جاری کیا اب جو لوگ کہ مرو سے ہزیمت کھا کر بخارا مین جمع ہوے تھے اونھون نے ان شارون کو لکھ بھیجا کہ جنگ کی تدبیرین کرین کہ اب ہم اپنے بدلے کے لئے آمادہ ہین ابو نصر شار نے یہ خط میرے پاس بھیجدیے کہ ان خطوط کو تامل سے دیکھکر سلطان یمین الدولہ امین الملۃ والدین کے پاس بھیجدے تا اوسکو ہمارا حال بخوبی دریافت ہو اور معلوم ہووے کہ اوسکے ساتھ ہماری محبت دلی اور دوستی قلبی ہی اور ان اہل عداوت سے بدرجہ غایت بغض اور عداوت ہی مین نے انکو بتامل دیکھا اور شار کو جواب لکھ بھیجا کہ اس طرح کا لکھنا انکا

مطابق ۹۹۸ء

صرف بیجیائی ہو اور اونکا ارادہ حملہ آوری کا ہو تو کرین اونکے لیے وہ ہی تلوارین موجود ہین کہ جنسے اونکو
ذلت اور رسوائی پہلے ہو چکی ہو اور قریب ہو کہ شار حال ان باغیونکا دیکھے گا بس ایسا ہی ہوا کہ ایلک خان
بخارا پر تسلط ہوا اور بڑے بڑے باغیونکو گرفتار کیا اور باقی سراسیمہ حیران بھاگ گئے اور مین نے یہ سب ماجرا
سلطان کو لکھ بھیجا اور پھر اوسکا بیٹا شاہ محمد شار سلطان کے پاس حاضر ہوا اور بہت عزت واکرام پایا پر کچھ
ہمین غرور اور نخوت ملک داری کی تھی اسنے بعد چند دن کے رخصت مانگی بہت کچھ انعام و خلعت
واکرام و عزت پاکر رخصت کیا گیا اور افشین کہ اوسکا گھر تھا گیا اب چند دن کے بعد سلطان نے بغرض
کسی مہم کے سب امرا اور ارکان کو مع اونکے ساز و سامان کے طلب کیا اور شار مذکور کو بھی بلایا
اوس نے کچھ ایسے حیلے حوالے کیے کہ جنسے نافرمانی اوسکی تحقق ہوگئی سلطان نے کہ اس مہم کے اہتمام مین
مصروف تھا ابھی اسکی تدبیر کو ملتوی رکھا جب سلطان نے اوس جنگ سے خاطر خواہ فتحیاب ہو کر رجوع کی تو اوسکو
پھر لکھا کہ بشیوۂ طاعت و فرمانبرداری حاضر ہووے اور بدستور مونست پیدا کرے اور وحشت زائل
کرے اوس سے اب بھی بجز سرکشی اور نافرمانی کے اور کچھ ظہور مین نہ آیا اب سلطان نے اپنا حاجب کبیر ابو سعید
تونتاش اور اپنا غلام ارسلان جاذب والی طوس کو بھیجا کہ اوس سے لڑین اور غرشستان چھین لین اور اوسکو نافرمانی
کی سزا دیوین یہ دونون چلے اور ان رستون سے ابو الحسن منیعی مرو الرود والے کو خوب واقفیت
تھی اس لیے اوسکو بھی شامل کیا اور راہ دشوار گزار اور گھاٹیان سخت سخت طے کر کے پہونچے اور اون
دونون شار کو خوب سزا دی ابو نصر بڑا شار تو اپنی جان کی امان دیکھکر تونتاش حاجب کے پاس آگیا
اور ظاہر کیا کہ مین اس معاملے سے بالکل بری ہون جو کچھ کیا میرے اس بیٹے نے کیا اور یہ مجھ سے
ہمیشہ سرکش اور نافرمان رہتا تھا اس لیے آپ میری سفارش کرین کہ مین بالکل بیگناہ اور بےقصور
ہون اور اطاعت مین بالکل سرگرم ہون تونتاش نے اوسکو ہرات بھیجدیا اور سلطان کو اوسکی
سفارش لکھی وہانسے جواب اوسکی رہائی کا آیا اور اوسکا بیٹا شاہ محمد شار اپنے اوس قلعے مین جا چھپا کہ اوسنے
ایام مجبوری مین بنایا تھا اور اپنے ساتھ اپنے خاص غلام لیگیا اب تونتاش نے اوسکا ارادہ کیا اور
یہ اور ارسلان جاذب اور ابو الحارث سب وہان چڑھ گئے اور لڑائی شروع ہوئی یہانتک کہ ایک دیوار
فصیل کی ڈھادی اور دوسری فصیل پر جا چڑھے اور پھر خوب شمشیر زنی کی لاچار اوسنے امان مانگی
آخر انھون نے اوسکو پکڑ لیا اور قید کیا اور سب کچھ مال و ذخیرہ وہانکا لوٹ لیا اور سب اوسکے عزیز

اور مصاحب اور افسانہ خوان اور حاجب پکڑے گئے اور اوسکو خوب دھر کھینچا کہ اوسنے اپنا مال اور
دولت سب بتا دیا اور اسقدر لوٹا کہ اونکے کپڑے تک اوتروا لیے اور ننگا کر دیا اور جو آمدنی اس ملک
کی شار کو تھی اوسکے موافق ابو الحسن منیعی نے مقرر کی اور اپنا عامل اور کوتوال مقرر کیا اور سلطان نے
حکم بھیجا کہ شار کو ہمارے پاس نرمی تمام بھیجدیا جاوے جب لانے والے کے حوالے ہوا تو اوسنے
[illegible] اوسکو پابزنجیر کیا اور مینے سنا ہے کہ اوسنے اوسوقت اپنے ایک غلام کو کہا کہ ہمارا یہ حال ہمارے گھر لکھ بھیجے
اور انشاء اللہ تعالی ہم چند دن بعد بخیر و عافیت آوینگے سو سلطان سنے اوس قید ہی مین شار کو
بلوایا اور حکم دیا کہ یہ خط خود لکھے تو پہلے خود فکر کیا اور پھر شکر کیا اور پھر لکھا ای قحبہ تو مجکو غافل جانتی ہے
جو کچھ تو نے کیا سب مجکو معلوم ہے اور دیکھ مین اب آنے والا ہون تجکو اور تیرے ما باپ کو کیسی سزا
دونگا اور اور بھی برا بھلا اوسمین لکھا اور خط لفافہ کر کے اپنے غلام کو دیا اور اوسنے یہ خط اوسکے یہان
پونہچا دیا یہان قیامت برپا ہوئی اور ڈرے کہ کسی دشمن نے ہماری چغلی کھائی ہے اونھون نے
یہ تدبیر کی کہ یہ گھر خالی کر دین اور کہین چھپ جائین تا اوسکے عذاب سے نجات ہووے پھر جو اوسکا
ایک غلام وہان گیا تو دیکھا کہ مکان بالکل ویران خالی میدان پڑا ہے ہمسایے سے جو پوچھا تو اونھون نے
کہا کہ اوس خط کے خوف سے یہانسے سب بھاگ گئے اوسنے یہ سنکر کہا کہ لعنت ہے خدا کی لکھنے والے
پر اور لکھوانے والے پر اور بھیجنے اور لانیوالے پر اور اوسکے اہل و عیال کو پھر لایا اب یہ سب خبر
سلطان کو آئی اوسکو شار کے اس حیلے سے ہنسی آئی کہ اوسنے یہ حیلہ کر کے لعنت کروائی اور شار نے
کہا کہ یہ سزا ہے اوسکی جو ہمسے لکھوائے سلطان نے اوسکو بلوایا اور ننگا کروا کر کوڑون سے پٹوایا کہ یہ سزا ہے اوسکی جو
حق نعمت فراموش کرے اوسنے بہت واویلا اور فریاد اور زاری کی پھر سلطان نے حکم دیا کہ اسکو ایسی جگہ
قید رکھین کہ سردارون کے قابل ہووے اور اوسکا علاج اور اوسکا خرچ بہت عمدہ کرین اور اوسکو یہ
معلوم نہو کہ یہ بحکم سلطان ہے اور اسنے اپنا غلام بلوایا جو اسکے کار خدمت کرتا رہے اور اور بھی اوسکی
آسایش کی چیزین موجود کر دی گئین اور اوسکا باپ ابو نصر شار جو ہرات مین تھا اوسکو سلطان نے
بلوایا اور اپنا مقرب اور معزز کیا اور جو انکی جایداد غرش مین تھی وہ سب خرید لی اور اپنی مملکت مین
شامل کر لی اور قیمت اونکی دیدی کہ انکی تکلیف تنگدستی کی رفع ہووے اور شمس الکفاۃ [illegible]
ابو العباس ابو نصر شار کے ساتھ بہت مہربانی کرتا تھا یہانتک کہ وہ سنہ [illegible] ہجری مین مرگیا

مطابق [illegible]ء

ذکر جنگ ناردین

مطابق سنہ ۱۰۱۳ء

سلطان یمین الدولہ نے سنہ ۴۰۴ ہجری مین ارادہ کیا کہ ہندوستان پر یورش
کرے اور یہ رای ہوی کہ ابکی بار وسط ہندوستان تک جارے سو آخر فصل خریف مین روانہ ہوا
اور ہندوستان مین جب چلا آیا تو ہقدر برف پڑی کہ سب راستے بند ہو گئے اور بہت تکلیف ہوی تو اب
اولٹے پھرے کہ پھر سامان درست کر کے آوینگے پس جب موسم بہار آیا اور سب سامان جنگ فوج
اور غلہ وغیرہ خوب درست ہو گیا تو پھر ہندوستان کا ارادہ کیا اور استخارہ کیا اور روانہ ہوا گویا ایک دریا امڈا
چلا آتا ہی یہانتک کہ جب مقصد پر پونہچا تاکہ اپنے لشکر کی ترتیب کرے اپنے بھائی نصر کو معہ ایک انبوہ
لشکر کے داہنی طرف اور ارسلان جاذب کو بائین طرف کھڑا کیا اور ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی کو
مقدمۃ الجیش کیا اور قلب لشکر تونتاش اور سب اپنے خواص اور غلامونکو قائم کیا راجہ ہند نے جو یہ ہنگامہ
برپا دیکھا تو بہت خوف غالب ہوا اور اپنے ٹھاکرون اور سردارون سے پناہ مانگی اور پھر ایک پہاڑ کی
گھاٹی مین گھس گیا کہ جان بچے اور دونون پہاڑون کے درون پر ہاتھی کھڑے کر دیے کہ انکی سبب
فوج سلطان کی اندر نہ آسکے گی اور حکم دیا کہ میری مملکت کے سب لوگ انکے مقابلے مین آوین اور لڑین اور
کوئی باقی نہ رہے یہانتک کہ پتھر اوٹھا کر مارنا بھی جو جانتا ہی وہ بھی آوے جب سلطان کو معلوم ہوا کہ
راجہ لڑنے مین بہت دیر لگاتا ہی اور تاخیر کرتا ہی تو اپنا دیلمی و افغانی لشکر لیکر جا چڑھا اور لڑائی شروع ہوی
اور اسقدر چند دن تک لڑائی ہوئی کہ لاچار راجہ کو میدان مین نکلنا پڑا اور اب فوج سلطان خوب
جان توڑ کر لڑی یہانتک کہ کچھ سردار فوج کے راجہ پر جا پونہچے اب راجہ نے پھر پہاڑ مین سے
نکلنے کا قصد کیا کہ گرد اوسکے ہاتھی تھے اب اور بھی لڑائی سخت ہوی اور گرمی بھی بہت ہو گئی اور
سردار اور نوکر یکسان ہو گئے اور جسوقت وہ ہاتھی کو حملہ کرنے کے لیے سنکارتے تھے تو اوسی وقت
ہاتھیون پر گرز بیشمار پڑتے تھے اور راجہ نے جو دیکھا کہ ابو عبد اللہ محمد ابن ابراہیم طائی خونریزی
مین بہت کوشش کرتا ہی تو بہت سے اپنے دلاور لیکر خاص وہ ہی پر متوجہ ہوا لیکن وہ اس سے کچھ نہ گھبرایا
اور اپنے کام مین بالکل مصروف رہا یہانتک کہ زخمی ہو گیا اب سلطان نے جو اوسکا حال دیکھا تو اوسکی
مدد کی اور اوسکو چھڑایا کہ مارے تلوارون اور نیزون کے چھد گیا تھا پھر حکم ہوا کہ اسکو ہاتھی پر
بٹھلاوین کہ جب تک اسکے زخم اچھے ہووین اور وہ ہاتھی اوسکی ملک ہو گیا کہ اور دن یہ فخر اسکو

زیادہ ہوا اور لڑائی ایسی ہی جاری تھی کہ یکایک سلطان کے فتح کی ہوا چلی اور اونکو گھیر کر خوب مارا اور پھر ہر غار اور جنگل اور گھاٹی اور میدان مین یہان تک قتل کیا اور بہت مال و دولت ہاتھ لگا کہ ایک کو دوسرے پر رشک نرہا اور جو ہاتھی کہ اونکے یہان بہت مضبوط تھے لے لیے اور نار دین پر فتح ہوگئی اور اوسکے بتخانے مین ایک پتھر تھا کہ اوسپر یہ کندہ تھا کہ یہ عمارت چالیس ہزار برس سے ہے پس سلطان کو بہت تعجب ہوا کہ اسقدر بدت سے تو دنیا بھی نہین ہے اب سلطان یہ سب کچھ لیکر اولٹا پھرا اور لونڈی غلام بہت سے لے گئے یہانتک کہ ہر شخص کے یہان غلام اور لونڈی ہو گئے +

جنگ تھانیسر

سلطان نے سنا کہ نواح تھانیسر مین ہاتھی خوب ہوتے ہین جیسے صیلان مین ہوتے ہین اور وہان کا راجہ اپنے ہاتھیون کے زور پر بڑا گھمنڈ کرتا ہے اور بہت سرکش اور مغرور ہے سو اوسپر متوجہ ہوا اور لشکر لیکر چلا اور سخت رستہ اور دشوار راہ طے کرتا ہوا وہان پونہچا اور اوس جانب اوسکے بہت بڑا دریا ہے اوسکے کنارے پر ایک پہاڑی ہے کہ جسکی اوٹ مین راجہ اپنی فوج اور ہاتھی لیے ہوے کھڑا تھا اب سلطان اس دریا سے اوتر کر راجہ کے مقابلہ مین گیا اور دو جانب لڑائی شروع ہوگئی اور حکم دیا کہ دریا اور پہاڑ کے بیچ مین اونسے لڑائی کیجاوے اور بہت سخت لڑائی ہوئی یہانتک کہ جب دن ڈھلنے لگا تو سلطان کی فوج نے سب طرف سے ایک حملہ کیا کہ وہ اپنے ہاتھی وغیرہ سب چھوڑ کر بھاگ گئے کہ جن پر اونکو بڑا گھمنڈ تھا اور یہ لوگ ہاتھی گھیر لائے اور اگر رات نہو جاتی تو اور بھی جنگ جاری رہتی اور سلطان یہ سب غنیمت اور فتوحات لیکر غزنہ کو واپس چلا گیا +

ذکر ابی العباس فضل ابن احمد اور جو اوسکا انجام ہوا جب تک کہ مرا

اور ابو العباس فضل ابن احمد فائق کے خواص لوگون مین سے تھا اور اسکا لقب عمید الدولہ تھا اور نہایت معتمد اور معزز تھا اور جب کہ سلطان نیشاپور مین سپاہ سالار تھا تو یہ مرو کی ڈاک کا داروغہ تھا ناصر الدین سبکتگین کو اسکی امانت اور دیانت اور ہوشیاری کی خبر پونہچی تو اوسنے امیر نصر سے اوسکو مانگا کہ سلطان کی وزارت کرے گا وہان سے موافق اس درخواست کے ابو العباس نیشاپور بھیجا گیا اور اسے احمد ابن حسن کے قایم مقام وزیر مقرر ہوا اور احمد ابن حسن اس لیے موقوف ہوا کہ امیر ناصر الدین سبکتگین نے جب احمد ابن حسن کے باپ کو بمقام بست معتمد اور وزیر اپنا کیا تھا اور دشمنون کے بہکانے سے اوسکو قتل کیا تھا

اس لیے احمد ابن حسن سے کچھ اوسنے دلمین خیال تھا اس لیے اوسکو موقوف کیا اگرچہ وہ نہایت ہوشیار
اور کارگزار اور تیز قلم اور ذہین اور چالاک تھا کہ باوجود نو عمری کے سب کار ریاست ایسا خوب کرتا تھا کہ
اوسکا ہم عمر کوئی ایسا نہ تھا اور بلی ظاہر اپنے باپ کے سلطان بھی کچھ نکر سکا اور ابو العباس مذکور کو اپنا معتمد
اور وزیر ریاست کیا اور سبب اس لیے ہوا ہی کہ اہل خراسان کو قدر احمد ابن حسن میمندی کے معلوم
ہووے کہ وہ پروردہ سلطان کا تھا اور جو کچھ کہ کسی سے بگڑ چکا تھا اوسکی درستی مین ساعی اور جو اور لوگ
اوجاڑ گئے تھے اوسکے تدارک پر کوشش جاری تھی اور ہر امر کی اوسکے موافق تدبیر کرتا تھا اور جو پانی کہ خشک
ہوجاتا تھا اوسکو پھر لاتا تھا اور یہ ابو العباس ایدکرنا مملکت کا خوب جانتا ہی اور نہ اور کوئی درستی مگر صرف
مال اکٹھا کیا اور پیداوار اور محاصل لینا اور توفیرات سمیٹنا جانتا ہی کہ چند سال مین بہت مال جمع کر لیا کہ اگر آپ
تو خراسان پر پایہ اور توانگر تھا جب اسنے اوسکا مال سونت لیا اور جو کچھ تری اور تازگی تھی سب روک
لی اور مال و ذخیرے سب لے لیے تو اب خراسان ایک مفلس تہی دست بے مغز دبلے پوست رہ گیا
اور بہت سے گنے ویران ہوگئے اور بہت پانی سوکھ گئے اور بہت سے بونے جوتنے والے شہروں مین
بھاگ گئے تو باقیوں سے باقی لی جانے لگی اور جو آباد رہے اونسے بھاگے ہوؤن کا بھی محصول لیا جانے لگا یہ مصیبت
پھیلی اور شکایت ہونے لگی اور لوگون پر بہت مصیبت ہوئی اور سب کے مال تباہ ہوگئے اور
یہی ہو رہا تھا کہ پھر قحط کا صدمہ گزرا تو توانگر مفلس اور مفلس مردہ ہوگئے تو اب مملکت خراسان مین اسقدر
باقی رہ گئی کہ کچھ بھی وصول نہین ہوسکتا کل کی تو کیا صورت ہووے اب سلطان کو اس کمی آمدنی سے تنگی
ہوئی اور وزیر سے مطالبہ ہوا کہ جو کچھ نقصان ہوا خرچ کیا گیا ہو حاضر کرے اور وزیر براہ فریب
کبھی اپنی برات کرتا تھا اور کبھی اورون کے ذمے بتلاتا تھا پھر سلطان کے دھمکانے سے جو اوسکو رنج ہوا تو
اس نے استعفا دیا اور اپنے اوپر بلا لی اور قید قبول کی اور لوگون نے سلطان سے یہ سفارش کی کہ جسقدر وزیر نے
پرگنون سے زیادہ روپیہ لیا ہی وہ لیکر آپ اپنا نقصان پورا کر لیجئے وزیر نے نمانا اور کہا کہ سوا اسکے کہ
موقوف ہون اور حبس کسی قلعے مین جا ہون قید رہون اور کچھ نہوگا ایک درہم بھی ندونگا کہ گویا خود ہی
بلا اپنے سر لیتا تھا اور مرنے کے لیے آمادہ تھا یہ بات ابھی پوری نہین تھی کہ سلطان نے ابو اسحاق
محمد ابن الحسین دہقان کو سر رشتہ دار دیوان کیا اور وہ بلخ مین رئیس تھا کہ زر باقی صوبون اور رعایا ء
نیشاپور سے وصول کرے اور سنہ ہجری مین اوسکو روانہ کیا اور وہ ہرات پر چلا

مطابق سنہ ۱ع

اور جسقدر کہ وہان پیدا ہوا اور اوسکے ہاتھ لگ سکا وصول کیا اور تھوڑے دن مین بہت مال زسمیٹ لیا
اور عہدۂ وزارت اب تک ابوالعباس ہی کے نام پر ہی اور ابوالقاسم ابوالعباس کو نصیحت کرتا تھا کہ پھر اپنے عہدے کا
کام کرے اور اپنی عزت اور حالت درست کرے اور وہ اپنی سخت مزاجی سے اوسی طرح اصرار کیے جاتا تھا
کہ اوسکی قسمت مین اسی طرح مرنا لکھا تھا اور یہی حالت اوسکی جاری رہی کہ خود بخود قلعہ غزنہ پر قید کے لیے
چلا گیا کہ اس تکلیف مطالبہ اور کشاکشی سے نجات اور آرام پاویگا اور جسقدر کہ روپیہ جمع کیا تھا سب سلطان کو
بھیجدیا پس ایسا کوئی نہین سنا گیا کہ خود قید مین جاوے اور بلا کا استقبال کرے سو سلطان کو یہ آنا اوسکا خود بخود
بہت برا معلوم ہوا اور حکم دیا کہ جو کچھ ہمارے مال اور ہماری رعیت پر زیادتی کی ہی اوسکی بابت ایک تمسک
ایک لاکھ دینار کا لکھدے تو اوسنے ایک تمسک لکھدیا کہ سلطان پھر ہمیشہ اوس سے لیتا رہا کہ اوسکو فاقے ہونے
لگے اور کچھ طاقت نرہی اب سلطان نے اوس سے قسم لی کہ اس مطالبے پر میرے پاس کچھ مال نہین نہ جمع اور نہ متفرق نہ زمین
مین دبا ہوا اور نہ امانت اور اوسکے پاس اوسکی اولاد بھی آتی جاتی تھی اتفاقاً کچھ مال اوسکا کسی سوداگر کے پاس بلخ مین
نکلا اب سلطان نے اوسکو اور بھی دھر کھینچا اور جو کچھ کہ اوسنے اپنی قوت کے لیے بچا رکھا تھا وہ بھی لیا گیا
اب اتفاقاً سلطان کو کوئی مہم در پیش ہوئی کہ اوسکو اسی حالت مین شکنجے مین چھوڑ کر چلا گیا کہ سنہ ہجری
مین مر گیا اور پھر سلطان کو کہ جب واپس آیا اوسکے مرنے کا بہت غم ہوا اور اوسکے ایام وزارت مین
اوسکا بیٹا ابوالقاسم بالغ ہوا تھا اور بہت صاحب علم و ادب اور جامع فضائل باوجود نو عمری کے تھا
کہ اوسکا ذکر بہت پھیلا اور قدر خوب ہوئی اور نظم و نثر اوسکے دونون خوب تھے اپنے باپ کے لیے اوسنے
قصیدہ کہا ہی اور چونکہ ہنرمند اکثر بے نصیب ہوتے ہین بے نصیب جوان مر گیا اب جوزجان کی علاقہ داری
ابوالحسن علی ابن فضل معروف حجاج کو دی گئی کہ نہایت صاحب علم اور صاحب حلم اور صاحب حیا و
صاحب وفا اور صاحب عقل تھا بہت عمدہ انتظام اور فقط آبرو کے ساتھ کام کیا اور صوبونکی آبرو بھی اپنی آبرو کے موافق حفاظت کرتا تھا

مطابق [illegible] سنہ ع

ذکر ابوالقاسم احمد ابن حسن میمندی کی وزارت کا

جب کہ سلطان خراسان کا سپہ سالار تھا تو ابوالقاسم اوسکا میر منشی تھا اور یہ شخص شریف حسب و نسب مین
درست ہی صاحب رای کامل ہی اور اوسکی تدبیر معقول ہی ہر طرف اوسکی خوش قلمی اور دلیری اور بلند ہمتی ہمت
اور ترقی خو کی شہرت ہی اور دینار و درہم کی بہت حقارت کرتا تھا اور سلطان کے سب حالات پر جو رفیق رہا تو
سلطان نے اوسکو درجہ بدرجہ یہان تک ترقی دی کہ تمام فوج کی موجودات لینے کا اوسکو دیوان کیا

اور پرگنہ لبست اور رنج مس اونکے سب متعلقات اور آمدنی کے اوسکی تنخواہ معمولی پر زیادہ کیا پس توفیق خداوندی سب امور مفوضہ پر نہایت استحکام سے کام کیا اور اوسکی سخاوت کے آرزومند اطراف واکناف سے آنے لگے تو شخص اپنی آرزو کے موافق اوس سے تونگری اور فارغ بالی حاصل کرتا تھا اور وزیر ابوالعباس بھی اسکی رای پر عمل کرتا تھا اور اسکی خوب عزت کرتا تھا اور جب کہ سلطان کو ابوالعباس پر توجہ نرہی اور اوسکا کام سست ہوگیا تو سلطان نے بروقت وانگی جنگ نارین کے ابوالقاسم کو دہلیز کا نگہبان اور ابواسحاق کا مددگار کیا تھا اور اگرچہ وزیر نہ تھا پر وزیر کہلاتا تھا اور سنہ ہجری تک یہ حال ہا جب کہ سلطان نے وزیر اور خراسان کے عاملون کو باقیات پر گرفتار کیا اور سب عامل اور رعیت اور شریف اور غریب اور عزت دار اور خدمتگار سب حاضر آئے اور سب کو قید کیا اور ... روز کی معیاد مقرر کی کہ زرباقی ادا کرین تا ہندوستان مین کہ ابھی درپیش ہی کام آویگا اور کسی کی کھال نوچنی شروع کی اور کسیکو آگ پر بٹھایا اور کسیکو اولٹا لٹکایا اور ابوالقاسم کو خلعت وزارت دیا اور سب ضروریات ریاست اوسکو سونپی اور زرباقی کے وصول کا حکم دیا اور نسبت باقیدارون کے اوسکو اختیار تام دیا کہ جسکو چاہے رکھے اور جو چاہے جس سے لیوے سلطان تو ہندوستان کو گیا اور اس نے سب کار خدمت پر نہایت خوبی اور اہتمام سے کام کیا اور ابواسحاق کو خراسان کی تحصیلداری پر سررشتہ دار کیا جب سلطان آیا تو دیکھا کہ نہایت عمدہ انتظام ہی اور ہر کام کا خوب بندوبست ہی اور خزانہ بھی پر ہی اور ہر بات کی خوب رونق ہی تو اوسکو حکم دیا کہ خراسان جاوے اور جو کچھ وزیر اور ابواسحاق کے سبب سے نقصان یا باقی رہی ہی اوسکو وصول اور درست کرے تو یہ ہرات کو گیا اور وہان کے لوگون پر ایسا اسکا رعب و داب ہوا کہ خود بخود مال نکلا چلا آتا تھا اور خود آواز دیتا تھا کہ یہان دفن یا ہون تو اسقدر مال اس نے سمیٹا کہ کبھی نہ سنا گیا تھا اور ابواسحاق سررشتہ دار کی نالش ہوئی کہ اسقدر زر اس نے بطور طمع ورشوت کے لیا ہی یہ امر سلطان کو بہت برا معلوم ہوا اوسکو موقوف کیا اور حکم دیا کہ جو کچھ لیا ہی سب بیت المال مین داخل کرے اور پھر اپنا خاص ملک اور موتی اور اسباب اور اپنی عورتون کا زیور سب حاضر کرے پس سب ہی کچھ لوٹ لیا اور وزیر ابوالعباس کو علم عربی نہ تھا اس لیے اوسکی سب تحریرات فارسی کی تھی اور اسی لیے بہت بیرونق ہا اور ابوالقاسم جو وزیر ہوا تو سب دفتر اور سب منشی لوگ عربی دان مقرر ہوے اور فارسی ترک ہوئی مگر مکتوب الیہ جو فارسی دان ہوا اور عربی سے واقف نہ ہوا تو فارسی مین تحریر ہوتے تھے

مطابق ۔ ۱۰۱۶ء

اور جملہ کار سلطنت اور رعایا کا اور دفتر کا خوب بار رونق ہوا

بیان شمس المعالی قابوس ابن دشمگیر کا اور اوسکے انجام کار کا اور بعد اوسکے اوسکا فرزند فلک المعالی منوچہر ابو منصور اوسکا وارث ہوا

شمس المعالی اگرچہ صاحب ای عالی تھا لیکن نہایت سخت بند وبست اور دشوار کار تھا ہر خطا کی سزا بجز خونریزی کے اور کچھ نتھی اور کوئی قصور اگرچہ بے ارادہ محض ہو جاوے تو ہرگز معاف نہوتا تھا اور صرف تلوار ہی سے انتقام لیا جاتا تھا اور کوڑی اور لکڑی کے تو کیا معنی اور قید سوای سنگستان کے اور کہین نہین کرتا تھا اوسکے خدام اور حواشی بہت لوگ تباہ ہو گئے کاش با وجود قصور کے اگر زندہ بھی رکھتا تو خوب ہوتا ہر شخص اوس سے متنفر تھا کوئی اوس سے محبت نہ رکھتا تھا اور کوئی اوسکی صحبت پر رغبت نکرتا تھا کیونکہ نفس انسانی سے بے گناہی تو ممکن نہین ہر اور یہان اگر کچھ بھی قصور ہو وے تو معافی تو کیا بلکہ سزا قتل ہی دیجاتی ہر اوسکا ایک داروغہ حاجب نعیم کرکے وکیل قوم حدود جرجان پر متعین تھا نہایت بے فساد بے نصرا اور بہت ہی نیک خو شمس المعالی نے اوسکو استرآباد پر مقرر کیا کہ اوس کا انتظام اور بند وبست کرے اوسکو خبر پونہچی کہ نعیم نے کچھ مال بطمع لیا ہر اسنے حکم دیا کہ قتل کیا جاوے سو قتل کیا گیا اور وہ چیختا ہی رہا کہ یہ بالکل غلط ہر مین بیگناہ ہون اب اوسکی فوج نے یہ مشورہ کیا کہ اوسکو سلطنت سے اوتار دین اور اوسکی اطاعت سے نکلین تا جان بچے ورنہ یہی حال سبکا ہوگا اور خود تو جرجان سے خناشک کی چھاونی پر تبدیل آب و ہوا کے لیے گیا ہوا تھا کہ یہان گرمی بہت تھی اس لیے اوسکو اس مشورے کی خبر نہوئی تھی سو ایکدن رات کیوقت وہ اپنے ایک قلعے مین تھا کہ فوج یکایک چڑھ گئی اور جو کچھ اوسکا مال اور گھوڑے اور خچر تھے سب لوٹ لیا پر جو لوگ اوسکی حفاظت پر پہرہ دار تھے وہ اونپر غل مچانے لگے اس لیے یہ سب کے سب بھاگ گئے اور اسنے نافرمانی اختیار کرکے جرجان کو مڑے اور اوسکے بیٹے ابو منصور منوچہر کو طبرستان سے بلایا کہ اوسکو سلطنت دیوین اور اوسکی اطاعت کرین وہ یہ سنتے ہی دوڑا کہ بظاہر اونکے موافق رہے اور باپ پر اونکی یہ حرکت اوسکو بہت ناگوار ہوئی اس لیے اسکا بدلہ لینا اپنے دلمین چھپا رکھا اور اسوقت اونکی بہت مدارات کی کہ ہوقت اگر اوسے کچھ بگاڑے تو بدلہ بھی نہین ہوسکے گا اور ملک بھی تباہ ہوگا اور اب یہ سب حال شمس المعالی کو کھلا تو وہ بسطام گیا کہ دیکھے انجام ان لوگون کا کیا ہوتا ہر فوج نے سنا کہ وہ بسطام آیا تو منوچہر کو کہا

کرینگے اوسکا مقابلہ کرے وہ ناچار برعایت وقت اونکے ساتھ گیا شمس المعالی نے صرف منوچہر کو اپنے پاس بلایا یہ اوسکے پاس تنہا گیا اور زمین خدمت کو بوسہ دیا اور اس حادثے اور حالت پر بہت رویا اور اپنے حقوق بہت یاد کیے اور یہ بھی عرض کیا کہ میری نیازمندی جو حضور مین ہے فوج باغی کو معلوم نہووے اب شمس المعالی نے جو دوستی اور درستی اپنے فرزند کی دیکھی اور خیال کیا کہ انجام کار یہی ہے کہ سلطنت اسی کے لیے ہے تو اوسنے اپنی سلطنت اوسکو دیدی اور یہ وصیت کی کہ جبتک کہ مین زندہ ہون میری خدمتگزاری بخوبی کرتے رہنا اور خباشنک کے قلعے مین عبادت خداوندی مین مصروف رہون جبتک کہ موت آوے اور کار سلطنت صرف تم ہی کرتے رہو کہ تم اب بادشاہ ہوے پس شمس المعالی اپنے خواص خدمتگار لیکر خباشنک کو گیا اور منوچہر جرجان کو گیا کہ مسند آرای سلطنت ہوا اور اپنی فوج اور رعیت کی خوب خاطرداری اور مدارات کرتا تھا اور جبتک شمس المعالی زندہ رہا ہر وقت انکو اندیشہ رہا جب وہ مرگیا تو سب کو اطمینان ہو گیا اور جرجان کے باہر بسر راہ خراسان اوسنے اپنے لیے آپ قبر بنوائی تھی اوسمین دفن کیا گیا اور منوچہر نے موافق اپنی رسم جیل کے تین دن ماتم کیا ننگے سر رہا سونا اور کھانا ترک کیا اور سینہ زنی کرتا رہا بعد اسکے سلطنت مین ایسا مسرور اور مصروف ہوا کہ پھر باپ کبھی یاد نہ آیا اور قادر باللہ خلیفۂ بغداد نے شمس المعالی کے مرنے کی خبر سنی تو منوچہر کو خط تعزیت اور تہنیت لکھا اور فلک المعالی لقب دیا اور منوچہر نے جو مصلحت دیکھی تو سلطان یمین الدولہ امین الملہ سے متابعت اور دوستی پیدا کی اور اپنے چند خواص کو بہت تحفہ اور ہدایا دیکر یہ پیغام نیاز اور محبت کے سلطان کی خدمت مین بھیجا سلطان نے بھی اوسکی درخواست کے موافق دوستی اور محبت کا اظہار کیا اور امتحان کے لیے حکم بھیجا کہ ہمارا خطبہ اپنی ولایت مین جاری کرے اور ابو محمد حسن ابن مہران کو بہت تحفہ اور ہدیہ دیکر بھیجا سوا اوسنے خوب اطاعت کی اور جرجان اور طبرستان اور قومس اور دامغان مین خطبہ سلطان کا جاری کیا اور پچاس ہزار دینار سالانہ مقرر کیا اور جب سلطان نے ارادہ نارائن گڑھ پر یورش کا کیا تو اوس سے جیل اور دیلم کے لوگ مانگے کہ وہ بہت دلاور اور واقف کار ہوتے ہین اوسنے دو ہزار آدمی خالص جیلی مقرر کیے اور اونکی تنخواہین اور انعامات دیکر اونکی سب حاجات اور ضروریات دفع ہووین سلطان کے پاس بھیجدیے جب یہ سب کار خدمت اوسکا سلطان کی رای مین متحقق ہوا تب اوسنے ابوسعید جو اونکی رئیس جرجان کو منوچہر کے پاس پیغام رشتہ کے بھیجا اوسنے بھی قبول کیا اور اوسکا نکاح سلطان کی

دختر سے ہوگیا اور منوچہر نے اپنے اور سلطان کے آدمیون کو بہت سا انعام و اکرام دیا اور ایسا ہی سلطان نے بھی بہت کچھ صرف کیا اب منوچہر نے اون لوگون کو کہ اسکے باپ کے قتل پر آمادہ اور شریک ہوے تھے سب کو قتل کیا اور ابن خرکاش نے کہ اسکا رشتہ مند اور دشمن تھا جو یہ دیکھا تو بھاگا اور کہین اوسکو ٹھکانا نہ ملا جہان جاتا تھا وہان دھکے کھاتا تھا اور خون قابوس اوسکے در پے ہوتا تھا اور پھر ایسا گم ہوا کہ پتا بھی نہ لگا اور منجملہ اون لوگون کے کہ شمس المعالی پر حملہ آور ہوے تھے ایک اوسکا سپہ سالار ابو القاسم جعفری تھا یہ سرحد گانون مین چلا گیا امیر فلک المعالی نے چندے اوسکو مہلت دی اوسکو یقین ہوا کہ امیر کو مجھ سے کچھ پرخاش نہین ہے صرف اوسے تھی کہ جنکا کام کر چکا ہے اسکے پاس چلا آیا اوس نے اوسکو جھٹ قید کر دیا یہ قید مین سے کچھ حیلہ کر کے نکل بھاگا ادھر ادھر بھاگتا پھرتا تھا اور نیشاپور بھی کسی گمان پر گیا پر کچھ حاصل نہوا پھر سلطان یمین الدولہ کے پاس آیا اوس نے جو اسکا حال سنا تو پھر اسکو قید کیا

ذکر دارا ابن شمس المعالی قابوس ابن وشمگیر

دارا کو جو ابو علی محمد ابن سیمجور سے امان ملی تو امیر نوح ابن منصور کی خدمت مین جب تک رہا کہ اوسکے باپ کو جرجان طبرستان ملا اب وہ اپنے باپ کی خدمت مین آموجود ہوا کہ باپ کی خدمت اور کی خدمت سے بہتر ہے اوسکے باپ نے اوسکو طبرستان دیا کہ اوسمین رہے اور اوسکا انتظام کرے پھر کسی نے اوس پر تہمت لگائی اوسکے باپ نے اوسکو بلوایا وہ نہایت نیاز سے اوسکے پاس استرآباد مین حاضر آیا بہت اچھی طرح سے اوس سے ملا اور اوسکو نہایت خاطر سے اوتارا پھر جو کچھ شبہہ ہوا تو پھر بلوایا وہ اسکے پاس آنے کو سوار ہوا اور چلا کہ راستے مین سے اپنے چند خواص اور اپنے غلام لیکر خراسان کو چلا آیا اس عرصے مین شمس المعالی کو خبر ہووے اور اپنا لشکر اوسکے پیچھے دوڑاوے وہ بہت دور نکل گیا اور خراسان کے قریب پونچکر دم لیا اور سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کے پاس حاضر آیا اور نہایت نیاز سے پیش آیا اور سلطان نے اوسکی بہت خاطر داری کی اور اوسکو رتبہ برتبہ ترقی دیتا تھا یہانتک کہ اوسکو دماغ ہوا اور گستاخی اور تکبر سے سلطان کے ساتھ پیش آنے لگا کہ سلطان نے اسکی وہ عزت اور رتبہ کم کر دیا یہ اوسکو ناگوار ہوا اور اوسکے تغیر مزاج سے ڈر لگا تو رات کو بھاگ گیا سلطان نے اونکے پیچھے گھوڑے دوڑائے یہ شاہ غار کے پاس پونچا سلطان نے شاہ شار کو لکھا کہ دارا کو ہمارے پاس بھیجدے اوس نے بھیجدیا سلطان نے بہت تکلیف سے اوسکو قید کیا اس نے جو کچھ موقع پایا پھر بھاگ گیا پھر پکڑا گیا اور بہت سخت قید کیا گیا لیکن سلطان کے

دلمین جو کچھ آیا تو چھوڑ دیا اور پھر وہی عزت اور توقیر اور اکرام اور تعظیم کی اور ابی الحارث ارسلان جاذب کی مددگاری اور تقویت کے لیے اوسکو جرجان اور طبرستان بھیجا اور پھر بلا کر اپنا معتمد الخدمت کر کے اپنے پاس رکھا کہ کسی وقت اپنے سے جدا نکرتا تھا اتفاقاً ابو الفوارس ابن بہاء الدولہ سلطان کے پاس آیا کہ اس سے مدد لیکر اپنے بھائی کے اوپر فوج کشی کرے مجلس ضیافت مین یہ سب جمع ہوے اور دور چلا اور اس حالت مین اگلے پچھلے سب فکر آ رہے دارا نے ایک ایسی بات کہی کہ اگر خاموش رہتا تو خوب ہوتا سلطان نے اوسکو ایک قلعے مین پھر قید کر دیا اور سب اسباب و ملک اوسکا ضبط کر لیا کہ جیسے اور برگنون کا محصول آتا تھا اوسکا بھی آنے لگا ایکروز وزیر نے اوسکی سفارش کی تو پھر اوسکا ملک اوسکو عنایت کیا گیا کہ اوسکی حالت درست ہووے اور اوسکے قید خانے مین اوسکی آمدنی کام آوے اور یہ سب حال محرم سنہ ۴۰۹ ہجری مین گزرا مطابق ۱۰۱۸ء

ذکر مجد الدولہ ابو طالب ابن فخر الدولہ کا

فخر الدولہ نے ابو العباس تاش کو جب کہ وہ خراسان سے جرجان پہنچا یہ لکھا کہ خدا نے مجکو ایک فرزند عنایت کیا ہے کنیت اوسکی ابو طالب رکھی اور نام اوسکا رستم کہ یہ نام ہمارے بزرگون مین تھا اور خط اپنے وزیر صاحب ابن عباد سے لکھوایا اور جب فخر الدولہ مرگیا تو مجد الدولہ اوسکی جگہ ہوا اور اوسکی ماں اسپہبند کی بہن نہایت زور آور اور صاحب تدبیر تھی ملک دیلم دبا بیٹھی اور حکمرانی کرنے لگی ان دونون ماں بیٹون مین خوب جنگ ہوئی یہانتک کہ بدر ابن حسنویہ مجد الدولہ پر حملہ آور ہوا کہ ملک ہراوس سے چھین لے اور دونون مین ایسی لڑائی ہوئی کہ تکلیف فاقہ اور سختی اور خونریزی اہل دیلم اور پھر اہل ری پر بڑی اور اب قریب تھا کہ اور بھی سخت فساد ہوویں اور نہایت خونریزی ہووے اور بہت لوگ تباہ ہووین اور باجی لوگ فساد برپا کرین اور مجد الدولہ نے جو دیکھا کہ روز بروز فساد برپا ہے اور زیادہ ہوتا جاتا ہے تو اوس نے سلطنت ترک کی اور گوشہ نشین ہوا اور اپنی ماں کی اطاعت قبول کی اور نافرمان برداری سے توبہ کی کہ جس سے خلقت اور تابعان سلطنت تباہ ہوے جاتی تھی اور الگ ایک گھر مین ہو بیٹھا اور شغل صرف لکھنے پڑھنے کا شروع کر دیا اور اوسکا بھائی شمس الدولہ ولایت ہمدان اور قرمیسین اور اونکے سب علاقے حدود بغداد تک کا فرمان روا ہوا اور بدر ابن حسنویہ نے اوس مال اور دولت پر کہ قلعون مین سب سے جمع تھے قبضہ کیا اور لوگون کو اسقدر دینا شروع کیا کہ چند دن مین سب مال خرچ ہو گیا اور ابن فولاد کے پاس کہ سلطنت آل بویہ مین جلیل القدر اور صاحب علو مرتبت تھا اوسپر دیلمی اور کردی اور عربی سردار جمع ہو گئے

اوس نے مجد الدولہ اور اوسکی ماں سے کہا کہ مین ہر وقت تمہاری ولایت کا مددگار رہونگا اور تمہاری
سلطنت کا ایک رکن استوار مجھ کو قزوین جاگیر دیدو اونھون نے صاف یہ عذر کیا کہ ہماری مملکت بہت
قلیل اور مختصر ہے اس لیے ہم نہین دے سکتے مین ابن فولاد یہ جواب سنکر اطراف ری پر چڑھ گیا اور لوٹ
مار اور رہزنی غلہ والون پر کرنے لگا اور قریب دو طرف کا اونکا ملک دبالیا ان دونون نے اسپہبد سے
مدد مانگی وہ بہت لوگ جیل کے لیکر چڑھ آیا اور خوب جنگ ہوئی بہت کشت و خون ہوا دونون طرف کے
لوگ بہت مارے گئے اور ابن فولاد کی ٹانگ مین تیر لگا کہ وہ زخمی ہو گیا اور دامغان کو بھاگا اور جا کر
زخم کا علاج کیا اور منوچہر فلک المعالی کو لکھا کہ میری مدد کرے تو مین اوسکی اطاعت کرونگا اور
اوسکا خطبہ جاری کرونگا اور اوسکو خراج دیا کرونگا اوس نے دو ہزار آدمی نہایت زور آور اور قوی
بھیجدیے یہ سب جمعیت لیکر ابن فولاد ری پر چڑھ گیا اور لوٹ مار پھر کرنے لگا اور اہل دیلم کو بھی بہت
تکلیف ہوئی اس لیے لاچار مجد الدولہ اور اوسکی ماں نے علاقہ اصفہان اوسکو لکھدیا کہ کچھ تو امان ہووے
اب وہ راضی ہو گیا اور فساد جاتا رہا اور اپنے لشکر سے ملک کا انتظام اور بندوبست اور درستی کرنے لگا
اور ہر فساد سے اونکو روکنے لگا او منوچہر کا لشکر اولٹا پھر گیا اور اس نے اصفہان جا کر مجد الدولہ کا
خطبہ جاری کیا اور یہ سنہ [illegible] ہجری کا ماجرا ہے اور نصر ابن الحسن ابن فیروزان سلطان

مطابق سنہ ۱۰۱۶ء

یمین الدولہ کی خدمت مین السیا سرگرم رہا کہ اوسنے پرگنہ بیار اور جومند اوسکی جاگیر کردی وہ وہان پہونچا اور
خوب انتظام کیا اور محاصل بہت حاصل کیا اور مجد الدولہ نے ری مین جو اوسکو بلوایا وہ بیراہ آیا کہ شمس المعالی
قابوس کے لشکر کا ڈر تھا وہ ہر وقت موقع اور قابو دیکھتے تھے اور جب وہان پہونچا تو حق قرابت
اور فرمانپذیری سب جتائی گئی اور یہ وہان چند سال رہا کہ اچھی طرح سے اسنے وہان کا انتظام کیا
اتفاقاً یہ معلوم ہوا کہ یہ مخالفین سے موافقت رکھتا ہے تو اوسکو قلعہ استوناوند مین قید کردیا گیا پھر اوسکا
قصور معاف ہوا اور اوسی کام پر پھر ممتاز ہوا کہ دیلم نے پھر سر اوٹھایا اور لوٹ مار اور رہزنی اور
نقب زنی کرنے لگے کہ ریاست بالکل نہ رہی تھی اور مجد الدولہ سوای لکھنے پڑھنے کے اور کچھ شغل نہ رکھتا
تھا اب نصر نے پھر اونکا بندوبست اور قلع و قمع کیا تو اونھون نے اب ارادہ کیا کہ نصر کو قتل کریں اور
اوسکو گھیر لیا پہلے تو صرف اکیلا اونکو بہت دن تک ٹالتا رہا پھر بھاگ نکلا اور سب مال ان لوگون نے
لوٹ لیا اور اوسکو اتنا رنج رہا کہ مر گیا

ذکر بہار الدولہ کا اور جو کچھ اوسکا انجام کار ہوا

جب سلطان یمین الدولہ سجستان کا مالک ہوگیا تو بہار الدولہ نے اوس سے دوستی کے لیے پیغام و خطوط
بھیجے کہ ان دونوں کی مملکت باہم متصل تھی سو سلطان نے بھی یہ دوستی قبول کی کہ وہ بھی شریف ہے اور اوسکے
بزرگ بھی بزرگ تھے اور سلطان نے بھی پیغام محبت بلکہ رشتہ داری و قرابت کا قاضی ابو عمرو بسطامی
محدث نیشاپور کے ہاتھ اوسکے پاس بھیجا جب قاضی وہان پونہچا تو بہت تعظیم و تکریم ہوئی اوس نے سب پیغام ادا
کیے بہار الدولہ نے کہا کہ میرا وزیر فخر الملک بغداد مین ہے اوس سے جا کر یہ پیغام دینا چاہیے بعد اوسکی صلاح
کی جو ہوگا کیا جاویگا پس قاضی جب تک کہ بغداد سے واپس آیا بہار الدولہ بیمار سخت ہوا اور مر گیا اور لوگون نے
اوسکے فرزند ابو شجاع سے بیعت کی اور قادر باللہ خلیفہ بغداد نے اوسکو سلطان الدولہ لقب دیا اور سلطنت
اوسکی جم گئی اور اقبال اوسکا درست ہوگیا اب قاضی نے سلطان الدولہ سے پیغام دوستی پونہچایا اوسنے
جواب صاف ندیا کہ یہ پیغام اصل مین اوسکے باپ کے لیے تھا نہ اوسکے لیے بجز اسکے کہ مجمل یہ کہا کہ ہماری
اور سلطان کی دوستی موروثی ہے اور وفاداری قدیم اور اوسکا بھائی امیر ابو الفوارس اوسوقت کرمان مین تھا
اب ان دونون مین جنگ اور مخالفت قائم ہوئی اور سلطان الدولہ نے لشکر مرتب کیا کہ کرمان اوسکے
ہاتھ سے لیوے آخر جنگ ہوئی اور بہت کشت و خون ہوا اور ابو الفوارس کو شکست ہوئی اور بھاگا اور
سلطان یمین الدولہ کے پاس مدد کے لیے جا کر دم لیا سلطان نے نصر ابن اسحاق نائب کو اسکے استقبال اور
مدارات اور اہتمام مہمانی پر مامور کیا نصر نے پونہچتے ہی دس ہزار دینار نثار کیے کہ اس سے اوسکا سجستان
مین نام ہوگیا کہ ایسا کام اور ایسی سخاوت کسی اگلے بادشاہ سے نہوئی تھی جب سلطان سے جا کر ملے تو
طرفین سے ہدایا اور تحفے اسقدر لیے دیے گئے کہ جنکا بیان نہین ہوسکتا بلکہ تمام دنیا کی مالیت سے بھی زیادہ
ہین اور تین مہینے تخمیناً مہمان رہا اوسکے بعد اسنے رخصت اور مدد مانگی سلطان نے بہت خوشی سے بہت سا
مال اور دولت دیکر رخصت کیا اور ابو سعد عبد الرحمن ابن محمد طائی کو کچھ فوج دیکر اسکے ساتھ کیا
ابو الفوارس یہ سب کچھ لیکر کرمان پر چلا تو جو لوگ کہ وہین تھے فوراً بھاگ گئے کہ اونمین تاب مقابلہ نتھی
اور ابو الفوارس نے ابو سعد کو کرمان پر مقرر کیا کہ اوسکا انتظام کرے اور محاصل حاصل کرے پھر ابو سعد
ہمراہیون کو لیکر روانہ ہوا اور جو کہ یہان ایک مدت گزر گئی اس لیے سلطان کی طرف سے ان لوگون کو
ایک طرح کا خیال ہوا لیکن جب یہ لشکر وہان پونہچا تو سلطان نے حکم دیا کہ پھر جاؤ اور مملکت ابو الفوارس سے

چھین اور سو وہ لوگ واپس آئے اور جنگ واقع ہوئی اور ابو الفوارس شکست کھاکر بھاگا اور ہمدان مین
شمس المعالی ابن فخر الدولہ کے پاس گیا اوس نے بلحاظ قرابت اسکی خوب خاطرداری کی اور ایک مدت تا حید مددگاری ہا
آخر اوسکو معلوم ہوا کہ مجکو فریب دیکر رکھا ہوا اور اپنے بھائی سلطان الدولہ کے پاس مین بھیجا جاؤنگا سو یہ یہانسے
بھاگا اور بغداد کی راہ لی اسکے بعد جو اسکا حال ہوگا لکھا جاویگا

ذکر ایلک خان اور جو اوسکا انجام ہوا

ایلک خان کو اوس شکست کا جو بلخ پر اوسکو ہوئی بہت رنج اور افسوس تھا اور اپنے بھائی طغان خان کو ہر وقت
ملامت کرتا تھا اور قدرخان سے ہر وقت مدد کا تقاضا تھا لیکن تقدیر اوسکی برخلاف تھی اتفاقاً
بیمار ہوگیا اور ۴۰۳ھ ہجری مین مرگیا اور طغانخان اوسکا بھائی اوسکا وارث ہوا اور اسنے
سلطان سے آشتی اور دوستی پیدا کرلی اور جو کچھ کہ اسکا بھائی خلل انداز ہوا تھا وہ سب رفع ہوا
اب ملک چین سے ایک فوج کثیر طغانخان اور بلاد اسلام اور بلاد ترک اور ماوراء النہر پر چڑھ آئے
اور قریب تین لاکھ کے خرگاہ تھا کہ اسقدر اسلام مین کسی کے پاس نہین ہوا اب اسنے بھی بلاد اسلام
اور تمام ترک مین سے لوگ بلوائے قریب ایک لاکھ کے جمع ہوے لیکن اونکی کثرت سے سب
ڈرتے تھے اب طغانخان یہ جمعیت لیکر اونکے مقابلے گیا اور جان لیا کہ بیشک مارے جائینگے
چند دن تک برابر لڑائی رہی اب ایکدن سبنے اتفاق کیا کہ سب لڑمرین سو صبح سے جو طغانخان
نے حملہ کیا تو دوپہر تک لڑے اور ایک لاکھ آدمی اونکے قتل کیے اور چینیون نے نشہ بھی پیا تھا
کہ سب بیہوش اور مست ہوکر لڑتے تھے اور ایک لاکھ غلام ہاتھ لگے اور باقی جو رہے بھاگتے جاتے
تھے اور بھنے جاتے تھے اور بعد اس فتح کے چند دن بعد طغان خان مرگیا اور اوسکا بھائی ارسلانخان
ابو منصور اوسکی جا پر پادشاہ ہوا اور اسنے بھی سلطان یمین الدولہ سے بدستور دوستی اور آشتی
کرلی اور سلطان نے اپنے فرزند ابو سعید مسعود کی شادی اسکی دختر سے کی تھی اور اسکو بہت
معتبر و نکے ساتھ بلخ بھیجا کہ وہانسے بیاہ کرکے لائے اور یہ ۴۰۸ھ ہجری مین ہوا۔

مطابق ۱۰۱۲ع

مطابق ۱۰۱۷ع

ذکر ابی احمد فرزند سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کا

اسکے اخلاق و عادات بہت پسندیدہ اور علم و ادب مین خوب فائق ابو نصر فریغونی والی
جوزجان کی بیٹی سے اسکا بیاہ ہوا اور اسکو جوزجان کا انتظام دیا اور ابو سعید مسعود کو ہرات کا

انتظام ہونیا اور اوسکا بیٹکار اور منصور ابو محمد حسن ابن مہران کو کیا باقی حال ان دونوں بھائیوں کا جو ہوگا آگے مذکور ہوگا

ذکر ابو العباس مامون خوارزم شاہ اور جو اوسکا انجام ہوا یہانتک کہ سلطان یمین الدولہ اوسکا وارث ہوا

ابو الحسن علی جب اپنے باپ کا وارث ہوا تو اوسنے خوارزم کو جرجان سے شامل کرلیا اور اپنی تقویت کے لیے سلطان کی بہن سے نکاح کیا گویا سب ایک ہو گئے یہانتک کہ ابو الحسن مرگیا اور اوسکا بھائی ابو العباس مامون اسکا جانشین ہوا اور اوسنے بھی سلطان کی بہن سے نکاح کیا کہ وہی تقویت اور دوستی رہی سلطان کے حکم کے موافق اسنے اپنے ملک مین خطبہ سلطان کا شروع کردیا لیکن اوسکی سپاہ اور سرداران سپاہ نے انکار کیا کہ اگر تو ایسی اطاعت سلطان کی کریگا تو ہم تجھ سے پھر جاوینگے اور تجھکو سلطنت سے نکال دینگے یہ سب تقریر قاصد سلطان نے سلطان سے جا کر بیان کی اور یہ بھی کہا کہ ان سب کا سردار اس امر مین نیالستکین بخاری ہر اور یہ سب ابو العباس کے قتل پر آمادہ تھے چنانچہ ایکروز بر سبیل سلام اوس کے پاس گئے اور اوسکو قتل کر ڈالا اور اوسکے ایک بیٹے سے بیعت کرلی ہر اور یہ بھی وہ جانتے ہین کہ سلطان اپنی بہن کے لیے اس ملک کا مدعی ہوگا تو سب نے اتفاق کیا ہر کہ خاص دار الملک کے اندر لڑینگے سلطان کو اپنے بہنوئی کے مارے جانیکا بہت غم ہوا اور بہت غصہ آیا اور چلا کہ اونکے دار الملک کے صحن مین جا پہنچا اور ان لوگون نے ارادہ کیا کہ انکو چھاپہ مارین اور نیالستکین نے یہ سوچتے ہی رات کو ابو عبد اللہ طائی پر کہ مقدمۃ الجیش تھا حملہ کیا اور لڑائی ہونے لگی اور سلطان بھی یہ سنکر دوڑا اور خوارزمی لوگ صبح سے جبتک کہ خوب گرمی ہوئی لڑتے رہے اور جب دوپہر ہوئی تو اون کو شکست ہوئی اور بھاگے انھون نے جیحون کی راہ لی اور بہت مارے گئے اور پانچہزار آدمی پکڑے گئے اور آخر کار نیالستکین بخاری بھی گرفتار آیا اور قید ہوا ان سب سے سلطان نے پوچھا کہ تمنے اپنے ولی نعمت کو بوجہ کیون قتل کیا نیالستکین نے ڈھٹائی سے کہا کہ تمنے قتل کیا اور اوروں نے کچھ جواب نہ دیا پھر سلطان نے حکم دیا کہ ابو العباس مامون کی قبر کے پاس انکولیجاؤ اور کوڑے مارو اور ناک اور کان کاٹو اور پھر سولی دو اور ابو العباس کی قبر پر ایک پتھر یہ لکھوا کر لگادو کہ یہ قبر ابو العباس کی ہر کہ اوسکے نوکرون اور خادمون نے اوسپر بغاوت کی ہر اور اللہ نے سلطان یمین الدولہ امین الملۃ کو باغیون پر قدرت دی کہ اونکو پھانسی دیکر مار ڈالا اور جو قیدی کہ باقی رہے اونکو طوق پہنا کر شہر غزنہ مین تشہیر کے لیے پھرایا گیا اور پھر حکم دیا کہ انکو فوج مین چھوڑ دیا جاوے

کر یہ جاسوس اور اہل فساد کے نگران ہین اور خوارزم پر حاجب التونتاش کو بھیجا اوسنے سلطنت عمادی کر کے خوب انتظام کیا

متھرا اور قنوج کی فتح کا ذکر

سلطان جب خوارزم کو اپنی سلطنت مین ملا چکا تو بست کو روانہ ہوا اور اوسکا بندوبست کر کے غزنہ کو چلا اور یہان بیس ہزار آدمی ماوراء النہر سے اوسکے پاس اور آ گئے اور ارادہ ہوا کہ اب سفر قنوج کرین اور مجوبین کی تاریخ مین لکھا ہی کہ سوای گشتاسپ کے جو شہنشاہ اعظم تھا اور کوئی قنوج فتح نکر سکا اور غزنہ تین مہینے کا رستہ ہی اور استخارہ کیا اور چلا اور دریای اٹک اور جہلم اور چندراہ اور ایراوہ اور شتلدر رستے بعافیت تمام اوترا آیا اور جس راجہ کی سرحد مین آیا تو اوسکا وکیل بہ نیازمندی اور مستمندی حاضر آیا اور جب کشمیر پر گزر ہوا تو جنگی ابن سمہی والی کشمیر بھی خدمت مین آیا اور رہنمائی اور رہبری کرنے لگا اور آدھی رات سے دوپہر دن تک چلتے تھے اور دسوین رجب سنہ ۴۰۹ ہجری کو جمنا سے اوتر آئے اور جو قلعہ کہ بلند نظر آیا اوسکو فتح کر لیا یہان تک کہ برنہ کے قلعے پر جو راجہ رای ہردت کے ملک مین واقع ہی گزر ہوا راجہ ہردت نے جو یہ حال دیکھا اور ڈرا تو مناسب یہ جانا کہ اسلام قبول کرے اور دس ہزار آدمی لیکر آیا اور اسلام لایا اب سلطان نے اوسکو بھی اپنے ساتھ لیا اور راجہ کلنچند پر چڑھائی کی اور اپنی فوجکو حکم دیا کہ حملہ کرین سو یہ فوج وہی قلع قمع کرنے لگی جو کرتی آئی ہی اور سلطان کو جو معلوم ہوا کہ ایک رستہ قلعے کے اوپر سے بھی ہی سلطان اپنی فوج لیکر اودہر جا چڑھا راجہ اور اوسکی فوج جسنے دیکھا کہ یہ قتل عام ہو رہا ہی اور ہماری تلوار کچھ کام نہین کرتی لاچار یہ مشورہ کیا کہ دریا مین جا پڑین کہ وہ ہمکو بچالیگا سو بہت تو ڈوب مرے اور بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور پچاس ہزار آدمی کے قریب قتل و غرق ہوے اور راجہ کلنچند نے اول اپنی جورو کو مارا پھر آپ مرا ایک سو پچاسی ہاتھی بادشاہ کو سوای اور مال کے ہاتھ لگے یہانسے فتح کر کے متھرا پر چلے جسکو اہل ہند گمان کرتے ہین کہ یہ شہر آدمیون کا بنایا ہوا نہین ہی جنون کا بسایا ہوا ہی اور اوسکے بیچ مین ایک مندر نہایت عمدہ ہی کہ ایسی خوب عمارت اور ایسا عمدہ نقشہ نہ کسی کاتب کے قلم سے بن سکے اور نہ کوئی مصور تصویر اوتار سکے اور سلطان نے جو غزنین خط بھیجا تو اوسمین یہ لکھا کہ یہان ایک مندر کی عمارت ایسی ہی کہ اگر کوئی اوسکے مقابل بنانا چاہے تو شاید بصرف دس کرور دینار دو سو برس مین اچھے کاریگرون سے بن سکے اور منجملہ ان بتون کے جو یہان تھے پانچ بت سونے کے معلق ہوا مین کھڑے تھے اور اونمین سے ایک کی آنکھون مین دو یاقوت تھے کہ اگر شاید بیچے جاتے تو پچاس ہزار دینار کو بھی ارزان تھے اور دوسرے بت کے

مطابق ۱۰۱۸ عیسوی

گلے مین ایک ٹکڑا یاقوت کا چارسو پچاس مثقال کا تھا اور ایک کے قدم کے نیچے چار ہزار چار سو مثقال سونا
تھا اور کل سونا جو ان سب پر تھا اٹھانوے ہزار تین سو مثقال تھا اور چاندی کا وزن اسوقت ممکن تھا کہ
معلوم ہو سکے اب یہ سب فتوح لیکر قنوج کو چلا اور اپنی فوجکو بدین خیال کہ راجہ قنوج رای جیپال کی فوج بہت
قلیل ہے حاجت سب فوجکے لیجانے کی نہ سمجھی یہین چھوڑ دیا اور رستے مین مال اور غلام اسقدر ہاتھ
لگے کہ حساب نہین ہو سکتا اور آٹھوین شعبان کو قنوج پہونچا اور رای جیپال سنتے ہی بھاگا گنگا سے
پار اوتر گیا اہل ہند اس دریا کی بہت تعظیم کرتے ہین اور سلطان قنوج کے قلعون مین گیا دریای گنگ کے کنارے
پر سات قلعے مال و دولت سے مالامال ہین اور اس شہر مین دس ہزار مندر ایسے ہین کہ اہل ہند کو یہ گمان
ہے کہ یہ مندر دو تین لاکھ برس سے ایسے بنے ہوے ہین سلطان نے فوجکو حکم دیا کہ شہر لوٹ لو اور پھر قلعہ فتح پر
کہ برہمنونکا قلعہ کہلاتا ہے گئے اور قتال ہوا آخر سلطان کو فتح ہوئی پھر وہان سے قلعہ آسی پر گئے اور
وہانکا راجہ جنڈال سور تھا جو سب سرداران ہندوستان مین عزت دار تھا اور اوسکا لشکر بھی بہت تھا اب
راجہ قنوج نے اوسکو سلطان کے مقابلے مین کیا اور بہت دن تک لڑائی رہی اور جب راجہ جنڈال کو
سلطان کا حملہ معلوم ہوا تو بھاگ گیا اور سلطان نے اوسکا قلعہ مسمار کروا دیا یہ فتح کر کے راجہ جندرای پر متوجہ
ہوا اور وہ اپنے قلعے سرسوہ مین تھا اور پہلے تو اوسمین اور راجہ بروجیپال مین دشمنی تھی کہ آپسمین ہمیشہ
جنگ و جدال رہتا تھا آخر آپسمین صلح اور دوستی ہوگئی اور راجہ بروجیپال نے اپنے فرزند بھیم پال کی منگنی کا
پیغام راجہ جندرای کی بیٹی سے دیا کہ پھر فساد کبھی نہووے اور ہمیشہ دوستی رہے جب بھیم پال بیاہ کرنے
گیا تو راجہ جندرای نے اوسکو قید کیا کہ جسقدر میرا نقصان تیرے باپ نے کیا ہے وہ سب ادا کرے جب
رہائی ہوگی راجہ جیپال اس فکر ہی مین تھا کہ کیونکر اپنا بیٹا چھڑا دے اور کیونکر اوسکا قلعہ لیوے کہ اتنے
مین سلطان جا پہونچا بروجیپال تو راجہ بھوج دیو کے پاس چلا گیا کہ سلطان کے صدمے سے بچے اور
جندرای نے سلطان کا مقابلہ کیا لیکن بھیم پال نے اوسکو نصیحت کی کہ محمود ہندو تو نہین ہے اسلیے
اوس سے لڑنا نہین چاہیے اور چھپ جانا ضرور ہے کہ اوسکے نام سے بہت فوجین تیری اور میرے باپ کی
بھاگتی ہین اوسکو یہ نصیحت پسند آئی اور اسباب اور ہاتھی اور مال و دولت سب لیگئے اور پہاڑون مین
جا چھپے اور غرض اوسکی اس نصیحت سے یہ تھی کہ جندرای راجہ کے ساتھ مین گرفتار نہ ہو جاؤن اسکے
جلاوطن ہونے سے مین رہا ہون گا پس سلطان نے جو یہ قلعہ فتح کیا تو بہت مال گھانس مین سے نکلا

لیکن سلطان نے ارادہ کیا کہ جندرای کا تعاقب کرے کہ وہ یہانسے پندرہ کوس کے فاصلے پر ہے اور شب کے وقت چھبیسوین تاریخ شعبان کو وہان جا پونہچا اور لڑائی ہوئی تو بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور تین دن تک برابر لوٹ رہی اور ہاتھی بہت ہاتھ لگے کہ اونکا نام خدا آورد رکھا اور سونا اور چاندی اور یاقوت اور موتی جو ہاتھ لگا قریب تیس لاکھ درہم کے تھا اور لونڈی اور غلام اس کثرت سے ہو گئے کہ ہر ایک کی قیمت اونکی دس روپیہ کی تھی ورنہ دو تین روپیہ کو بکتے تھے +

غزنین کی جامع مسجد کا ذکر

جب یہ کچھ مال ہر دولت اور یہ ملک ماوراالنہر وغیرہ سلطان کو ہاتھ لگا تو اب اوسنے ارادہ کیا کہ غزنہ مین ایک مسجد بناوے اور لکڑی اور تختہ وغیرہ ہند اور سندھ سے منگائے گئے اور فرش اوسکا سنگ مرمر کا بنایا اور نہایت تکلف کیا اور بہت سونا اور چاندی دیوار پر لگایا اور اوسکے گرد مدرسہ قائم کیا اور علما کو جمع کیا

ذکر قوم افغانان

یہ قوم راہزن اور غارتگر ہے جب سلطان قنوج کیطرف گیا تھا اوسکے لوگونکو لوٹتے تھے اور مارتے تھے اب سلطان نے یہان پونہچکر چاہا کہ انسے بدلا لیوے اور اونکا استیصال کرے سواپنی خاص فوج لیکر اونپر چڑھگیا اور سوای بچون اور عورتون کے سبکو قتل کیا کوئی باقی نرہا پھر غزنین چلا آیا اور چاہا کہ کچھ بلخ مین آرام لیوے اور باقی سال غزنہ مین پورا کرے اور پھر سندوستان پر متوجہ ہووے سواپنی فوج لیکر سندوستان پر چلا اور دریای براب پر پونہچا اور راجہ بروجیپال ادھر سے خوب چست وچالاک فوج لیکر چلا کہ سلطان کو دریا پار نہ آنے دیوے سلطان نے جو اوسکا یہ ارادہ دیکھا تو حکم دیا کہ مشکین باندھکر دریا کے پار چلے جاوین اور آٹھ غلام توبموجب حکم سلطان یونہین دریا مین کود پڑے اور اوس کنارے پر جا پہنچے جب راجہ نے دیکھا کہ پانی انکو لئے چلا آتا ہی تو پانچ ہاتھی اور فوج اپنی متعین کردیے کہ ادھر انکو اوترنے نہ دیوے تو ان آٹھ غلامون نے تیر دسے ہاتھیون کے پانون اور چہرے زخمی کردیے اور پار اوتر گئے الغرض کچھ ڈوبے اور باقی سب پار چلے گئے اور سلطان نے ایک حملہ کیا اور راجہ کی فوج شراب پیے ہوے تھی سلطان نے اونکو ایسا مارا کہ سب متفرق ہو گئے اور بہت مارے گئے اور بہت قید ہوے اور دو سو ستر ہاتھی ہاتھ آئے اور راجہ بھاگ گیا +

ذکر اوس حال کا جو بعد وزیر ابوالعباس کے نیشاپور مین

گیا اور ابو الحسن علی سیاری وہان کا دیوان ہوا

بسبب بربادی رعایا اور کمی پیداوار اور خراج قانونی کے اور بسبب ویران ہونے زمیندار اور بونے
جوتنے والونکے جو زر باقی وزیر ابو العباس پر نکلا گیا تھا جب اسکا معاملہ ختم ہو چکا تو سلطان نے ابو الحسن طاہر
ابن عبد الصمد رئیس قوشنج کو بلایا کہ یہ شخص آبادی ملک اور تحصیل پیداوار اور قانون دیہاتی سے خوب
واقف ہے اور اوسکو وزیر مقرر کیا اور حکم دیا کہ منجملہ آمدنی قوشنج کے پچاس ہزار دینار واسطے آبادی آبادون
کے اور بطور تقاوی زمینداران کے خرچ کرے سو یہ شخص ۴۱۶ ہجری مین نیشاپور گیا اور زمین قابل زراعت
مین زراعت کروائی اور ویران کو آباد کیا اور بھاگے ہوے اسامی کو پھر بسایا اور ظاہر ہے کہ نقصان مدت کا
تو مدت ہی مین پورا ہوگا اور سلطان ہر سال یہ چاہتا تھا کہ مقدار تخمینے سے زیادہ کرے اور یہان یہ حال
ہے کہ کبھی تو پیداوار کم اور کبھی آبادی کم اور کبھی نرخ کم اور متصدی لوگ اپنا کام کرتے تھے یعنی ہر مال مین
اور ہر محال پر اپنا حق لگاتے تھے یہ شخص حیران تھا کہ کیا کرے اور سلطان کیطرف سے ہر وقت مطالبہ اور
دھمکی جاری تھی کہ جو باقی ہے وہ وصول کر کے بھیجے اور جو اب پیداوار ہے وہ بھیجے اسنے دیکھا کہ میری ملک
جسقدر ہے وہ تو کبھی بمقدار مطالبہ کافی نہو گی اب اسکو فضیحت اور رسوائی کے غم نے ایسا بیمار کر دیا
کہ قریب مرگ ہو گیا اور ایسا دبلا ہو گیا کہ گویا مردہ ہے اب سلطان نے ابو الحسن سیاری کو وزیر یا دیوان مقرر
کر کے وہان بھیجا کہ نہایت زیرک اور دانا اور حساب دان اور ہوشیار تھا اسنے یہان پونچکر سب حساب
اور تمام کاغذ مرتب کیا اس لیے اگرچہ سلطان کو یہ ضرورت تھی کہ اوسکو اپنے پاس رکھے لیکن
خراسان کے بند و بست کے لیے اوسکو بھیجنا ضرور پڑا کہ سب مملکت سے بہت عمدہ
اور بہت اچھی مملکت ہے اور خط استوا مین جو بلاد و امصار ہین اونکا یہ ایک ثلث ہے +

ذکر ابو بکر محمد ابن اسحاق ابن محمد شاہ او قاضی ابو علی صاعد ابن محمد اور اونکا انجام کا

یہ دونون صاحب مذہبی آدمی تھے صرف انکی دینداری کا کچھ حال لکھا ہے یہ سب مذہبی
ذکر ہے تاریخ سے کچھ علاقہ نہین ہے اس لیے ترک کیا گیا اور اسیقدر کفایت ہے +

ذکر سپہ سالار ابو المظفر نصر ابن ناصر الدین سبکتگین کا

جب سلطان نے خراسان کو آل سامان سے خالی کروا لیا اور اوسکا مالک ہو گیا تو اوسکو دیکر

اور محبت بینے بھائی نصر کی تحقق ہوئی اور دوسرے بھائی اسمعیل سے جدائی ہوئی اس لیے اوسنے
نصر کو سپہ سالاری خراسانکی دی اور نیشاپور پر بھیجا اور یہ عہدہ ابتدا مین اسی کا تھا اور چونکہ نصر اوس سے
بڑا تھا اس لیے اوسکی توقیر اور تعظیم خوب کرتا تھا یہ شخص چند سال نہایت خوبی اور نیکبختی کے ساتھ
اس عہدے پر ممتاز رہا اور بہت اچھے اچھے کام اس سے سرزد ہوے خصوصا ابی پرہیم مقصر
کے فساد مین نہایت ہوشیاری سے کام کیا پھر سلطان نے اوسکو بلوالیا اور اپنے
پاس رکھا کہ جدائی گوارا نہ تھی اور ایسا نیک تھا کہ سلطان نے کبھی کوئی لفظ بیہودہ اوس سے
نہ سنا اور کسی نے کبھی اوسکی شکایت نہ کی یہانتک کہ آخرکار مرگیا

ترجمہ مترجم تاریخ یمینی

فقیر حقیر سراپا خطا و التقصیر وکیل احمد ابن شیخ قلندر حسین ابن شیخ محمد وسیم ابن شیخ محمد عطا روح اللہ
ارواح اسلافہ و افاض علیہ خصائص الطافہ کو حق تعالی جل شانہ نے اپنے فضل و کرم سے سکندرپور
کے معزز خاندان مین پیدا کیا ہمارا سلسلہ النسبی حضرت بندگی شیخ مبارک فاروقی عدلی تک
پہونچتا ہے جو کملین اولیا اللہ سے تھے انکے وصال کی تاریخ یہ ہے

بزرگے در سکندر پور مشہور	قناعت پیشہ فقر مسرور
اگر سال وفاتش را بجوئید	مبارک رفت از دنیا بگوئید ۱۰۱۶

حضرت بندگی کی تربت سکندرپور مین زیارتگاہ متبرک ہے دور دور سے لوگ آتے ہین اور اپنے
دامن حاجت کو انکے فیض سے بھرا پاتے ہین الہین قبر پر یون کندہ ہے

زیارت گاہ مردم ہست این سبز	مبارک بود شیخ با کرامت
پئے سال وفاتش گفت عاجز	مبارک از جہان بگزیدہ رحلت ۱۰۱۶

سلاطین تیموریہ نے مصارف جماعت خانہ حضرت بندگی کے لئے بہت بڑی جاگیر دی تھی
قوالون کے نام علیحدہ جاگیر تھی یہ بزرگ چشتی تھے سماع سے نہایت ذوق تھا حالت سماع مین اکثر
وجد فرماتے تھے مخدوم تاج محمود حضرت بندگی کے صاحبزادے درویش باکمال
وصاحب حال و قال تھے الکامزار بھی بندگی شیخ مبارک کے حظیرے مین ہے لیکن

اوسکا صحیح نشان نہین پایا جاتا تاریخ وفات یہ ہی

تاج محمود انتقال نمود — آفتاب ہدی بہ قعر نہفت
سال تاریخ عاجز خستہ — تاج محمود تاج عالم گفت

ہمارے والد مرحوم کے انتقال کی تاریخ یہ ہی

شیخ من شیخ قلندر حسین — تن بہ قضا داد بحکم قضا
عاجز دل خستہ لبالش نوشت — خوابگہ او شدہ دار البقا

نوین ذی حجہ شب جمعہ ۱۲۳۸ہجری کو مین پیدا ہوا ۱۲۵۱ہجری تک فارسی کی معمولی کتابین پڑھ کے جونپور گیا وہان خانقاہ رشیدیہ حضرت دیوان محمد رشید جونپوری قدس سرہ مین ٹھہرا اور کتب صرف و نحو و مختصرات منطق پڑھ کے تمام کتب درسیہ حسب سلسلہ نظامیہ مولانا محمد عبد الحلیم لکھنوی قدس سرہ کی خدمت مین سماعۃ و قراءۃ پڑھی اور ۱۲۷۶ھ مین فراغ حاصل کر کے سند علمی حاصل کی جناب مولانا ممدوح کی تاریخ وفات یہ ہی

کان عبد الحلیم ذا علم — رفع اللہ عنہ ما عشرہ
فی الدعاء الذی یفید لہ — قلت تاریخ موتہ غفرہ

پھر لکھنو کا عزم کیا کتب طبیہ مولوی حکیم انور کریم لکھنوی سے پڑھین جو مشتہر فی الآفاق حضرت شاہ عبد الرزاق بانسوی قدس سرہ کی اولاد سے تھے مطب مولوی حکیم حاجی محمد یعقوب لکھنوی کے سامنے کیا پھر عرصے تک لکھنو و جونپور و سکندرپور مین درس و علاج مرضی مین مصروف رہا ۱۲۸۵ہجری مین شہر فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن مین آیا اور سرکار دولت مدار آصفیہ کی ملازمت اختیار کی باوجود کثرت اشتغال کے مجھے تصانیف کا مشغلہ رہتا ہی جس قدر تصانیف آج تک مدون ہوی ہین اونکی فہرست حسب ذیل ہی۔ تنبیہ مخالفین بجواب تفضیح مخالفین معیار الصرف۔ نقل مجلس۔ تشئید المبانی بنکاح الثانی۔ مکاتبہ۔ حد العرفان۔ تزیین الطالبین صیانۃ الایمان عن قلب الاطمینان۔ ارشاد العنود الی طریق ادب عمل المولود۔ سبحۃ رضیہ۔ وسیلہ جلیلہ۔ نصرۃ المجتہدین برد ہفوات غیر المقلدین۔ اعتماد بحفظ الاجتہاد۔ ہدیۂ مجددیہ صباح الحق الصریح عن احکام المحدث الحسن الصحیح۔ ارشاد المعاد الی مسلک حجۃ اخبار الآحاد۔

تقریر۔ نذیر در حرمت خمر و خنزیر۔ محدد لجہات المجدد۔ رفادہ علی جرح العبادہ۔ عقد الدرر۔
دافع الشقاق عن اعجاز الانشقاق۔ تبصرہ۔ ابطال الاباطیل برد التاویل العلیل۔ یاقوتی۔
دافع الوبا۔ لذت الوصال۔ تذکرۃ اللبیب فیما یتعلق بالطب والطبیب۔ ازالۃ الحزن عن اکسیر البدن۔
آئینۂ جینی ترجمۂ تاریخ یمینی۔ یاقوت ربانی شرح مقامات بدیع الزمان ہمدانی۔ رسالہ اذان۔

خاتمۃ الطبع

نادر تحریر حمد و نعت کا ظاہر ہے زبان خامہ اوسکے ادا کرنے سے بالکل عاجز اور قاصر ہے ہان البتہ کوئی تازہ مژدہ ہو تو طالبون کو سنانا چاہیے اور شاہد مقصود کا چہرۂ پر نور آئینۂ ظہور مین دکھانا چاہیے کہ یہ کتاب مفید طلاب پسندیدہ شیخ و شاب یعنی مرآت صورت نمای حسن معنی موسوم بآئینۂ جینی ترجمۂ تاریخ یمینی جسکو مہر دینی ماہ آسمان دو بینی صدر آرای ایوان وجاہت و بردباری فرمانروای مملکت ہمہ دانی تاریخ نگار فاضل جلیل مورخ بے بدیل کشاف دقائق معنوی و صوری جناب مولانا مولوی حکیم وکیل احمد صاحب سکندرپوری نے صیقل بیان سے آئینہ سکندری کیطرح چمکایا ہے اور ترجمہ عربی کے جوہر بلاغت کو اردوی معلی کی فصاحت مین جلوہ گر فرمایا ہے مشکل مضمون کو کیسا آسان کر دیا اور پھر اختصار کے ساتھ گویا دریا کو کوزے مین بھر دیا ترجمے کے کمال کی حسن و خوبی ادا کی ہے اور منصب تاریخ نگاری کی داد دی ہے کہاں ہین طالب اس جوہر فن کے اور کدھر ہین شائق اس گوہر سخن کے سر سے قدم کرکے آئین اور بنقد دل و جان اسکو خرید فرمائین اور خاص عربی عبارتکار در مین عام نفع اوٹھائین کہ مطبع مصطفائی واقع محمود نگر زیر اکبری دروازہ لکھنو مین باہتمام حقر انام راجی رحمت و غفران محمد عبد الواحد خان بن محمد مصطفی خان مغفور غفر لہما رب غفور سنہ ۱۳۰[illegible] ہجری مین نہایت صحت کے ساتھ چھپکر جلوۂ ظہور مین آئی ہے اور آئینۂ حیرت مین زیب و زینت کی صورت دکھائی ہے فقط

فہرست اغلاط آئینہ حسن ترجمہ تاریخ یمینی حسب نظر ثانی مصنف

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۵	عادت	عادات	۷۲	۱۰	توشجی	فوشنجی	۹۸	۲۱	اسپہنا	اصبہبد
۵	۱۹	عیسی	عسی	۷۷	۱۲	عزیز	عزیر	۹۹	۱	〃	〃
۱۱	۱۱	روزکی	[illegible]	[illegible]	۲۱	〃	〃	۱۰۰	۴	〃	〃
۱۱	۱۳	اوشرل سکے یہ شعرانیا	+	[illegible]	۱۲	نوک	نوک کہ	〃	۷	تمناسب	تخاسب
〃	۱۵	لگ لئے	[illegible]	۷۹	۷	دلانیا سکیں	نیالتکین	〃	۸	اسپند	اصبہبد
۱۸	۲	[illegible]	فقر	۸۰	۲۲	اورکہ	اور	〃	۹	تخاسب	نخاسب
۱۹	۱۳	[illegible]	قریب مین	۸۱	۱۷	وہ ہر	وہیں	۱۰۵	۱۹	جوزجان	جورجان
۲۰	۲	جو	+	〃	۱۸	〃	〃	۱۰۰	۱۵	نیک جو	نیک خو
〃	۴	کہ جسکا نام قصیدہ تجوز	+	۸۳	۵	بزال	پزال	〃	۱۲	منسی	نفشی
۲۸	۵	قہندر	قہندز	۸۴	۴	صغدی	سغدی	〃	۲۱	رشتہ بدی	رشتہ بندی
〃	۹	یکہاہر	مرثیہ کہاہر	〃	۱۴	اندخوز	اندخور	〃	۲۳	ہو	ہوا
۳۰	۲۰	کرنے مین	کرتے ہین	〃	〃	جوزجان	جورجان	۱۰۹	۳	دولون	دلنوان
۳۲	۱۰	فروزان	فیروزان	۸۶	۱۹	لی	کی	۱۱۳	۵	جوکہ	جونکے
〃	۲۲	عشق	حب	۸۸	۲۱	توشنج	وشنج	〃	۱۴	گھسنے	گھسٹنے
〃	〃	ایجادے	ایجای	۸۹	۷	اسپہند	اصبہبد	۱۱۵	۴	زرودلی	زوزنی
۳۴	۳	دیجاوے	دیجاوے گی	۹۰	۱۹	اسپہند	اصبہبد	۱۲۱	۸	صیلان	صیمان
۳۴	۶	قہندر	قہندز	۹۳	۴	[illegible]	[illegible]	〃	۱۸	اورابوالعباس	وزیرابوالعباس
۴۰	۱۵	مردرود	مروروذ	۹۵	۱۸ ۱۹	اسپہند	اصبہبد	۱۲۳	۲۲	ترقی	نرمی
۴۷	۲۱	ضبط کیجیے	مضبوط کیجیے	〃	۱۹	مزبان	مرزبان	۱۲۸	۱۳	اسپہند	اصبہبد
۴۹	۳	زنک	زنگ	〃	۲۰	اسپہند	اصبہبد	۱۲۹	۴	〃	〃
۵۱	۱۱	تجدی	نجدی	۹۶	۸	اسپہند	اصبہبد	۱۳۱	۱۰	اندنھیجے جاتے تھے	-
۵۳	۱۱	پھراور	اورپھر	۹۷	۴	تخاسب اورکتان	نخاسب اورکتان	۱۳۲	۷	کے حکم کے	حکم کے
〃	۱۳	تقدیر پر	تقدیر بر بر	۹۸	۵	جستان	سجستان	〃	۹ ۱۳	نیاستکین	تنالکین
۵۵	۱۷	گھرے رو گئے	گھر سے رہ گئے	〃	۱۶	اسپہند	اصبہبد	۱۳۶	۴	توشنجی	فوشنجی
۵۹	۲۲	جو	جب	〃	۲۰	اسپہندی	اصبہبدی	〃	۱۰	محمد شاہ	محمشاذ